منتخب

نایاب ناولوں کا مجموعہ

فاتحِ فرات

مرتبہ

سید مہدی حسینی

ناشر

رحمت اللہ بک ایجنسی

بالمقابل بڑا امام باڑہ، کھارادر، کراچی ۲

فہرست نوحہ جات

نمبر شمار	مصرعۂ اول	صفحہ نمبر
	مولائے کائنات	
۱	آغاز ہو رہا ہے کربل کی کہانی کا	۱۹
۲	گلشنِ آلِ پیغمبرؐ میں خزاں آنے کو ہے۔	۲۰
۳	تابوت ہے یہ لوگو داماد مصطفیٰؐ کا	۲۱
۴	مومنو حیدرِ کرار کا ماتم کر لو	۲۲
۵	مَن کُنتُ مولاہ فھٰذا علی مولاہ	۱۴
۶	مولودِ کعبہ کا مسجد میں خون بہایا گیا	۱۷
۷	دُنیا سے چل بسا ہے غمخوار مصطفیٰؐ کا	۲۵
۸	کعبہ میں آنے والا مسجد میں چل بسا ہے	۲۶
۹	غازیؑ دابا بارک جا روندے نے تیرے بال	۲۷
	بی بی فاطمہ زہراؑ	
۱۰	جھٹلائی گئی فاطمہ زہراؑ کی گواہی	۲۸
۱۱	رسولؐ زادی کو جاگیرِ مصطفیٰؐ نہ ملی	۲۹
۱۲	جگ روون نئیں دینڈا اے بابا	۳۰

نمبر شمار	مصرعۂ اوّل	صفحہ نمبر
	امام حسنؑ	
۱۳	پیکاں برس رہے ہیں تابوت پر حسنؑ کے	۳۱
۱۴	تابوت حسنؑ پر ہے کیوں تیروں کا سایہ ہائے ہائے	۳۳
۱۵	بے گناہ مارا گیا سبطِ رسولؐ دوسرا	۳۴
	واہ حسنؑ سبز قبا	
۱۶	تیروں سے سجایا گیا تابوت حسنؑ کا	۳۶
۱۷	برسات میں تیروں کی یہ کس کا جنازہ ہے	۳۸
۱۸	کس جرم میں حسنؑ کو قاتل زہر پلایا	۴۱
۱۹	ہائے سبطِ پیمبرؐ کا جنازہ تو اٹھا ہے	۴۰
۲۰	نکلا تھا جنازہ جو گھر لوٹ کے آیا ہے	۴۱
۲۱	برسات میں تیروں کی جنازہ ہے حسنؑ کا	۴۲
۲۲	تابوت حسنؑ لائے ہیں شبیرؑ اٹھا کے	۴۳
۲۴	اُٹھا کوئی جنازہ پھر فاطمہؑ کے گھر سے	۴۵
	چاند رات	
۲۵	اے چاند محرم تو ہی بتا خاتون کا چاند کہاں ہے	۴۶
۲۶	اے چاند محرم کے تو بدلی میں چلا جا	۴۷
۲۷	لو دیتا ہے رو رو کے محرم یہ دہائی	۴۸
۲۸	چھڈ دیس نبیؐ دا سیداں نے وچ کربل ڈیرے لائے نے	۴۹

نمبر شمار	مصرعۂ اوّل	صفحہ نمبر
	شہزادہ علی اصغرؑ	
۲۹	آئی ہے تیر بن کے اصغرؑ کی موت ہائے	۵۰
۳۰	آ جا علی اصغر تجھے سینے سے لگا لوں	۵۱
۳۱	شبیرؑ نے علی اصغرؑ کو جب دفن کیا ہوگا	۵۲
۳۲	شبیرؑ پہ غربت میں یہ وقت بھی آیا ہے	۵۳
۳۳	میرے اصغرؑ میں تیری پیاس بجھاؤں کیسے	۵۴
۳۴	اِک ننھا سا سپاہی جھولے سے اُٹھ رہا ہے	۵۵
۳۵	یثرب کے مسافر کا کیا حال ہوا ہوگا	۵۶
۳۶	اصغر کو کربلا میں ہے کیسی رات آئی	۵۷
۳۷	گھر آ بھی جا میرے اصغرؑ رات ہوتی ہے	۵۸
۳۸	کاش کوئی پوچھ لیتا ڈولتے شبیرؑ سے	۵۹
۳۹	بانو کا یہ ارمان تھا آباد مکان ہوگا	۶۰
۴۰	شبیرؑ چلے لے کے توحید کا نذرانہ	۶۱
۴۱	کہتی تھی رو کے مادر۔ اے بے زبان اصغرؑ	۶۲
۴۲	پچھلی رات کا تارا چمکا ماں کو اصغرؑ یاد آیا	۶۳
۴۳	اب کوئی میرے لال کا جھولا نہ جھلاؤ	۶۴
۴۴	اصغر کو کرو پیار تو اکبرؑ سے بھی مِل لو	۶۵
۴۵	رہ گیا خالی جھولا جھلانے کے لئے	۶۷
۴۶	دھوپ تپتے ہے قبر اصغرؑ جھل گئی رباب چھاؤں	۶۸

نمبر شمار	مصرعۂ اوّل	صفحہ نمبر
	شہزادہ قاسمؑ	
۴۷	قاسمؑ تمہارے ہاتھوں میں مہندی لگی ہے آج	۶۹
۴۸	دے لاگ بتولؑ دے لال مینوں قاسمؑ نوں مہندی لائی دا	۷۰
۴۹	اُٹھ قاسمؑ تینوں مہندی لاواں دوواں شگن مناواں	۷۱
۵۰	اُٹھ قاسمؑ آ مہندی لا امڑی گھول لے آئی اے	۷۲
(۵۱)	سیّدانیوں میں مرداں منگیاں قاسماں اُٹھ کے مہندی لا	۷۳
۵۲	قاسمؑ میں تیری مہندی عرشاں تے بنائی اے	۷۴
۵۳	ہائے مہندی حسنؑ دنے پھڑے دی کیویں وچ خیمے دے آئی اے	۷۵
	شہزادہ علی اکبرؑ	
۵۴	آواز آرہی ہے اک سینہ تناں سے	۷۶
۵۵	دشت میں گونج رہی تھی علی اکبرؑ کی اذان	۷۷
۵۶	اللہ اکبر اللہ اکبر آئی اکبرؑ کی صدا	۷۸
۵۷	رن سے آکر علی اکبرؑ نے جو مانگا پانی	۸۰
۵۸	اکبرؑ کے دل میں توڑا ظالم نے پھل سناں کا	۸۱
۵۹	بھیجا شبیرؑ نے اکبرؑ کو ستمگاروں میں	۸۴
۶۰	نانےؐ دی شکل والا میرا دیرؑ نہیں آیا	۸۵
۶۱	ہائے نانا ؐ کیوں دیرؑ نہیں آیا میرا	۸۶

نمبر شمار	مصرعۂ اوّل	صفحہ نمبر
	غازی عباس علمدارؑ	
۶۲	دریا پہ سو رہا ہے حیدرؑ کا پسر غازی	۸۷
۶۳	اے سبطِ پیمبرؐ کے علمدارؑ کہاں ہے	۸۸
۶۴	ہل چل ہے فوجِ شام میں عباسؑ آتے ہیں	۸۸
۶۵	آیا ہے علم اور علمدارؑ نہ آیا	۸۹
۶۶	لو علم خالی علمدارؑ کا آیا لوگو	۹۰
۶۷	عباسؑ باوفا کو بشیرؑ نے پکارا	۹۱
۶۸	دونوں جہاں میں روشن عباسؑ کی وفا ہے	۹۲
۶۹	یہ نشان ہے وفا علمدارؑ کا علم	۹۳
۷۰	عباسؑ کے بازو قلم ہیں اللہ اللہ	۹۴
۷۱	زینبؑ نے پکارا میرے عباسؑ علمدار	۹۵
۷۲	یہ حضرتِ عباسؑ دلاور کا علم ہے	۹۵
۷۳	عباسؑ تیرے خون سے رنگین ہے علم تیرا	۹۷
۷۴	عباسؑ علم تیرا مقتل سے آرہا ہے	۹۸
۷۵	زہراؑ کی دعاؤں کا ثمر حضرتِ عباسؑ	۹۹
۷۶	دریا اور علم آیا علمدار نہ آیا	۱۰۰
۷۷	اَج ویر پیاسیاں بھیناں دا اُچک مشک تے علم ڈلیشان گیا	۱۰۱
۷۸	عباسؑ تیرے بازو کم دین دے آگئے نے	۱۰۲
۷۹	عباس باوفا پرچم سدا رہوے گا	۱۰۳
۸۰	آجا دیرن غازیؑ ہائے دیس پرایا اے	۱۰۴

نمبر شمار	مصرعۂ اوّل	صفحہ نمبر
	حضرت امام حسین ؑ	
۸۱	تیروں کے معلے پہ وہ سجدۂ شکرانہ	۱۰۵
۸۲	یہ بنائے لا الٰہ ہے دین ہے ایمان ہے	۱۰۷
۸۳	زہرا ؑ کا چاند تشنہ کھڑا ہے لبِ فرات	۱۰۸
۸۴	شبیر ؑ اگر تیری عزاداری نہ ہوتی	۱۰۹
۸۵	فریاد محمد صلی اللہ سر ننگے زہرا ؑ جائیاں نے	۱۱۰
۸۶	تیروں کی زبانوں پہ لہو کس کا لگا ہے	۱۱۲
۸۷	سبحان رب العلیٰ وبحمدہٖ	۱۱۳
۸۸	نیزے پر چڑھ کر شاہ ؑ نے قرآن سنا دیا	۱۱۴
۸۹	حسین ؑ ظلمتوں میں گوہرِ تابندہ ہیں	۱۱۵
۹۰	ہم کیوں نہ کریں ماتم شاہِ زمن ؑ تیرا	۱۱۶
۹۱	خونِ شبیر ؑ بہایا ہے مسلمانوں نے	۱۱۷
۹۲	خونِ حسین ؑ چاہِ زینب ؑ کی داستان	۱۱۸
۹۳	واپس حسین ؑ کربِ وبلا سے نہ آ سکے	۱۱۹
۹۴	اسلام کے محسن ؑ کا ماتم ہے بپا لوگو	۱۲۰
۹۵	شہیدِ کربلا بابا غریب و بے وطن بابا	۱۲۲
۹۶	سر پہ شہِ ولا کے تلواروں کا سایہ ہے	۱۲۳
۹۷	دشتِ ویراں میں شبیر ؑ جو مہماں ہوئے	۱۲۵
۹۸	حسین ؑ ابنِ علی ؑ کا نزول ایسا ہے	۱۲۷
۹۹	مقتل چلے شبیر ؑ کمر باندھ کے گھر سے	۱۲۸

نمبر شمار	مصرعۂ اوّل	صفحہ نمبر
۱۰۰	دِں عاشور کا گزرا کیسے یہ مظلوم شبیرؑ سے پوچھو	۱۳۰
۱۰۱	تیر ہیں شبیرؑ پیاسے کے بدن میں جا بجا	۱۳۱
۱۰۲	کٹ گئی گردن شہِ مظلوم کی شمشیر سے	۱۳۲
(۱۰۳)	چل دیئے شبیرؑ یارب سر جھکانے کے لئے	۱۳۳
۱۰۴	ہلے شبیرؑ کو مہمان نہ بنایا ہوتا	۱۳۴
(۱۰۵)	شبیرؑ سر کٹانے کو مقتل کو جا رہے ہیں	۱۳۵
۱۰۶	آئے شبیرؑ بیابان کو بسانے کے لئے	۱۳۶
۱۰۷	حکمِ قرآں آیا ہے قائم نماز کر	۱۳۸
۱۰۸	داستانِ غمِ شبیرؑ کہی جاتی ہے	۱۳۹
۱۰۹	بدلی میں گھرا ہے اسلام کا تارا	۱۴۰
۱۱۰	دی دین نے صدا ئیں شبیرؑ ذرا آنا	۱۴۱
۱۱۱	اے حسینؑ ابن علیؑ حق کو بچاتے دیکھا	۱۴۲
(۱۱۲)	ہو کے مہمان محمدؐ کا نواسہؐ آیا	۱۴۳
۱۱۳	دشتِ خونخوار میں سر شاہ کٹانے آئے	۱۴۴
(۱۱۴)	کٹتا ہے گلا رن میں فرزندِ پیمبرؐ کا	۱۴۶
(۱۱۵)	ہم سے غمِ شبیرؑ بھلایا نہیں جاتا	۱۴۷
۱۱۶	زخموں سے چور چور ہے زہراؑ کا لاڈلا	۱۴۸
۱۱۷	ہم اس شہیدِ جفا کا پیام کہتے ہیں	۱۴۹
(۱۱۸)	حسینؑ غم میں تیرے کائنات روتی ہے	۱۵۰
۱۱۹	لوگو حسینؑ پاک محمدؐ کا دین ہے	۱۵۱
۱۲۰	شاہ کا سر کٹ گیا تیغِ جفا خاموش ہے	۱۵۲

نمبر شمار	مصرعۂ اوّل	صفحہ نمبر
۱۲۱	وا ویلا صد وا ویلا	۱۵۴
۱۲۲	مومن تیری عبادت شبیرؑ کا ہے ماتم	۱۵۵
۱۲۳	دستار ہے حسینؑ کے سر پہ رسولؐ کی	۱۵۶
۱۲۴	غربت میں محمدؐ کا پسر مارا گیا	۱۵۷
۱۲۵	حسینؑ نیزے پہ چڑھ کے قرآن سنانے لگے	۱۵۹
۱۲۶	او شمر لعین تجھ کو ذرا رحم نہ آیا	۱۶۰
۱۲۷	اے محسنِ دین جیتے رہے تیرے عزادار	۱۶۱
۱۲۸	خنجر و تیر و سناں ہے اور تنِ شبیرؑ ہے	۱۶۲
۱۲۹	ہر زخم صدا دیتا ہے اللّٰھمّ البیک	۱۶۴
۱۳۰	جس نے سجدہ کیا چاند زہراؑ کا تھا خنجر تلے	۱۶۸
۱۳۱	سب کچ دے کے وچ کربل دے رہ گیا سید کلا	۱۶۹
۱۳۲	شبیرؑ تے زینبؑ دا اسلام تے احسان	۱۷۰
۱۳۳	کربل دے مسافر دا پُر درد فسانہ اے	۱۷۱
۱۳۴	پیامی تیراں دا وسدا اے وچ صابر زہراؑ جایا اے	۱۷۲
۱۳۵	اک مظلوم دے تن تے بارش تیراں دی	۱۷۳
۱۳۶	تیراں دیاں سرتے چھاواں نے رب خیر کرے شبیرؑ تیری	۱۷۴
۱۳۷	انسانیت دا محسن زہراؑ دا لال اے	۱۷۵
۱۳۸	ارمان رہیا ارمان رہیا کیوں بعد حسینؑ جہان رہیا	۱۷۶

عاشور کا دن

۱۳۹	قیامت بن کے دن عاشور کا زینبؑ پہ آیا ہے	۱۷۹

نمبر شمار	مصرعۂ اوّل	صفحہ نمبر
۱۴۰	قیامت کی گھڑی ہے کربل کی ریت جلتی ہے	۱۸۰
۱۴۱	روزِ عاشورہ صبح کو دی جو اکبرؑ نے اذان	۱۸۲
۱۴۲	اے رات نہ ڈھلنا کہ اُجڑ جائے گی زینبؑ	۱۸۴
۱۴۳	ہچکیاں لے کر سُنی زینبؑ نے اکبرؑ کی اذان	۱۸۵
۱۴۴	کی دن دسویں واچڑھیا اے کی ظلم شہریاں چلیاں نے	۱۸۷
۱۴۵	تقصیر تے نئیں کوئی سیدی ہویا دیری کُل زمانہ اے	۱۸۸
۱۴۶	شبیرؑ کہہ کے رو دیئے آنسو رواں دواں	۱۸۹
	شامِ غریباں	
۱۴۷	ہاں کیوں نہ کیا لاشہ مظلوم دفن تیرا	۱۹۰
۱۴۸	زہراؑ کے دل کے ٹکڑے ہیں ریتِ کربلا پہ	۱۹۲
۱۴۹	سر نہیں شبیرؑ کا باقی تہہ خنجر رہا	۱۹۳
۱۵۰	دشتِ غربت میں لُٹ گیا زہراؑ کا بھرا گھر	۱۹۴
۱۵۱	بکھرے پڑے ہیں لاشے اولادِ مرتضیٰؑ کے	۱۹۵
۱۵۲	چھاؤں میں تیغوں کی یثرب کا مسافر سو گیا	۱۹۷
۱۵۳	آہوش میں سجادؑ کے گھر جل گئے سارے	۱۹۹
۱۵۴	نیزے کے پاس جا کر دُکھیا بہن پکاری	۲۰۱
۱۵۵	پڑے ہیں بے کفن لاشے کہیں بیٹے کہیں بھائی	۲۰۲
۱۵۶	ہوا جو کرب و بلا میں ستم کی بات کروں	۲۰۴
۱۵۷	لو رات غریبوں کی ڈھلی وقتِ سحر ہے	۲۰۶
۱۵۸	لاشِ مظلوم کی مقتل سے اُٹھائی نہ گئی	۲۰۷

نمبر شمار	مصرعۂ اوّل	صفحہ نمبر
۱۵۹	خیمے دی سڑ گئے نے پردے سراں تے نہیں	۲۰۸
۱۶۰	کربلا توں ٹر پیا آلِ نبیؐ دا کارواں	۲۰۹
	حضرت امام زین العابدینؑ	
۱۶۱	بے پردہ حرم شام کے بازار میں لانا	۲۱۰
۱۶۲	عابدؑ بیمار کی پُر درد کہانی	۲۱۳
۱۶۳	لوگو ذرا ہٹ جاؤ سجادؑ کو آنے دو	۲۱۳
۱۶۴	راہوں میں ساربان کو چھاؤں ملی نہ سایہ	۲۱۴
۱۶۵	اُجڑا ہوا ہے قافلہ اور شام کا زندان	۲۱۵
۱۶۶	ایہو غم مُکا گیا ہے سجادؑ دی جوانی	۲۱۷
۱۶۷	بھین اُٹھاراں ویراں دی بن چادر دے سنی فرمادے	۲۱۸
۱۶۸	سجادؑ نوں دیندے بے جُرم سزاواں	۲۱۹
۱۶۹	خون آنکھوں سے بہاتا ہوا بیمار آیا	۲۲۰
۱۷۰	دردِ سجادؑ کے قرطاس پہ لاؤں کیسے	۲۲۱
۱۷۱	رونے کے لئے کافی ہے سجادؑ تیرا نام	۲۲۲
۱۷۲	سجادؑ کو کس جرم کی یارب یہ سزا ہے	۲۲۳
۱۷۳	کیا کیا ستم سہے ہیں بیمارِ کربلا نے	۲۲۴
۱۷۴	سجادؑ کربلا کا فسانہ نہیں بھولے	۲۲۵
۱۷۵	سجادؑ کو بے موت یہ غم مار گیا ہے	۲۲۶
۱۷۶	منزلِ شام کہاں شبیرؑ کہاں	۲۲۸

نمبر شمار	مصرعۂ اوّل	صفحہ نمبر
	شہزادی سکینہؑ	
(۱۷۷)	جب یاد سکینہؑ کو تیری آتی ہے بابا	۲۲۹
۱۷۸	ہائے زنداں سے رونے کی صدا آتی ہے	۲۳۰
۱۷۹	معصومہ کا لاشہ ہائے ہائے زنداں سے اُٹھایا ہے	۲۳۱
۱۸۰	ہائے یارب کس قدر تاریکی زنداں ہے	۲۳۳
۱۸۱	ہائے زنداں میں سکینہؑ کو قضا آئی ہے	۲۳۵
۱۸۲	تاریک زنداں میں رہ گئی سکینہؑ تنہا	۲۳۶
(۱۸۳)	ہائے معصومہ کے کانوں سے لہو جاری ہے	۲۳۷
۱۸۴	یارب کوئی معصومہ زنداں میں نہ تنہا ہو	۲۳۸
۱۸۵	موت پردیس میں معصومہ کو کیسے آئی	۲۳۹
۱۸۶	کیوں چاک گریباں سکینہؑ کا ہوا ہے	۲۴۰
۱۸۷	سجادؑ سکینہؑ کو زنداں میں صدا دینا	۲۴۱
	بی بی صغراؑ	
(۱۸۸)	رونے پہ مصطفےٰؐ کے صغرا دیئے جلائے	۲۴۲
۱۸۹	تربت پہ مصطفیٰؐ کے صغراؑ کا آہیں بھرنا	۲۴۳
۱۹۰	آواز مدینے سے کوئی آتی ہے واللہ	۲۴۴
۱۹۱	اُجڑے گھروں میں کیسے صغراؑ نے دن گزارے	۲۴۵
۱۹۲	صغراؑ نے آنسوؤں کے کتنے دیئے جلائے	۲۴۶
۱۹۳	فاطر صغراؑ پہ رو رو کے صدا دیتی ہے	۲۴۷

نمبر شمار	مصرعۂ اول	صفحہ نمبر
۱۹۴	بچھڑے نہ کوئی لوکو ہمشیر بھراواں توں	۲۴۸
۱۹۵	چن دیر ہُن تے آجا صغرا ؑ پکاردی	۲۴۹
(۱۹۶)	لگ لگ نال کنداں دے بی بی صغرا روندی رہندی اے	۲۵۰
۱۹۷	دیر دے تکاں تیریاں راہواں آجا	۱۵۲
۱۹۸	صغرا ؑ جا کہندی سلمہ ؑ نوں آنانی تینوں خواب سناواں	۲۵۳
۱۹۹	نانا ؐ دے روضے تے جا کے صغرا ؑ فریاد سنادی اے	۱۵۴
۲۰۰	آساں ٹک گئیاں گئے نے ڈھل پر چھادیں	۲۵۶
۲۰۱	لے نانا ؐ بنایا اے میں دیر دا سہرا	۱۵۷
۲۰۲	نانا کیوں دیر تئیں آیا میرا نانا ؐ کیوں دیر نئیں آیا میرا	۱۵۸
۲۰۳	بھین دُعاداں منگدی اے شالا دیر جوان مان اے	۱۵۹

بی بی زینب ؑ

۲۰۴	خطبہ بی بی زینب ؑ	۲۶۰
۲۰۵	مظلوم کربلا کی عزادار آگئی	۲۶۲
۲۰۶	ملتی ہی نہیں کوئی مثال ایسی دہر میں	۲۶۳
۲۰۷	زینب ؑ مدینے آئیں گھر بار سب لٹا کے	۲۶۵
۲۰۸	کیوں فلک کیا آلِ احمد ؐ کی یہی تو قیر تھی	۲۶۶
۲۰۹	تباہی دشتِ غربت میں نبی ؐ کے گھر پہ آئی ہے	۲۶۷
۲۱۰	توحید کی ہر بات بتاتی رہی زینب ؑ	۲۶۹
۲۱۱	کر دو بند بازار مسلمانو سر ننگے زینب ؑ آگئی ہے	۱۷۰
۲۱۲	میں دھی آں حیدر ؑ دی ماں فاطمہ زہرا ؑ اے	۲۷۱
۲۱۳	تطہیر دی وارث ہے اُمت توں ردا منگدی	۲۷۲

نمبر شمار	مصرعۂ اوّل	صفحہ
۲۱۴	بازاراں دے وچ جانا بھلدا نئیں تیرا زینبؑ	۲۷۳
۲۱۵	اجڑے ویلے آکے چھیڑی زینبؑ پیاسے دیردی گل	۲۷۳
۲۱۶	اکھ مل مل زینبؑ دیکھ دی اے نئیں دیر لچھانیا جاندا جے	۲۷۵
۲۱۷	وچ کربل دیر کو لا کے زینبؑ روندی بیٹی	۲۷۶
۲۱۸	زینبؑ تیرے درداں توں اے حال ہو گیا اے	۲۷۷
۲۱۹	شہزادی آئی کوفے دی شہزادہ نال مہاڑی اے	۲۷۹
۲۲۰	کیوں لاش تری نوں چھڈ کے شام دے پاسے جاواں میں	۲۸۰
۲۲۱	بے ردا ویر میں شام دیندی پٹیاں	۲۸۱
۲۲۲	نانا تیری امت نے بازار دکھایا اے	۲۸۲
۲۲۳	بارب شریف زادی قیدا، لئی رہ نہ جائے	۲۸۳
۲۲۴	سر ننگے کیوں شام وچ آئیاں ہائے زہراؑ دیاں جائیاں	۲۸۵
۲۲۵	اُٹھ دیکھ تے سہی زہراؑ جایا میں شام دی قید بھا آئیاں	۲۸۶
۲۲۶	احمدؐ کے نواسے کا جو پیغام نہ ہوتا	۲۸۷
۲۲۷	اے عشرتِ مریم تیرا بازار میں جانا	۲۸۸
۲۲۸	زینبؑ کے لٹ جانے کا جس دل میں غم نہیں	۲۸۹
۲۲۹	علیؑ کے شہر کوفہ میں تھی زینبؑ بے ردا آئی	۲۹۰
۲۳۰	ہجومِ عام میں زہراؑ کی بیٹی بے ردا آئی	۲۹۲
۲۳۱	اُمت صاحبِ معراج کو قرآن ملا	۲۹۴
۲۳۲	جب کبھی غشتِ النسان کا سوال آتا ہے	۲۹۵
۲۳۳	زینبؑ اسیر رنج والم شام آگئی	۲۹۶
۲۳۴	زینبؑ ہے سر برہنہ چراغوں کو بجھاؤ	۲۹۸
۲۳۵	زینبؑ کے اُجڑنے کے آئے ہیں زمانے	۲۹۹
۲۳۶	ردا ہے سر پہ نہ بھائی کا سر پہ سایہ ہے	۳۰۰

نمبر شمار	مصرعۂ اوّل	صفحہ نمبر
۲۳۷	برباد ہوئی نہ کیونکر یارب تیری خدائی	۳۰۲
۲۳۸	وطن میں بے وطن زینبؑ اسیر کربلا آئی	۳۰۳
۲۳۹	بھائی کی شہادت سے پریشان ہے زینبؑ	۳۰۵
۲۴۰	احمدؐ کے گھرانے پہ کیسا یہ ستم لوگو	۳۰۶
۲۴۱	ہائے شام غریباں ہائے شام غریباں	۳۰۸
۲۴۲	زہراؑ کی وہ فاتح بیٹی غم سے نہ گھبرانے والی	۳۱۰
۲۴۳	رو کے کہنے لگی مقتل میں گئی جب زینبؑ	۳۱۱
۲۴۴	احساس دلاتا ہے زینبؑ تیری غربت کا	۳۱۲
۲۴۵	عجب یاس کے عالم میں زہراؑ جاتی ہے	۳۱۳
۲۴۶	سر پیٹ کر زینبؑ نے یہ دی رن میں دہائی	۳۱۵
۲۴۷	علی کے شہر کوفے میں سماں زینبؑ کیا آیا	۳۱۶
۲۴۸	سورج سے ذرا کہدو پردے میں چلا جائے	۳۱۷
۲۴۹	کیوں حیا آتی نہیں تم کو مسلمانو	۳۱۸
۲۵۰	کوفے کے رہنے والو میلہ نہ تم بنالو	۳۲۰
۲۵۱	بھولا ہے نہ بھولے گا تا حشر زمانہ	۳۲۱
	حضرت امام رضاؑ	
۲۵۲	مظلوم بے وطن میرا مولا رضاؑ ہے	۳۲۲
	حضرت امام موسیٰ کاظم	
۲۵۳	زنداں سے کاظمؑ کو ملی کیسی رہائی	۳۲۳
۲۵۴	مومنو اک حشر پھر برپا ہوا ماتم کرو	۳۲۵
۲۵۵	بیڑیاں کیوں زنجراں نے	۳۲۶

نمبر شمار	مصرعۂ اوّل	صفحہ
	شہدائے کربلا	
(۲۵۶)	سب مِل کے عزادارِ زہراؑ کی دعا لو	۳۲۸
(۲۵۷)	آج قبرِ مصطفیٰؐ پہ اک ہجومِ عام ہے	۳۲۹
۲۵۸	بتلاؤ مسلمانوں خاتونِ قیامت کو ہائے کس نے ستایا اے	۳۳۰
۲۵۹	سایہ نہ اٹھے باپ کا اولاد کے سر سے	۳۳۱
۲۶۰	سارا چمن اداس کلی بھی کھلی نہیں	۳۳۲
۲۶۱	ہائے مسلمانوں نے گھر سبطِ پیمبرؐ کا جلایا	۳۳۳
۲۶۲	ویران ہے مدینہ آباد کربلا ہے	۳۳۴
۲۶۳	کربلا کے بن میں کوئی قافلہ لوٹا گیا	۳۳۵
۲۶۴	کس طرح آلِ محمدؐ پر ستم کرتے رہے	۳۳۶
۲۶۵	ڈوبی ہوئی لہو میں پیاسوں کی داستاں ہے	۳۳۸
۲۶۶	آبِ زم زم سرد ہے خاکِ شفا کے سامنے	۳۳۹
۲۶۷	جو کہ مصروفِ سلام شہدا رہتا ہے	۳۴۰
۲۶۸	سبطِ رسولِ پاکؐ پہ کیا کیا ستم ہوئے	۳۴۱
۲۶۹	ستم ہے روحِ پیمبرؐ کا دل دکھایا گیا	۳۴۲
۲۷۰	ان بیٹیوں کا رتبہ پوچھے کوئی خدا سے	۳۴۳
۲۷۱	سر کٹا کر صبر میں کی انتہا شبیرؑ نے	۳۴۴
۲۷۲	کلمہ گو لائے ہیں آلِ پیمبرؐ کے لئے	۳۴۵
۲۷۳	پانی کا بند کرنا کس قوم میں روا ہے	۳۴۶
۲۷۴	وہ بڑی شان سے مہمان جو بلائے گئے	۳۴۷
۲۷۵	تنہا سرِ مقتل وہ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے	۳۴۸
۲۷۶	عصیاں نہیں یہ ماتم کرتے رہے ہیں سارے	۳۴۹

نمبر شمار	مصرعۂ اوّل	صفحہ نمبر
۲۷۷	کوئی توقیر اہلبیتؑ کی جانی نہیں جاتی	۲۵۰
۲۷۸	دین کو زندہ و جاوید بنانے کے لئے	۲۵۱
۲۷۹	مجریٔ خلق میں اِن آنکھوں نے کیا کیا دیکھا	۲۵۲
۲۸۰	شالا جگ دُنیا تے انج نہ نکھڑے سانگا بھین بھرا دا	۲۵۴
۲۸۱	آ ڈھِل کے کریے ماتم مظلوم کربلا دا	۲۵۶
۲۸۲	فضہؑ تیری عظمت نوں ساڈا سلام اے	۲۵۷
۲۸۳	پیاسے دی کلی جان اُتے مینہ وسدے نے تیراں دے	۲۵۸
۲۸۴	دین نبیؐ دا ردکشن کیتا لہو دے دیوے بالے	۳۶۰
۲۸۵	شکراں دچ بہن نوں اک جان ڈسدی ویر دی	۳۶۱
۲۸۶	الوداع اے غمِ شبیرؑ منانے والے	۳۶۲
۲۸۷	اے زمینِ کربلا کے چاند تا رو الوداع	۳۶۴
۲۸۸	دُعا	۳۶۶
۲۸۹	عشاقِ اہلبیت کی دعا	۳۶۸

بندھے تھے ہاتھ رسن میں نہ کر سکی بھائی کا ماتم
پوچھے کوئی زہراؑ کی بیٹی سے کہ ماتمی کیا ہے

نوحہ

آغاز ہو رہا ہے کربل کی کہانی کا
لوگو یہ جنازہ ہے اسلام کے بانی کا
زینب نے کہا بابا کربل میں چلے آنا
منظر میں دکھاؤں گی اکبر کی جوانی کا

کٹ جائیں گے بازو بھی عباس باوفا کے
تیروں سے ہوگا چھلنی مشکیزہ وہ پانی کا
بکھرے گا کربلا میں قاسم کے سر کا سہرا
خوشیاں سمیٹ لے گا منظر وہ ویرانی کا

روتے تھے فرشتے بھی جب ارض و سما لرزا
تابوت اٹھ رہا ہے عمران کے جانی کا
تا حشر میرے مولا مشتاق رہوں تیرا
مل جائے شرف مجھکو بس تیری غلامی کا

نوحہ

گلشنِ آلِ پیمبر میں خزاں آنے کو ہے
حیدر و صفدر کا سایا سر سے اٹھ جانے کو ہے

آج زینب کو نظر آنے لگا بازارِ شام
فاطمہ کیا پھر کسی دربار میں جانے کو ہے

زینبؑ و کلثومؑ رکھنا حوصلے اپنے بلند
آج پھر کوئی قیامت کی خبر آنے کو ہے

جب گرے گھوڑے سے غازی تو سکینہ نے کہا
دُرِ میرے اور چادرِ تطہیر چھن جانے کو ہے

ننھے ننھے بازوؤں میں ڈال کر چھوٹی سی مشک
شیرِ حق عباسؑ کی کچھ شان دکھانے کو ہے

آج کی شب روضۂ ختمِ رسلؐ جل جائے گا
ابنِ ملجمؑ آج کچھ ایسا غضب ڈھانے کو ہے

زینبؑ و کلثوم کو سینے سے کر لو اب جدا
باپ کے چہرے کی رنگت اب بدل جانے کو ہے

چھا گئی ہے کیوں اُداسی شبّر و شبیر پر
صاف ظاہر ہے یتیمی سر پہ چھانے کو ہے

کربلا والوں کی شاید تشنگی کا ہے خیال
ساقیٔ کوثر ذرا پہلے چلے جانے کو ہے

تا قیامت خوں رلائے گی زمینِ کربلا
ظلم کی کالی گھٹا وہ سر پہ چھا جانے کو ہے

نوحہ

(لالؔ)

تابوت ہے یہ لوگو دامادِ مصطفٰے کا
مسجد میں خون بہا ہے ہائے دین کے رہنما کا

میت سے لپٹ کر یوں زینب نے کہا رو کر
دیکھو ہے یہی منظر آغازِ کربلا کا

زہرہ کے لال زخمی بابا کو اٹھا لائے
رنگ سرخ ہو گیا ہے حسنینؑ کی عبا کا

کلثوم رقیہ اور زینب ہے محوِ ماتم
اشکوں سے تر ہے چہرہ عباس باوفا کا

ہیں شمس و قمر روتے کہ رام فرشتوں میں
حوروں نے کیا ماتم مصداقِ مل عطا کا

قرآن کے آنسوؤں کی برسات کہہ رہی ہے
دیکھو ہے خون میں ڈوبا ہائے چہرہ کل اصفہ کا

اے لال کہوں گا یہ محشر کو خدا سے میں
لُوٹا ہے کلمہ گو نے گھر فاطمہ زہرا کا

نوحہ

مومنو حیدرِ کرار کا ماتم کرو
نو محمدؐ کے علمدار کا ماتم کرو

خاک اڑاؤ کہ علی شیرِ خدا مارے گئے
بازوِ احمد مختارؐ کا ماتم کرو

جو کہ پنجتنؑ میں بھی ہے بارہ اماموں میں بھی ہے
سارے نبیوں کے مددگار کا ماتم کرو

اپنے قاتل کو دیا جس نے کہ جامِ شیریں
کوثری جام کے مختار کا ماتم کرو

مِلکر جبرئیل کے استاد کا پرسہ دے رہو
صاحبِ ذوالجلال و تلوار کا ماتم کرلو

نوحہ

(گلزار)

مَن کُنتُ مولاہ فھٰذا علی مولاہ
فرما گئے ہیں لوگو سلطانِ انبیاء

چھینٹے پڑے ہیں خون کے مسندِ رسُول پر
ضربِ ستم لگی ہے جگرِ بتولؑ پر
قتلِ علی تو قتلِ محمد ہے با خدا

ظالم چلا کے خنجر کیا تم کو مِل گیا
تو نے ستونِ دینِ محمد گرادیا
تو نے خدا کے گھر کو بنایا ہے کربلا

مارے گئے ہیں آج دل و جانِ مصطفٰے
یا مومنوں کے پیر زمانے کے پیشوا
سر پیٹ کر کفن میں کہتے ہیں مصطفٰے

لوٹا گیا ہے آج گلستانِ فاطمہؑ
روتی ہے سر پہ رکھ کر قرآن فاطمہؑ
گلزار چل بسے ہیں امامِ دوسرا

نوحہ

(عرفان)

کعبہ میں آنے والا مسجد میں چل بسا ہے
آغاز کربلا ہے زینبؑ کا سر کھلا ہے

کیا القصہ کنایے عباس یاد آئے
قاتل کو جام دے کر مولا نے رد دیا ہے

جیسا کہ فاطمہ کو غم دے گئے تھے احمدؐ
زینبؑ کو آج علی نے ویسا ہی غم دیا ہے

کہہ کہہ کے ہائے بابا رو لو بناتِ حیدر
کل کو تو ہائے بابا کہنے کی بھی سزا ہے

عظمت مآب زہراؑ زینبؑ کے واسطے ہے
دربار میں بُلا وا نزدیک آ گیا ہے

عامل ہے اثنا کا حاصل ہے حل عطا کا
مقصد ہے لافتیٰ کا اور پست کربلا ہے

وہ عرش کا مکین ہے وہ تاجدارِ دین ہے
مزدور ہے عرب کا اور بوریا نشین ہے

نوحہ

(لالؔ)

غازیؑ دا بابا رُک جا روندے نے تیرے بال اے
اک وار تیاں نوں لا مولا گل دے نال اے
آ گئی جنازے تے بقیہ توں مینڈی سین اے
تک تیرا کفن مولا کردی اے پتی وین اے
محسن دی دکھی ماں دے کھل گئے نے سر دے وال اے

جنت دے جواناں دے سردار روندے پتے نے
ہائے مُہر نبوّت دے اسوار جیڑے رتے نے
روندے نے فرشتے وی رُل گئی نبیؐ دی آل اے
تک تیرے جنازے نوں ہر بی بی پتی روے
شالاں نہ پیوں دا سایہ دیہاں توں جدا ہونے
کلثوم تے زینبؑ دا رب جانے کیڑا حال اے

دھیاں دے سر تے پیو دی ہوندے نے ٹھنڈیاں چھاواں
بچھڑی اے کیویں گزری ہائے شام دیاں راہواں
اپنے قید نبھانی اے وچ شام خراسان اے

میں دھی ہاں رقیہؑ دی خاتون دی ہاں جائی
سردار ایہو کردے اجڑی تے مہربانی
دس کیڑے پاسے جاواں بنتِ اسدؑ دا لال اے

نوحہ

جھٹلائی گئی فاطمہؑ زہرا کی گواہی
یا احمد مختارؐ دہائی ہے دہائی

دربار میں بلوایا گیا بنتِ نبیؐ کو یا بنتِ نبیؐ کو
افسوس مسلمانوں کو غیرت بھی نہ آئی

محسنؑ کی شہادت کی ذمہ دار ہے امت
دروازہ گرا زہرا پہ اللہ رے دہائی

میت کے بندھن ٹوٹ گئے ہاتھ اٹھا کر
شبیر کو لپٹا لیا زینب کو دعا دی

سادات پہ ہائے بعد نبیؐ کیا ظلم ہے
قبریں بھی مسلمانوں نے یکجا نہ بنائی

کہتے ہیں سکون ملتا ہے مرنے سے لحد میں
زہراؑ ہے مگر قبر میں امت کی ستائی

بچے بھی دیتے بھائی بھی اور شام بھی دیکھا
نانا تیرے اسلام پہ چادر بھی لٹائی

جب اصغرِ معصوم کا لایا گیا لاشہ
سر پیٹتی خیمے سے سکینہ نکل آئی

شبیر ذرا دیکھو تو بے تابیٔ اصغرؑ
جھولے سے گرا جاتا ہے یہ ننھا سپاہی

دربارِ یزیدی میں اغیار کا مجمع
فضہ کو نبی زادیؑ کی حالت نظر آئی

نوحہ

(ناصر)

رسولؐ زادی کو جاگیرِ مصطفےٰ نہ ملی
مگر بتولؑ سے اُمت کو بددعا نہ ملی

شکستہ پہلو پہ زہراؑ کا ہاتھ آخر دم
صدائے ظلم کے تیرے لعین پناہ نہ ملی

کچھ اسطرح سے چین لوٹ لیا
بغیر قبر کے بابا کوئی پناہ نہ ملی

لعین مجھ کو ستانا روا سمجھ بیٹھے
قدم قدم پہ ستایا کہ انتہا نہ ملی

جنازہ شب کے اندھیرے میں کیوں اٹھایا گیا
سقیفہ والوں سے شاید تجھے وفا نہ ملی

سوال پوچھتا ہوں میں جہاں سے ناصر
پیارے باپ کے پہلو میں کیوں جگہ نہ ملی

نوحہ

(نجفی)

جگ رُون نئیں دیندا اے بابا
تیرے بعد اے کی دن آئے نے
تیرے کلمہ گو اگاں لیکے میرے گھر نوں جلاون آئے نے
تیرے جیوندیاں جی منہ رکھدے سن ہائے بعد وچ اکھیاں پھیر لیاں
اج کُل ایمان نوں کج لوکی ہائے قیدی بناون آئے نے
سکھ چین حرام کیتا ساڈا زہر دے رات دن رُون نے
اینوں شہروں باہر بھیج دیئو اے لوکاں نے حکم سنائے نے

تربت تے پاک محمدؐ دی پتی روندی اے مالِ حسینؑ دی اے
بابا کی پچھنا انیاں زخماں دی پہلوے زخم سوائے نے
زینبؑ دی ماں منظوری کر حسینؑ دے صدقے لوڑے دی
تیرے حق دے ماریا جاون تی بجھی دے اتھرو آئے نے

نوحہ

(نثار)

پیکاں برس رہے ہیں تابوت پر حسن کے
امت مٹا رہی ہے آثار پنجتن کے
بابا کے دل کے ٹکڑے تو نے گنے بہتّر
ٹکڑے ہزار ہوں گے قاسم تیرے بدن کے
تابوت سے لپٹ کر قاسم پکارے بابا
آنسو اَخی کے دیکھو نوحہ سنو بہن کے
آخر کی ہچکیوں میں شبّرؑ نے رو کے چومے
شبیر کا گلا اور بازو بڑی بہن کے
زینب پکاری بھائی دل ڈوبتا ہے میرا
اُگلو نہ دل کے ٹکڑے صدقے گئی دہن کے

زینب ہے بال کھولے اُمّت ہے تیر تو لے
پوچھو نہ شام کی جب یہ حال ہے وطن کے

تن پر تو ہے حسن کے گو چھد گیا ہے سارا
محتاج ہی رہیں گے شبیر تو کفن کے

سائے میں مرتضیٰ کے بچھڑے تھے فاطمہ سے
اور آج پاس ماں کے آئے ہیں لاش بن کے

بولے حسن کہ زینب یہ گھر رہے گا جل کر
بازو تمہارے ہوں گے حلقے میں اِک رسن کے

بیتُ النبّی سے ہائے اٹھا ہے پھر جنازہ
یثرب کی بستیوں میں جھگڑے ہیں پھر دفن کے

یثرب میں کربلا میں بغداد و سامرہ میں
افسوس پھول بکھرے زہرا تیرے چمن کے

مولا نثار اپنی شمشیر کیوں اٹھاتے
جبکہ وہ جانشین تھے پیغمبرِ امن کے

نوحہ

تابوت حسن پر ہے کیوں تیروں کا سایہ ہائے ہائے
پہچانو مسلمانو یہ زہرہ کا جایا ہے

لے جاؤ جنازے کو یہ کس نے کہا لوگو
احسان رسالت کا تیروں سے لٹایا ہے

زینبؑ کی آہ وزاری سے کہرام مچا ہر سُو
نانا کی نشانی کو کیوں زہر پلایا ہے

اُمّت کی وفا دیکھو مظلوم کی میّت پر
کچھ پھولوں کی بارش سے کفن لال بنایا ہے

قبروں سے کوئی میت کب لوٹ کر آتی ہے
یہ پہلا جنازہ ہے جو لوٹ کے آیا ہے

نوحہ

بے گناہ مارا گیا سبطِ رسول دوسرا
واہ حسنِ سبز قبا

کلمہ گویوں نے کیا خوب کیا وعدہ وفا
واہ حسنِ سبز قبا

وقتِ رحلت تیرے نانا نے وصیت کی تھی
اس پہ تاکید یہ کی

اہلبیت اور کلام اللہ ہے بس میرے سوا
واہ حسنِ سبز قبا

نجف سے آئی صدا بیٹا حسن جلدی آ
تا کہ دوں تجھکو دِکھا

تیر مارے تجھے چھلنی ہے کلیجہ میرا
واہ حسنِ سبز قبا

فاطمہ زہرا کی یوں خلد سے آتی تھی صدا
تو ہی شاہد ہے خدا

چکیاں پیس کے پالا تھا جسے وہ نہ رہا
واہ حسنِ سبز قبا

تیرے تابوت پہ کس واسطے مارے گئے تیر
اے مسلمانوں کے پیر
کلمہ پڑھتے نہ تھے جد کا تیرے اہلِ جفا
واہ حسنِ سبز قبا

بھائی کی لاش پہ رو رو کے یہ زینب نے کہا
آرزو تھی بھیّا
کاش عبداللہ قاسم کو بناتے دولہا
واہ حسنِ سبز قبا

گر نہ چھوڑو گے انہیں ہو گے نہیں تم گمراہ
اس پر شاید ہے خدا
اس وصیّت کا مسلمانوں نے کیا حشر کیا
واہ حسنِ سبز قبا

شان میں آپ کی آیاتِ قرآنی شاہد
اور خداتے واحد
ہائے پھر کس لئے تجھے اُمّت نے زہر دیا
واہ حسنِ سبز قبا

ایک تو باغِ فدک اور خلافت چھینی
اس پہ کی بے دینی
پہلو میں نانا کے بھی دفن نہیں ہونے دیا
واہ حسنِ سبز قبا

نوحہ

(اعجاز)

تیروں سے سجایا گیا تابوت حسنؑ کا
یہ پھول بھی کملا گیا زہراؑ کے چمن کا
شانوں پہ بٹھاتے تھے جسے احمدِ مرسلؐ
کیا حال ہوا آج اسی گل و یاسمن کا
گھر لٹ گیا زہراؑ کا پسِ مرگِ پیمبرؐ
میلا نہ ہوا تار محمدؐ کے کفن کا
ہے لاشِ حسنؑ اور برستے ہوئے پیکاں
یہ پھول ہے شعلوں میں محمدؐ کے چمن کا
وہ زہر دیا جس سے کلیجہ ہوا ٹکڑے
کیا خوب یہ انداز ہے دنیا کے چلن کا
اخلاق کا مظہر تھا جو ایمان کا پیکر
لاشہ ہے اسی خستہ جگر شیریں سخن کا

آوازِ جفاں چاروں طرف گونج رہی ہے
ماتم ہے زمانے میں شہنشاہِ زمن کا
سم کاٹ گیا غنچۂ زہراؑ کے جگر کو
منہ زرد ہے گلشن میں ہر اک برگ و سمن کا

کس درد سے سرِ اہلِ حرم پیٹ رہے ہیں
اس عالمِ حیرت میں کسے ہوش ہے تن کا
وہ رنج برستے ہوئے تیروں نے دیا ہے
مٹتا ہی نہیں قلب سے احساس چبھن کا
دیکھا تھا جسے دوشِ پیمبرؐ پہ جہاں نے
تیروں میں جنازہ ہے اسی پھول سے تن کا
گریاں ہے ہر اک جن و بشر حور و ملائک
ماتم ہے بپا دہر میں مظلوم حسنؑ کا
ہے بعدِ حسنؑ سوگ میں ڈوبی ہوئی دنیا
اب شہرِ مدینہ پہ گماں ہوتا ہے بن کا
ماں جس کی ہے خاتونِ جہاں باپ ہے حیدرؑ
اعجاز یہ توصہ ہے اسی پاک بدن کا

نوحہ

برسات میں تیروں کی یہ کس کا جنازہ ہے
بتلاؤ مسلمانو یوں کس نے نوازا ہے
ہے ماہِ صفر لوگو یہ کس کی شہادت ہے
ہے زہر ملا جسکو احمدؐ کا نواسہ ہے
اے قلم بتا تیرے آنسو کیوں نکل آئے
قاسمؑ کو یتیموں میں کیا تو نے بھی دیکھا ہے
اے لال کرو ماتم آنکھوں کو بند کر کے
لپٹی ہوئی میت سے ہائے فاطمہ زہراؑ ہے
حسینؑ تیرے غم میں جو آنسو بہائے گا
جائے گا وہ جنت میں زہراؑ کا یہ وعدہ ہے
گھر فاطمہؑ زہرا کا بے دینوں نے لوٹا ہے
دیکھو تو ذرا لوگو اُمت کا تماشا ہے

نوحہ

(چاند)

کس جرم میں حسن کو قاتل زہر پلایا
زینبؑ تڑپ رہی ہے فریاد ہے خدایا
کٹ کے جگر کے ٹکڑے جب آئے شاہ حسن کے
ہر ٹکڑا رو کے زینبؑ نے ہاتھوں پہ اٹھایا

قاسم لپٹ لپٹ کر میت سے رو رہا ہے
بابا کا ڈھل گیا ہے قاسم کے سر سے سایہ
بیوہ حسن کی لوگو کرتی ہے آہ وزاری
تابوت جب حسنؑ کا شبیرؑ نے اٹھایا

قاسم پہ آج لوگو ہے آگئی یتیمی !
ماں نے گلے سے رو رو قاسم کو ہے لگایا
تابوتِ شاہ حسن پہ تیروں پہ تیر مارے
مظلوم کا جنازہ واپس پلٹ کے آیا

پہلو میں نانا جان کے ہونے دفن دیا نہ
اے چاند ظالموں نے احمدؐ کا دل دکھایا

نوحہ

(لال)

ہائے سبطِ پیغمبرؐ کا جنازہ تو اٹھا ہے
افسوس کہ تیروں سے پامال ہوا ہے

تیروں میں مسلمانو محمدؐ کا پسر ہے
خاتونِ قیامت کا سنو لختِ جگر ہے
ہائے زخمی جنازہ ہے اُمت کی وفا ہے

دیتا نہ کوئی زہر اگر سوچا یہ ہوتا
احمدؐ کا نواسہ ہے یہ عمران کا پوتا
اسلام زمانے کو اسی گھر سے ملا ہے

زینبؑ نے کہا غازی یہی وقتِ صبر ہے
تو ہی تو میرے بھیا کا اب زور ہے
اب تیری زندگی میں میرے سر پہ ردا ہے

فرداؑ کی صدا آتی کہ قاسم کو سنبھالو
شبیر میرے بیٹے کو سینے سے لگالو
دیکھو تو ذرا بابا کی میت پہ پڑا ہے

اشکوں سے پر یا اللہ کا دامن جو بھرے گا
دنیا میں میرے لال کا ماتم جو کرے گا
جائے گا وہ جنت میں یہ زہرا کی دعا ہے

نوحہ

نکلا تھا جنازہ جو گھر لوٹ کے آیا ہے
کس کس طرح سے آل کو اُمت نے ستایا ہے
ہائے زہر نے ٹکڑے کئے شبر کے جگر کے
ہائے تیروں کا بادل تو تابوت پہ چھایا ہے
ہائے فاتحِ خیبر کو لے آئے بنا قیدی
ہائے بنتِ محمدؐ پہ دروازہ گرایا ہے
مولا حسنؑ کے چوم کے لب کہتے تھے احمد
ہائے ان لبوں سے جگرِ حسنؑ تشت میں آیا ہے
کربل میں میرا بھائی دے اکبر و اصغر جب
قربان کرنا قاسم فرزہ کو بتایا ہے

نوحہ

برسات میں تیروں کی جنازہ ہے حسنؑ کا
رنگ سُرخ ہو گیا عزادار و کفن کا

مظلومیت میں بھائی کو ہمشیر نے دیکھا
ہائے تیروں پہ قرآن کو تقسیر نے دیکھا
زخموں سے چُور چُور بدن شاہِ زمن کا

ہائے مولا علمدار جو پابند نہ ہوتے
ہوتا نہ یہ ماتم یوں کبھی ہم بھی نہ روتے
غازی تو منتظر تھا میرے شاہ کے اذن کا

قانونِ سقیفہ ہے یہ تدبیر اُسی کی
میّت پہ لگے تیر ہے تقسیر اُسی کی
جس نے کیا تھا وعدہ محمدؐ سے بخن کا

ہائے لالِ مصطفیٰ کو مسلمان نے ستایا
ہائے لختِ دلِ زہرہ کو ہے زہر پلایا
کیا خوب انتظام ہے مولا کے دفن کا

نوحہ

(نثار)

تابوتِ حسن لاتے ہیں شبّیر اٹھا کے
اُمّت نے دیا پُرسہ مگر تیر چلا کے
دیکھی نہ گئی ماں سے یتیمی کی وہ صورت
غش کر گئی قاسم کو کلیجے سے لگا کے
دیکھا کیے زینب کو کبھی یاس سے شبّر
بھائی کا گلا چوما کبھی اشک بہا کے
کیا شام کے بازار پہ نظریں تھیں حسن کی
روتے رہے سجّاد کو سینے سے لگا کے
دیواروں سے ٹکراتے ہیں سر غازیٔ عباس
مر جائیں نہ یارب یہ محافظ ہیں ردا کے
بکھرے ہوئے ٹکڑے ہیں دلِ سبطِ نبی کے
آثار نظر آنے لگے کرب و بلا کے
حیدر کو کیا قتل دیا زہر حسن کو
شبّیر کو ماریں گے یہ مہمان بلا کے

مہلت ہی نہ دی موت نے سینے سے لگاتے
شہ رہ گئے قاسم کی طرف ہاتھ بڑھا کے

قاسم سے کہو جاتا ہے بابا کا جنازہ
پھر دیکھنا قسمت میں نہیں دیکھ لے آ کے

فریادِ محمدؐ سے لرزتا ہے مدینہ
آئے ہو مسلمانو کہاں تیر چلا کے

پہلو بھی لیا چھین محمدؐ کا پسر سے
انداز عجب دیکھتے ہیں اُمت کی وفا کے

سر پیٹتی دروازے پہ آجائے نہ زینب
کیوں لوٹے جاتے ہو جنازے کو اٹھا کے

نوحہ

اٹھا کوئی جنازہ پھر فاطمہ کے گھر سے
دُنیا تڑپ رہی ہے فریاد کے اثر سے

تابوت سے لپٹ کر شبیر ایسے تڑپے
جیسے کہ آج اٹھا سایہ علی کا سر سے

کیا زہر تھا کہ چیرا یوں سینۂ حسن کو
کٹ کٹ کے گر رہے ہیں ٹکڑے دل و جگر سے

بعدِ رسولؐ ایسا دشمن ہوا زمانہ
زہراؑ کے لاڈلے کی میت پہ تیر برسے

کیا انقلاب آیا سبطِ نبی کا لاشہ
پہلو میں مصطفےٰ کے دو گز زمین کو ترسے

قبرِ رسول تڑپی تھرّا گیا مدینہ
آنسو لہو کے ٹپکے زہراؑ کے چشمِ تر سے

نوحہ

(تنویر)

اے چاند محرم تو ہی بتا خاتون کا چاند کہاں ہے
آباد ہے دنیا ساری زہراؑ کا چمن ویراں ہے

دیکھا نہ سنا زاہد ایسا زخموں سے بدن ہے چور مگر
جاری ہے زباں پر ذکرِ خدا گردن پہ خنجر رواں ہے

کہتی تھی سکینہ عابد کو اس قید میں مر جاؤں گی
چھوڑ و نہ اکیلا بھائی تاریک بہت زنداں ہے

تو پرِ جبرئیل کی زینت تھا کیوں لاشہ تیرا پامال ہوا
بے گور و کفن ہو بھائی میرے زینب کو یہی ارمان ہے

اے کوفیو میں ہوں بنتِ علی اور وارثِ چادرِ زہرا کی
دیکھو نہ تماشا شرم کرو اب زینب سرِ عریاں ہے
تنویر اٹھا کر اصغر کو سیدنے سوالِ آب کیا
تم بھی ہو مسلمان رحم کرو بے شیر کی خشک زبان ہے

نوحہ

(سترار)

اے چاند محرم کے تو بدلی میں چلا جا
تجھے دیکھ کے مر جائے نہ بیمار ہے صغریٰ
گھر زہراؑ کا لٹنے کی خبر تو نے سنائی
تجھے دیکھ کے روتی ہے محرم میں خدائی
چودہ سو برس بیتے سب کرتے ہیں شکوہ
لٹنے کے لئے بھائی کو بے چین بڑی ہے
کب سے علی اکبرؑ کی وہ راہوں میں کھڑی ہے
بچھڑی ہے یہ مدت سے اسے تو نہ نظر آ
ویران گھروں میں نہ اسے نیند ہے آتی
اکبرؑ کی جدائی ہے اسے خون رُلاتی
قدموں کے نشان ڈھانپ کے بیٹھی ہے سرِ راہ

گن گن کے جو صغریٰ نے یہ دن ہیں گزارے
زندہ ہے تو اکبرؑ کے وعدوں کے سہارے
دن رات تڑپتی ہے اسے اور نہ تڑپا

بھیا کی جدائی میں پریشان ہے رہتی
ہر روز یہ نانا کو رو رو کے ہے کہتی
اکبر نہ ملا نانا میں مر جاؤں گی تنہا

قاصد کو دیا خط میں یہ پیغام لکھا کے
اک بار تو مل جا مجھے سینے سے لگا لے
پتھرائی ہوئی نظریں کب دیکھیں گی چہرہ

وعدہ جو کیا بہن کو سینے سے لگا کے
میں شادی کروں گا تو تیرے پاس ہی آ کے
میں سات محرم کو لوٹوں گا نہ گھبرا

رونے نہیں دیتے مجھے راتوں کو مسلمان
بیماری سے بے حال ہوں کچھ روز کی مہمان
ہر سمت سے ہے مجھکو اب موت نے گھیرا

بہنوں کا تو بھائیوں سے رشتہ ہی عجب ہے
تم بھول گئے مجھ کو یہ کیسا غضب ہے
اس آس پہ زندہ ہوں دیکھوں تیرا سہرا

صغریٰ کے نصیبوں میں رونا ہی لکھا ہے،
سردارِ معصومہؑ کو ملی کیسی سزا ہے
خط آیا نہ اکبر کا روتی رہی صغراؑ

نوحہ

لو دیتا ہے رو رو کے محرم یہ دُہائی
شبیرؑ نے اسلام پہ ہر چیز لُٹائی
سیدانیوں کے چھین لئے نیزوں سے پردے
بے درد تھی اُمت کو ذرا شرم نہ آئی

رہا تیروں کے بستر پہ وہ مظلوم پیاسا
جس نے دینِ محمدؐ کی ہے پہچان بتائی
کئے خونِ علیؑ نے بڑے اسلام پہ احسان
رہی پتھروں میں ہمشیر رہا تیروں میں بھائی

لگی آگ جو خیمے میں چلائی سکینہؑ
ہائے بھیا ہے بیمار تو غربت بھی ہے چھائی
چلے رن میں جو عباسؑ لئے ہاتھوں میں پرچم
سیدؑ کو ہے یاد آئی وہ بابا کی جدائی

جب پہن کے رسیاں چلی کربل سے جو زینبؑ
رونے لگا اخلاص رہی روتی خدائی

نوحہ

(اختر حسین اختر)

چھڈ دیس نبیؐ دا سیداں نے وچ کربل ڈیرے لائے نے
مہمان نوازی خوب ہوئی گھوٹ پانی توں سر سائے نے
تیری خوب تعظیم ہوئی نانا تیری آل یتیم ہوئی نانا
میرے پتر دے مرن دیاں خبراں کج راہی لے کے آئے نے
میرے دل دیاں دل وچ رہیاں نے آ اکبر شاماں پتیاں نے
اٹھ ویرن دکھیا بہن دیا مینوں شمر طمانچے لائے نے
تیرے پتر قاسمؑ دی شادی تے لائے لاگ سیدانیاں دودھ دھکے
کیتاں سراں دیاں چادراں دے چھڈیاں کیاں بچڑے ویل کرائے نے
رو کہندی حسین دی جانی اے کیویں جنج قاسم دی آنی اے
میرے نہ سوئے نہ پیکے رہے کیئے دن شگنا دے آئے نے
کیویں کنڈ دے زخم دکھاواں میں کیویں ناں دربار دل جانواں میں
اک واری اٹھ کے تک نانا اج شام دے قیدی آئے نے
تیرا اختر پیر غازی اے جیدا ویر عباسؑ نمازی اے
جینے دین دی آن بچاون لئی اپنے بازو کٹوائے نے

نوحہ

آتی ہے تیر بنکے اصغر کی موت ہاتے
جبریلِ تان دے پر ماں دیکھنے نہ پائے

مولا سنبھال لینا اصغرؑ کو بازوؤں میں
پیکان کی زد سے بچہ ہاتھوں سے گر نہ جائے

اصغرؑ نے تیر کھا کر کچھ خون اگل دیا تھا
اور بے کسی کا عالم مظلوم کیا بتائے

اصغر تو کھیلتے ہیں مٹی کا گھر بنا کر
جھولا پڑا ہے خالی داتی کسے جھلائے

منکر ہے آسمان بھی انکار ہے زمین کو
شبیرؑ خونِ اصغرؑ کو اب کہاں گرائے

اُتم رباب مولا آتے ہیں ہاتھ خالی
شاید تیری امانت مقتل میں چھوڑ آئے

حیران بیبیاں ہیں تکتی ہیں شاہ کے منہ کو
کیا خضاب رُخ پر شبیر ہیں لگائے

شامِ غریباں آئی پر گھر نہ آئے اصغرؑ
عباس کو بلاؤ اصغر کو جا کے لائے

بکھری پڑی ہیں لاشیں اور رات کا اندھیرا
ایسے میں کوئی کیسے ننھی سی لاش پاتے
پانی دیا جو ماں نے نکلی کہاں سکینہؑ
پیاسا ہے چھوٹا بھائی پہلے اسے پلاتے

نوحہ

آبا علی اصغرؑ تجھے سینے سے لگا لوں
کیوں روٹھ گئے لوریاں دے دے کے سلا لوں
محکوم ہوں مگر ظالمو ہوں وارثِ پانی
اس قوم کا سویا ہوا احساس جگا دوں
بیتاب ہے جھولے میں ہے شوقِ شہادت
رُک جاؤ میں اصغرا کو مدینے سے بُلا لوں
تو بول نہیں سکتا یہ کہتی ہے سکینہؑ
اصغرؑ تمہیں میں مانگنا پانی کا سکھا دوں
اے لال میرے مرنے کو جاتے ہو خدا حافظ
ٹھہرو ذرا بکھری ہوئی زلفوں کو سنوارُوں
پیاسا رہا دریا کے کنارے میرا اصغرؑ
جی چاہتا اس پانی کو میں آگ لگا دوں

نوحہ

شبیرؑ نے علی اصغرؑ کو جب دفن کیا ہوگا
تربت پہ چھڑکنے کو پانی نہ ملا ہوگا

کیا درد ہوا ہوگا دل میں شاہ والا کے
معصوم کی گردن پہ جب تیر چلا ہوگا

آسان نہ تھا اٹھنا معصوم کی تربت سے
جب آپ اٹھے ہونگے دل بیٹھ گیا ہوگا

بھائی بھی برابر کا جب قتل ہوا ہوگا
لشکر کا علم شاہ نے پھر کس کو دیا ہوگا

ماں کہتی تھی رو رو کے دشمن ہیں وہاں لاکھوں
بیٹا میرا مقتل میں کس کس سے لڑا ہوگا

بیٹا بھی برابر کا جب قتل ہوا ہوگا
لاشہ علی اکبرؑ کا کیا شاہ سے اٹھا ہوگا

نوحہ

شبیرؑ پہ غربت میں یہ وقت بھی آیا ہے
اصغرؑ کا لہو شاہ نے چہرے پہ لگایا ہے
اے کرب و بلا اصغرؑ زہراؑ کی امانت ہے
نازوں سے اسے ماں نے جھولے میں جھلایا ہے
ناموسِ پیمبرؐ کی یہ کس نے ردا چھینی
کس نے یہ پیمبر کے خیموں کو جلایا ہے
اصغرؑ اے مسلمانو کب آئے ہیں مقتل میں
شبیرؑ نے ہاتھوں پر قرآن اٹھایا ہے
بیمار مدینے میں بے شیر کو روتی ہے
جھولے سے اٹھو اصغرؑ صغراؑ نے بلایا ہے
سجادؑ کی آنکھوں نے یہ خون بہایا ہے
اس خون نے مسلمانو اسلام بچایا ہے

نوحہ

میرے اصغرؑ میں تیری پیاس بجھاؤں کیسے
میں علمدارؑ کو دریا سے بلاؤں کیسے

پیاس ہونٹوں پہ لئے سویا ہے تپتے رن میں
اے میرے لال تجھے پانی پلاؤں کیسے

گود مادر کا یہ عادی ہے یا گہوارے کا
میں گرم ریت پہ اصغرؑ کو سلاؤں کیسے

کہہ رہی ہے کھڑی مقتل میں سکینہؑ رو کر
میرے بھائی تجھے اماں سے ملاؤں کیسے

جب کہا شاہؑ نے غازی لبِ دریا تڑپے
میں جوان بیٹے کو کاندھے پہ اٹھاؤں کیسے

بڑی تاخیر سے قاصد تیرا پہنچا صغرؑا
تیرا پیغام میں اکبرؑ کو سناؤں کیسے

نوحہ

اک ننھا سا سپاہی جھولے سے اٹھ رہا ہے
ھل مِنْ کی اک صدا نے نہ جانے کیا کہا ہے
معصومیت میں دیکھو تم خونِ امامت کو
کیا آنکھ کی زبان سے بابا کو کہہ گیا ہے
ننھے سے ہاشمی کا پیغام سُن لو حُر دل
نانے کے دین کی خاطر حاضر میرا گلا ہے
لاشہ اٹھاتے اصغرؑ شبیر کہہ رہے ہیں
انتہا ہے جس کی زینبؑ یہ اس کی ابتدا ہے
حسرت رہے گی لوگو بتلاؤ کربلا میں
زہرہ کے گھرانے کو اُمت نے کیا دیا ہے
سہ بار کربلا میں کیوں قتل ہوا اصغرؑ
بتلاؤ مسلمانو کمسن کی کیا خطا ہے

نوحہ

یثرب کے مسافر کا کیا حال ہوا ہوگا
پردیس میں اصغرؑ کو جب تیر لگا ہوگا

کیا حال ہوا ہوگا صغرا کا مدینے میں
جب قافلہ والوں میں اصغر نہ ملا ہوگا

اس روز بھی محشر میں اک حشر بپا ہوگا
جب پیش خدا اور اصغرؑ کا گلا ہوگا

ماں جھولے پہ اصغر کے غش کھا کے گری ہوگی
جب شوقِ شہادت میں وہ گھر سے چلا ہوگا

ظالم بھی تجھے اصغر قرآن سمجھتے تھے
کس شان سے بابا کے دامن میں چھپا ہوگا

شبیر کی آنکھوں سے آنسو بھی گرے ہونگے
جب خون علی اصغرؑ کا چہرے پہ ملا ہوگا

بیواؤں یتیموں پہ کیا بیت گئی ہوگی
ہائے شام غریباں میں جب پانی ملا ہوگا

مرجائے گی ماں اصغرؑ آ پیاس بجھا دوں میں
مقتل میں کسی نے بھی نہ پانی دیا ہوگا

نوحہ

اصغرؑ کو کربلا میں ہے کیسی رات آئی
پیاسا نہایا خون میں رہی دیکھتی خدائی
اٹھ اٹھ کے دیکھتی ہے اُمِ رباب جھولا
اصغرؑ کو رونے کی نہ آواز بھی سُنائی
اصغرؑ کے پاس بابا مجھ کو بھی چھوڑ آیئے
نہ رہ سکوں اکیلی نہ سہہ سکوں جدائی
اصغر کو یاد کر کے روتی ہے روز صغراؑ
رسّے پہ بھی پابندی لوگوں نے ہے لگائی
آتی نہیں صدا اب خیمے سے بوریوں کی
ایسی نظر کسی نے جھولے کو ہے لگائی
اماں بھی رو رہی ہے اور چپ کھڑے ہیں بابا
جھولا پڑا ہے خالی پھوپھی کہاں ہے بھائی

نوحہ

(احسان)

گھر آ بھی جا میرے اصغر کہ رات ہوتی ہے
یہ بین کرتی ہے ماں اور جان کھوتی ہے

اندھیری رات میں دشتِ بلا کا سناٹا
حرم تو جاگتے ہیں کائنات سوتی ہے

وہ شیر خوار وہ باچھوں پہ خون کے قطرے
قضا نثار الٰہی موتیوں سے ہوتی ہے

نہ کوئی خیمہ نہ کوئی مسند ہے ایک آگ کا ڈھیر
رسولِ پاک کی عزت زمین پہ سوتی ہے

رہے نہ بالی سکینہ کے گوشوارے بھی
چچا کو اپنے یاد کر کے روتی ہے

یہ خون ظلم کے دامن سے دھل نہیں سکتا
ہزار دنیا شہیدوں کا خون دھوتی ہے

کہاں یہ تربتِ اصغرؑ کہاں یہ کارِ جدید
کہ ذوالفقارِ علیؑ آج خون روتی ہے

اسکا نام ہے احسان منزلِ معراج
جو زیرِ خنجرِ قاتل نماز ہوتی ہے

نوحہ

(نثار)

کاش کوئی پوچھ لیتا ڈولتے شبیرؑ سے
تیر کس دل سے نکالا گردنِ بے شیر سے
ماں نے نہ دیکھا گلا زخمی نہ خون اُگلا ہوا
رُو نے نہ پائی سکینہ جان لپٹ کر بے شیر سے
خط لیا صغرا سے اور محسوس قاصد نے کیا
آ رہی ہے بو جگر جلنے کی اس تحریر سے
لاشِ اکبر لا رہے ہیں شاہ اٹھتے بیٹھتے
اے پیامی آپ آئے ہیں بڑی تاخیر سے
ڈگمگا کر کیا علی اصغر اٹھاتا ہے قدم
فاطمہ صغرا نے پوچھا خط میں یہ شبیر سے
کون صغرا سے کہے قاسم کی شادی ہو چکی
کھیلتا ہے اب تیرا اصغر لپٹ کر تیر سے
تھم گیا ہے وقت کا دھارا بھی دل کو تھام کر
ہوتے ہیں شبیر رخصت زینبِ دلگیر سے
شمر نے بالوں سے پکڑا اور ہٹایا کھینچ کر
پائی نہ پھر بچی لپٹا لاشۂ شبیر سے

بانو کا یہ ارمان تھا آباد مکاں ہو گا
اک روز وہ آئیگا اصغر بھی جواں ہو گا

لوگو، میرے بچے کو مقتل سے اٹھا لاؤ
واں دھوپ کی شدت سے بے تاب و تواں ہوگا

تم گود میں سوتے تھے کیوں گور پسند آئی
واں خاک کا بستر ہے آرام کہاں ہو گا

اصغر ترے جھولے کو اب کون جھلائیگا
ہم شام چلے بٹیا اب کون یہاں ہو گا

لاشں آئی جو اصغر کی ماں رو کے یہ کہتی تھی
بٹیا تجھے موت آئی اب کون جواں ہوگا

آگاہ نہیں تھی میں تقدیر کے لکھے سے
طفلی میں مرا بچہ آنکھوں سے نہاں ہوگا

نوحہ

شبّیر چلے لے کے توحید کا نذرانہ
فرماتے ہیں اصغر کو فوجوں سے نہ گھبرانا

ماں کہتی ہے اصغر سے تم خونِ امامت ہو
اے لختِ دلِ مادر اسلام پہ مر جانا

اس وقت کہاں ہوگے اے ماں کے سکوں اصغر
مادر کا تیری ہوگا جب سفر اسیرانا

کیا یہی پیمبر نے اسلام سکھایا تھا
پانی کے عوض رن میں تیروں کا برسانا

اصغر کا لہو منہ پر دستار بنی سر پر
کیا سبطِ پیمبر کا یہ سجدہ ہے شکرانہ

گردن کا لہو دے کر اسلام میں جان ڈالی
دکھلائیں ہیں اصغر نے اندازِ حکیمانہ

نوحہ

کہتی تھی رو کے مادر — اے بے زبان اصغر
یہ کیا ہوا گلے پر — اے بے زبان اصغر
پانی پیا نہ پیارے
اس نہر کے کنارے
آتے ہو تیر کھا کر
اے بے زبان اصغر

اٹھو تو میرے جانی
اماں کہے کہانی
جھولا تیرا جھلا کر
اے بے زبان اصغر

منہ میں لئے انگوٹھے
تم ہو زمین پہ لیٹے
اٹھو کروں میں بستر
اے بے زبان اصغر

نہ نیند ہے کہاں کی
گودی میں ہائے ماں کی
آتے نہیں پلٹ کر

اے بے زبان اصغر

اکبر بھی مر گئے ہیں
برباد کر گئے ہیں
نیزہ جگر پہ کھا کر

اے بے زبان اصغر

نوحہ

پچھلی رات کا تارا چمکا ماں کو اصغر یاد آیا
جب کبھی کوئی جھولا دیکھا ماں کو اصغر یاد آیا

کسکو اب میں لوری دونگی کِسکو جھولا جھلاؤں گی
جھولا جوں ہی خالی دیکھا ماں کو اصغر یاد آیا

یہ کوئی زندگی نہ تھی تیرے اصغر جانے کی
ذکر جب کربل کا آیا ماں کو اصغر یاد آیا

تجھ سے پہلے میں مرجاتی رب کو یہ منظور نہ تھا
نام کسی نے پانی کا لیا ماں کو اصغر یاد آیا

نوحہ

اب کوئی میرے لال کا جھولا نہ جھلاؤ
بیتے ہوئے لمحات نہ پھر یاد دلاؤ
جھولا علی اصغر کا یہ کیوں خالی پڑا ہے
اصغر سے نہ کہنا اے مدینہ کی ہواؤ
سہنے کو تو سہہ جائے گا یہ تیر اکیلا
ماں کیسے سہے گی یہ ستم تم ہی بتاؤ
معصوم کا یہ خون کبھی چھپ نہ سکے گا
تم لاکھ اسے ظلم کے پردے میں چھپاؤ
معصوم یتیموں سے وہ کیوں روٹھ گیا ہے
عباس علمدار کو دریا سے بلاؤ
سہ روز کے پیاسوں کے علمدار کا صدقہ
خورشید عزادار کی بگڑی تو بناؤ
حق والے ہیں حق کہتے رہیں گے
گھر لوٹ لو سرکاٹ لو خیموں کو جلاؤ

نوحہ

(شمار)

اصغرؑ کو کرو پیار تو اکبرؑ سے بھی مل لو
پھیا تیرے اب لوٹ کے آئینگے کبھی نہ

سینے سے سناں نکلی رخ بابا کو دیکھا
اور آنے لگا موت کا اکبرؑ کو پسینہ

حسرت ہی رہی جاکے لے آتا میں بہن کو
افسوس کہ صغراؑ سے ملاقات ہوئی نہ

ماں کہتی تھی یہ لاشۂ اکبر سے لپٹ کر
یہ داغ کلیجے کا میں بھولوں گی کبھی نہ

غازی تیرے ہونے پہ مجھے ناز بڑا تھا
ہے کون جو خیمے کے قریب آئے کمینہ

تم چھوڑ گئے عالمِ غربت میں بہن کو
اب چادریں بچنے کی بھی امید رہی نہ

بابا میں تیرے سینے پہ سونے کی ہوں عادی
آجاؤ گے کیا رات کو کہتی تھی سکینہ

سو جانا میری جان تو امی سے لپٹ کر
ہم پاس تیرے لوٹ کے آئینگے کبھی نہ

اب قبر میں سوئے گا تیرا چھوٹا سا بھیا
ہم ساتھ لئے جاتے ہیں اصغرؑ کو سکینہؑ

ماریں گے طمانچے تیرا دامن بھی جلے گا
وعدہ کر دیبی کہ تو روئے گی کبھی نہ

راتوں کی نمازوں میں جو مانگی تھی دعائیں
میری دعاؤں کا نتیجہ ہے سکینہؑ

گردن پہ چھری حمدِ خدا لب پہ تھی جاری
دیکھا نہ کہیں ایسا عبادت کا قرینہ

جس جا پہ گرا خون ہے زہراؑ کے پسر کا
پنہاں ہے اسی خاک میں فردوس کا زینہ

مظلوم کی ہر گھر میں بچھی ہے صفِ ماتم
سادات پہ کیا آیا محرم کا مہینہ

کیا حافظِ قرآن تھے کہ لیٰسین کو پڑھکر
چھلنی ہے کیا بولتے قرآن کا سینہ

قاتل بھی تیرا حق پہ ہے مقتول بھی حق پہ
افسوس کہ تو نے کبھی حق بات کہی نہ

سب ڈوب گئے ریت کے دریا میں مسافر
گرداب میں آیا ہے پیغمبرؐ کا سفینہ

سر دے دیا پر بیعتِ فاسق تو نہیں کی
شبیرؑ کو ذلت سے گوارہ نہیں جینا
جی بھر کے نثار آج غمِ شاہ میں رو لے
نہ ہو غمِ شبیرؑ تو بیکار ہے جینا

نوحہ

(سردار)

رہ گیا خالی جھولا جھلانے کے لئے
روکے ماں کہتی ہے اصغرؑ کو سلانے کیلئے
چھوڑ کر ماں کی نرم گود کا بستر اصغرؑ
چل پڑا خاک کا بستر کو سجانے کیلئے
بھوک اور پیاس سے ہے لال تیری خشک زبان
تیر آیا ہے تیری پیاس بجھانے کے لئے
لوریاں دیکے سلاتے گی سکینہؑ کس کو
تو ہے بیتاب فقط تیر ہی کھانے کیلئے
جس طرح روٹھے ہو تم کوئی نہ روٹھے اصغرؑ
کس طرح آؤں گی صحرا میں منانے کیلئے

ہے تیرے بابا پہ غربت کا یہ عالم بیٹا
کس سے مانگے گا کفن تجھکو پہنانے کیلئے

تیر کھائے گا جو عرش و فرش لرزیں گے
خون ناحق تیرا عبرت ہے زمانے کے لئے

ہنس کر اصغرؑ نے بتایا میں بنی ہاشم ہوں
آیا حُر کو تھا میں سبق سکھانے کیلئے

ہے تیرا جسم تو اک پھول کی مانند اصغرؑ
حرملا خاک میں آیا ہے ملانے کے لئے

نہ تیرا خون فلک اور زمین کو ہے قبول
کر لیا شاہ نے وضو خون نہ گرنے کیلئے

مجھکو نہ چین ملے گا کبھی مرکے بیٹا
چھوڑ کر تجھ کو چلی قید نبھانے کیلئے

اپنے ہی خون سے سردار ڈبو کر تو قلم
لکھ یہ روداد زمانے کو سنانے کے لئے

نوحہ

دُھوپ تے ہے قبر اصغرؑ بھُل گئی رباب چھاواں
مرجان جناں دے بجڑے نئیں جیوندیاں او ماواں

محرمل دا تیر بھاری تیرے وزن توں اصغرؑ
لگ جائے نہ تیکوں بچڑا منگدیاں پئی دُعاواں
ہرماں دی ہوندی حسرت بچڑا میکوں بلاوے
اک وار آکھ اماں صدقے میں تیرے جاواں
چاواں دے نال بھیجے ہمشیر چولے تیرے
تیرے بغیر اصغرؑ ہن کس نوں میں پواواں
اگ لے کے کُل کینے آ گئے نے ساڈے ڈرتے
کر بو رباب قیدی کردے نے پئے سلانواں
لکھ دے ریاض خیمے آلِ نبی دے جل گئے
سیدانیاں دے سرتوں لٹیاں گئیاں ردواں

نوحہ

(باری)

قاسمؑ تمہارے ہاتھوں میں مہندی لگی ہے آج
ہے آسمان لرزتا زمین کانپتی ہے آج
دولہا تجھے بنایا ہے تیغوں کے سائے میں
پوری حسنؑ کی کیسے وصیت ہوئی ہے آج

سہرا لگا کے جانبِ مقتل روانگی
اور مہندی والے ہاتھوں میں تلوار لی ہے آج
پامال لاش یوں ہوئی فرواکے لال کی
چن چن کے ٹکڑے گٹھڑی میں سیت پڑی ہے آج
باری سب انبیا بھی ہیں شامل برات میں
میدانِ کربلا میں سہانی گھڑی ہے آج

نوحہ

(نجفی)

دے لاگ بتول دے لال مینو قاسمؑ نوں مہندی لاتی دا
عرش تے حسن دی روح تڑپ دی اے سُن کے میرنا فضا دا تی دا
جد قاسمؑ چلیا مقتل نوں بھیناں نے واگاں جا پھڑیاں
دے وان توں ویرن لاڑیا دے سانوں اپنی واگ چھڑاتی دا
تلواراں تیر تے نیزے سی ورے کربل والی بنڑی دی
دکھ کڑیاں قیداں واج بنے اے پاک حسینؑ دی جائی دا
چن ٹکڑے ٹکڑے لاڑے دے شبیرؑ نے آکھیا مقتل وچ
انج ظالمو سہرا شگنا دا نئیں خون دے وچ رلاتی دا

تک کڑیاں ہتھ وچ کبرا دے زینبؑ نوں سکینہ پچھدی اے
لوکی آکھدے پھپھی شادیاں تے ہتھ سوا چوڑا پائی دا
پا کالے کپڑے سر مٹیاں لاڑلے نوں بیبیاں روندیاں سی
نجفی رو فرما آکھدی اے انج شگناں تے نہیں آئی دا

نوحہ

اٹھ قاسمؑ تینوں مہندی لاواں رودواں شگن مناواں
میں زینبؑ تیری لاش دے ٹکڑے ویکھاں اکھڑن ساہواں
خیمے لاش حسینؑ لیائے ویکھیا زینبؑ رو فرمائے
کہڈے کہڈے ٹکڑے نوں میں پاکفن دفناواں
شادی قاسم پتر دی آئی رودے امڑی دے وے دوہائی
پچھدی اے ماں رب وس دے کیہڑے دن پرناواں
بہہ گئی سر وچ خاکاں پا کے آوندے وین امہ فرواے
جیویں میں اجڑی نہ ایویں شالہ اجڑن ماواں
شہر مدینے والے سید اجڑے کربل والے سید
خود خدائی رو پئی اے لکھ دے وقت قضا واں

نوحہ

(لال)

اٹھ قاسمؑ آ مہندی لا امڑی گھول لے آئی اے
بند سہرا میرا چن بچڑا تیری جنج عرشاں توں آئی اے

قاسم دے جدوں سہرے لے گئے
سارے جنجی خاک تے بہہ گئے
سب نے انج دے دیں کیتے
گئی جنبش عرش نوں آئی اے

اک پھوپھی پئی رو رو آکھے
ویر حسنؑ نوں آکھو جا کے
بچڑے تے میں دے نہیں سکدی
چادر پاک لٹائی اے

قاسم آیا سورے ویڑے
کبراء بہہ گئی لاش دے نیڑے
کالے کپڑے پا کے بنڑی
سر وچ خاک راوائی اے

قاسمؑ نے جدوں سہرے لائے
چاچیاں ودھ ودھ شگن مناتے
لال وفا دے بانی نے
باواں دی ویل کرائی اے

نوحہ

سیدا دے میں مرداں منگیاں قاسماں اٹھ کے مہندی لا
مہندی تیری گھولن آئیاں لاون تینوں پھوپھیاں تائیاں
اٹھ بچڑا لاگ لوا دے سیدا اٹھ کے مہندی لا
مہندی تیری نوں میں لایاں سہرا تیرا عرشوں آیا
گئے شگناں دے پھول کملا دے سیدا اٹھ کے مہندی لا
مہندی تیری پٹیاں پھٹیاں موت اکبر وچ اگے میں لٹیاں
میرا منوں نہ لتھڑا چا دے سیدا اٹھ کے مہندی لا
مہندی تیری رنگ دی گوڑی آس امڑی دی ہوئی اج پوری
جوڑا شگنا والا پا دے سیدا اٹھ کے مہندی لا
ستویں دے دن مہندی لاتی موت مبارک دیون آئی
دتہ باپ دا وعدہ نبھا دے سیدا اٹھ کے مہندی لا

مہندی تیری رنگ وچ گھولی ظالماں پاتی خون دی ہولی
وچ لاش تے گھوڑے دوڑاوے سیدا اٹھ کے مہندی لا

مہندی تیری رنگ لایا سہرا تیرا عرشوں آیا
گئی او مہندی رنگ بدلاوے سیدا اٹھ کے مہندی لا

نوحہ

(توقیرؔ)

قاسمؑ میں تیری مہندی عرشاں تے بناتی اے
اس مہندی نوں بنا کے ماں زہراؑ لے آتی اے

میں پورا کیتا وعدہ اج ویر حسنؑ تیرا
تصویر حسنؑ تیری زینبؑ نے سجائی اے

فضہؑ نے دعا کیتی قاسمؑ نوں بن کے سہرا
شالا جوانی مان اے بیوہ دی کمائی اے

سب آیتاں قرآنی نے سہرے دیاں لڑیاں وچ
قاسم دی لاش شاہ نے کئی جاہ توں اٹھائی اے

قاسم نوں شگنا ویلے پئی آ کے قضا تکدی
قاسم دے خون دی مہندی کبراؑ نے لگائی اے

فرواے دل دے ٹکڑے اُمت نے کیتے لوگو
توقیرؔ نبیؐ زادی کیویں لاش تے آئی اے

نوحہ

ہائے مہندی حسن دے بچڑے دی کیویں وچ خیمے دے آئی اے
کبریٰؑ دے لیکھاں دی گنڈھڑی کیویں سیدنے آن لہائی اے
گئی ڈل کربل دی ریت اتے تقسیم تھتی اے جا جا اتے
صغریٰؑ دے پیو نے رب جانے کیویں خاک اوتوں آچائی اے
میڈا بچڑا ول کے نئی آیا جڈاں بچھیا حسن دی بیوہ نے
مرجل بحرین دے منظر نے کیویں گنڈھڑی کھول وکھائی اے
ماں نکراں مار کے ونڈی اے دستار نہیں بھدی قاسمؑ دی
سہرے دیاں لڑیاں چن چن کے شبیرؑ نے شکل بنائی اے
بابے دے سامنے نئی آوندی وارث دی لاش تے ون لئی
ہتھ مہندیاں والے نپ بی بی زینبؑ نے کول بلائی اے
جڈاں ویکھیا فاطمہ کبریٰؑ نے فر وے لال نوں گنڈھڑی وچ
شگناں دے گانے توڑ وے چا سر وچ خاک روائی اے
صغریٰؑ سلمیٰ نوں کہندی سی تک نانی تتی خون ہوئی
میں بابل موتی اجڑ گئی میری موت دا ہو سامان گیا
اج بچ گیا دین محمدؐ دا گھر لٹیا زہراؑ دا
امت دا کی کج خرچ ہویا شاہ دا پتر جوان گیا
کر فخر شاہ الیس آن اتے اد کھیڈ گیا اے جان اتے
نہ کر کے بیت فاسق دی رکھ نبیاں دا او مان گیا

نوحہ

آواز آرہی ہے اک سینۂ سناں سے
اکبر کے کھلے گیسو دیکھے نہ گئے شاہ سے

بیٹے جواں کا لاشہ مقتل میں دیکھا تنہا
خم کھا گئی کمر تو جھکتے ہوئے شاہ نے کہا
اک بار اٹھو اکبر کیوں روٹھے ہو بابا سے

میں نے دیکھا شاہ کو آتے ہر شے لرز رہی تھی
کربل کی پاک دھرتی صلوٰۃ پڑھ رہی تھی
پیغام کوئی اکبر ہم کیا کہیں صغرا سے

دریا کے شور میں تھا اکبر جواں کا ماتم
شبیر کے پسر کے لختِ جگر کا ماتم
ماتم کی صدا لوگو ہاتے آتی تھی ہر جا سے

نوحہ

دشت میں گونج رہی تھی علی اکبر کی اذان
لشکرِ شام نے سمجھی نہ رسالت کی زبان
پھول جنگل میں کھلے پیاس سے مرجھا بھی گئے
دشت آباد ہوا شہرِ نبی ہے ویران
اک وعدے پہ تیرے زندہ ہے صغرا، اکبر
ورنہ بیمار کہاں ہجر کہاں زار کہاں
قتلِ احمدؐ سے بھی کرتے نہ مسلمان گریز
خونِ اکبر سے ہوا راز یہ کربل میں عیاں
موت کہتی تھی مبارک ہو تجھے اُمِّ رُباب
توڑ دی اصغرِ معصوم نے حرملؑ کی کمان
انقلاب آتے کئی رنگ جہاں نے بدلے
ماتمِ شاہ شہیداں ہے بہر طور جواں

نوحہ

اللہ اکبر اللہ اکبر آئی اکبر کی صدا
رو پڑیں سیدانیاں سجدے میں گر کر

حی العلیٰ خیر العمل کا استغاثہ
کر رہا ہے تین دن کا بھوکا پیاسا
ہل من انا صر نیصورنا ہے جسکے لب پر

ہے جرم میرا گر معصوم ہے یہ
بوند پانی کو مگر محروم ہے یہ
شاہ پکارے تھام کے ہاتھوں میں اصغر

اے علی کے لاڈلے نیمے میں آؤ
میں جیؤں یا مروں اتنا بتاؤ
چھین لی ظالم نے میرے سر سے چادر

رسم ابراہیم کچھ ایسے ادا کی
جب علی اکبر نے بابا کو صدا دی
ہاتھ گھٹنوں پر رہے اور کاندھوں پہ اکبر

ہائے بازو کٹ گئے ہمت نہ ہارا
زینب و کلثوم کا واحد سہارا
لوٹ کر آیا نہیں دریا پہ جاکر

اے نبی زادی تیرا ممنون میں ہوں
اس سے بڑھ کر اور کیا الفاظ میں دوں
ایک ذرّے کو بنا ڈالا ہے ابتر

نوحہ

رن سے آکر علی اکبر نے جو مانگا پانی
شدتِ غم سے ہوا شہ کا کلیجہ پانی
حق سے کر دیتے اگر پیاس کا شکوہ اصغر
روزِ عاشورہ نظر آتی یہ دنیا پانی

کوفے و شام کی راہوں میں ہی ہر منزل پر
مانگتی ہی رہی اک اک سے سکینہ پانی
آس دیتی تھی سکینہ یہی ہر بچے کو
رن سے آتے ہیں چچا سب کو ملے گا پانی

وہ تو دنیا کو دیکھنا تھا عداوت کی حدیں
کون کہتا ہے بے شیر نے مانگا پانی
دشمنِ آلِ محمد ہوں تو سیراب فرات
اور کہتا رہے احمد کا نواسہ پانی

اک پیاسے کا ہے پیغام یہ دنیا سن لے
یاد کر لینا مجھے پینا جو ٹھنڈا پانی

نوحہ

اکبرؑ کے دل میں توڑا ظالم نے چھل سناں کا
ڈولا نہ ہاتھ لیکن اُمّت کے مہرباں کا
شہ بولے اے فلک کیا قاسم کے ہیں یہ پارے
یا کہ جگر گن میں بکھرا ہے بھائی جان کا

اک بار کہہ دو بھائی شہ نے کہا تو غازی
بولے غلام ہوں میں کعبہ کے پاسبان کا

زینبؑ پکاریں حرموں اب چادریں لٹیں گی
عباس تھا محافظ زہراؑ کے کارواں کا

یا ابراہیم دیکھیں شبیر تک رہے ہیں
سینہ شگافتہ ہے دم توڑتے جواں کا

زینبؑ حسینؑ تنہا اٹھتے ہیں بیٹھتے ہیں
ٹوٹی ہوئی کمر ہے لاشہ ہے نوجواں کا

آنکھوں میں بھر کے آنسو صغریٰؑ پکارتی ہے
یارب مجھے ملا دے ہمشکل نانا جاں کا

کس دل سے شاہ نے دیکھا سوکھی زباں دکھانا
گردن سے پار ہونا اک تیر ناگہاں کا

گودِ پدر میں جسکا کرتہ لہو بھرا ہے
یہ پھول بن کھلا ہے زہرا کے گلستاں کا

سیّد نے آہ بھر کر سوئے فلک نظر کی
ہاتھوں میں خون لیکر بے شیرِ بے زباں کا

شاہ کیسے گھر میں لائیں منہ سے لہو ہے جاری
ماں پیار کیسے لے گی اصغر تیرے دہاں کا

اکبر نے دم دیا تھا ماں کو سلام دے کر
ماں نے نہ کوئی پایا پیغام بے زباں کا

دفناتے وقت مولا ماتھے پہ دے کے بوسہ
بولے قبول کرلو اصغر یہ پیار ماں کا

پیاسی سکینہ جاں سے سن سن کے بین تیرے
پھٹ ہی نہ جائے اصغر آخر جگر ہے ماں کا

قاصد پکارا رو کر بتلاؤ رہنے والو
نرغے میں زخمی پیاسہ مظلوم ہے کہاں کا

آئی صدائے غیبی زین پر جو ڈوتا ہے
فرزندِ فاطمہ ہے سردار دو جہاں کا

تیغوں نے جس کے سر پر سایہ کیا ہوا ہے
سیّد ہے یہ مجاور نانا کے آستاں کا

بے ہوش عابدین ہیں جلنے لگے ہیں خیمے
اور وقت آگیا ہے زینبؑ کے امتحاں کا

تلواریں رک چکی ہیں ہوائیں لٹ چکی ہیں
وقت آیا بیڑیوں کا کوڑے کا ریسماں کا

شبیر نے نہ دیکھی زینبؑ کی بے ردائی
دیکھا نہ خون رونا سجادؑ ناتواں کا

شمر لعین سے یارب ہے کون جو چھڑائے
بابا، چچا نہ بھائی پیاسی سکینہؑ جاں کا

گو کلمہ گو ہیں سارے لیکن سوا خدا کے
ہے کون سننے والا زینب تیری فغاں کا

بیڑی میں کربلا سے پہنچا ہے شام عابدؑ
طے کیسے کر گیا ہے رستہ وہ دردیاں کا

ہے آنسوؤں کا چشمہ لکھا گیا لہو سے
ہر حرف رونے والو پیاسے کی داستاں کا

صغرا پکاریں پھوپھی آتی ہو تم کہاں سے
گہرا نشان لیکر گردن میں ریسماں کا

رن میں نثار دیکھو حافظ تو ہیں ہزاروں
پر دہر میں محافظ شبیرؑ ہے قرآں کا

نوحہ

(مشتاق)

بھیجا شبیر نے اکبرؑ کو ستمگاروں میں
دل تو دیکھو کہ جگر رکھ دیا تلواروں میں

خطبے دربار میں پڑھتی ثانی زھراؑ
لرزہ آیا نہ کہ یوں شام کی دیواروں میں

جو تھا ظالم نے ظلم شکل پیمبر پہ کیا
آج لے آیا ہمیں کوچہ و بازاروں میں

ننگے سر پاؤں میں چھالے تھے شام کا تھا سفر
عزم دیکھا نہیں اتنا کبھی لاچاروں میں

تیرے مشتاق کی ہر دم یہ دعا ہے مولا
روزِ محشر کو اٹھیں تیرے عزاداروں میں

نوحہ

نانے دی شکل والا میرا ویر نہیں آیا
مینوں اودیاں تانگاں نے ہتے مار مکایا
اک آس تے جیندی آں تینوں لگن جدوں سہرے
بے گانا دشنگاں دا میں دی کول ہوواں تیرے
کیڑی ویر دی مجبوری مینوں لین نہیں آیا
انیاں لمبیاں جوداتیاں نے میرا خون دی پتیا اے
میں رات دن اکبرؑ تینوں یاد جے کیتا اے
تیری یاد وچ رو رو کے میں وقت بنھایا
ویکھ دنیاں توں بنایا اے سنگ بہن بھراواں دا
اک وار تے مل اکبرؑ اعتبار ذریا ساواں دا
آ ویکھ میرے سرتے کیتا موت نے سایہ
کی حال سناواں میں تینوں ویر بیماری دا
کسے درد ونڈایا نہیں تیری بہن دیکاری دا
نہیں رات نوں سوندی میں مینوں خواباں ڈرایا

نوحہ

(لال)

ہائے نانا کیوں دیر نہیں آیا میرا
کیا لنگ وعدہ ہائے ستویں دا نہ پایا اکبر پھیرا
کیڑی اکبر نوں مجبوری کیتی بہن کلوں کیوں دوری
ہون دس مینوں کدوں دسنا اے خاتون واجڑیا ویڑا
میں تے منگیاں روز دعاواں شادی اکبری تے جاواں
میں دیکھ لیواں کیویں سجیا اے لیلیٰ دے لال نوں سہرا
نانا صغرا پوچھ دی اے تینوں اپنی گل تے دس دے مینوں
کیوں کمبدی اے جالی وضے دی دیوا کیوں بوجھیا تیرا
ہوندے ویر بہناں لئی چھاواں کیڑے ویس نوں چھیاں باواں
اس جگ دنیا دے وچ بہناں نوں ہوندا ویراں باج ہنیرا
نانا ویر دی یاد ستاوے میرے دل نوں چین نہ آوے
میرا رو رو سکیاں راہواں تے پیا لنگ وا شام سویرا

نوحہ

(قنبرؔ)

دریا پہ سو رہا ہے حیدر کا پسر غازیؑ
اسلام تیری خاطر ہوا خون میں تر غازیؑ

لاشِ عباسؑ دیکھی مولا تڑپ کے بولے
پرچم ہے کدھر تیرا ہیں بازو کدھر غازیؑ

خیموں میں مچ گئی ہے ہلچل سی دیکھ منظر
وہ آگیا علم ہے آیا نہیں پر غازیؑ

شبیر تجھ کو غازی رو رو کے کہہ رہے ہیں
ہائے تیری شہادت نے میری توڑی کمر غازیؑ

زینبؑ کو نہ بھولے گا گھوڑے سے تیرا گرنا
بن بازوؤں کے تیرا ہائے کرنا سفر غازیؑ

کیوں دیر لگائی ہے آجاؤ بھیّا جلدی
لگتا ہے رقیہؑ کو ویران ساگھر غازی

قنبرؔ لقب عباس کے کردو بیان سبکو
پیکر وفا کا ہے یہ بے باک نڈر غازی

نوحہ

اے سبطِ پیمبرؐ کے علمدار کہاں ہے
لائے ہو عَلم اور علمدار کہاں ہے
اب چلنا ہے دشوار وہ معصومؑ پکاری
اے بھیّا بتا اب شام کا بازار کہاں ہے
لڑنے کیلئے آئے ہو میدان میں اکیلے
شبیرؑ تیری فوج کا سالار کہاں ہے
یہ طوق و رسن لایا ہوں سادات کی خاطر
اے اہلِ حرم عابدِ بیمار کہاں ہے

نوحہ

ہل چل ہے فوجِ شام میں عباسؑ آتے ہیں
تیروں پہ تیر نیزوں پہ نیزے چلاتے ہیں
کیا وقت پر گیا ہے محمدؐ کی آل پر
چادر نہیں ہے بالوں سے منہ کو چھپاتے ہیں

اصغرؑ کو ماں چھپاتی ہے جھک جھک کے گود میں
خیموں کو توڑ توڑ کے جب تیر آتے ہیں
دل پانی پانی ہوتا ہے بچوں کا پیاس سے
سوکھی زبان ہونٹوں پہ اصغرؑ پھراتے ہیں
گھوڑے دوڑائے شام سے لشکر جو آتے ہیں
کم عمر بچے خیموں میں گھبرائے جاتے ہیں
دنیا کو دے دیا ہے سبق یہ حسینؑ نے
راہِ خدا میں اس طرح گھر کو لٹاتے ہیں
اللہ رے صبر سیدِ والا دکھاتے ہیں
رن میں جوان بیٹے کا لاشہ اٹھاتے ہیں

نوحہ

آیا ہے علم لے کر علمدارؑ نہ آیا
دل حیدرِ کرارؑ نہ آیا
کچھ تیر لگے مشک پر اور بہہ گیا پانی
گھوڑے سے گرا زین پہ اسوار نہ آیا
عزت کا تقاضہ ہے علمدار کی ہستی
بچی سے شرمسار وفادار نہ آیا

زینبؑ نے کہا دیکھ رہی ہوں میں بتجہ
ہمشکلِ علیؑ قافلہ سالار نہ آیا

بازو جو کٹے دانتوں سے مشکیزہ اٹھایا
نزدیک کوئی شیر کے اک بار نہ آیا
حیدرؑ کی محبت میں منظور گدائی ہے
افسوس مسلمان کو اعتبار نہ آیا

نوحہ

(لعل حسین حیدری)

لو علم خالی علمدار کا آیا لوگو
جام خالی کو سکینہ نے گرایا لوگو
پانی مانگوں گی نہیں اللہ چچا لوٹ آؤ
ان صداؤں سے کئی بار بلایا لوگو
کوئی کہہ دو کہ سکینہ کو رہی پیاس نہیں
بس مجھے کافی ہے عباس کا سایہ لوگو
بابا پردوں کے محافظ کا علم لائے ہیں
ہائے سجاد کی آنکھوں نے بتایا لوگو
لعل زہراؑ کی غلامی میں ہے سلطانِ وفا
وعدہ مادر سے کیا تھا ہے نبھایا لوگو

نوحہ

(پروین)

عباسِ باوفا کو شبیرؑ نے پکارا
تھامے ہوئے جگر کو دلگیر نے پکارا

قربان وفا ہے عالم عباسؑ کی وفا پر
تاریخ کہہ رہی ہے تحریر نے پکارا

شمرِ لعین نے آکر چھینی ہے سر سے چادر
غازی مدد کو آیئے تطہیر نے پکارا

زینت ملی تھی جن سے بازو وہ کٹ گئے ہیں
جوہر دکھاؤں کیسے شمشیر نے پکارا

مشکیزہ بھر کے مولا دریا سے جب چلے ہیں
پانی نہ پہنچ پائے بے پیر نے پکارا

اے قوتِ برادر جانِ علی کہاں ہو
تھامے ہوئے کمر کو شبیرؑ نے پکارا

زینبؑ کا آسرا ہو پیاسوں کی تمنّا
جاتے ہوئے علم کو ہمشیر نے پکارا

ہر دردِ لا دوا کی ابنِ علیؑ دُعا ہو
اصلِ شفا ہو مولا اکسیر نے پکارا

عباسؑ کے علم سے نصرتِ دین ہوگی
نصر من اللہ کی تفسیر نے پکارا

خادم ہوں بے نواحیفِ ناتواں ہوں
مولا مدد کو آیئے تقدیر نے پکارا

نوحہ

دونوں جہاں میں روشن عباسؑ کی وفا ہے
اس ہاشمی لہو سے اسلام کی بقا ہے

زھراؑ تیری دعا کا ایسا اثر ہوا ہے
عباسؑ کربلا میں سالارِ قافلہ ہے

دریا پہ کر کے قبضہ جس نے پیا نہ پانی
اس باوفا پہ شاہد تاریخِ کربلا ہے

غازی کے خون کے چھینٹے ہیں آج بھی علم پر
کیسا عظیم پرچم اسلام کا بنا ہے

شانوں سے خون ہے جاری مشکیزہ بہہ رہا ہے
لیکن وفا کا بانی خیموں کو دیکھتا ہے

نہرِ فرات میں کیوں موجیں تڑپ رہی ہیں
بن بازوؤں کے اب وہ تھامِ علم وہاں ہے

شاہِ وفا کا لاشہ مقتل میں رہ گیا ہے
زینب تڑپ رہی ہے بھائی کہاں گیا ہے

نوحہ

یہ نشان ہے وفا علمدار کا عَلم
زہراؑ و نبیؐ و علیؑ کے ہے غمخوار کا عَلم
بچے تڑپ رہے ہیں کئی دن کی پیاس سے
پیاسی سکینہ کہتی تھی چاچا عباس سے
پانی کہیں سے لاؤ کہ پیاسے بہت ہیں ہم
دنیا میں اک مثال ہے عباسؑ کی وفا
بے مثل و بے مثال ہے عباسؑ کی وفا
دانتوں سے مشک تھام لی بازو ہوئے قلم
شبیر تیرے صبر کا کیسا ہے امتحاں
لاشہ جوان بیٹے کا اور باپ ناتواں
اکبر کی لاش لے کے چلے ہیں سوئے حرم
میدانِ کربلا کی وہ تپتی ہواؤں میں
شبیر سر بسجدہ ہیں تیروں کی چھاؤں میں
دلبندِ مصطفیٰؐ پہ چلا خنجرِ ستم
عباس ہے بلندیٔ نوکِ سنان پر
قمر بنی ہاشم ہے گویا آسمان پر
عباس نے وفاؤں کا ہے رکھ لیا بھرم

کس طرح گزرتے ہیں یہاں شام و سویرے
ہیں قید کی تنہائیاں اور غم کے اندھیرے
زنداں میں سکینہ ہے ہائے توڑ دیا دم
یعقوب کی خدایا ہے بس اتنی التجا
صدقے میں پنجتن کے یہ منظور کر دعا
ذکرِ غمِ حسینؑ میں لکھتا رہوں پیہم

نوحہ

عباس کے بازو قلم ہیں اللہ اللہ
سادات پہ کیا ظلم و ستم ہیں اللہ اللہ
آئیں گے چچا پانی لے کر علی اصغر
دل میں یہ سکینہ کے بھرم ہیں اللہ اللہ
آقا نہ میری لاش کو خیام میں لانا
عباس کے یہ قول و قسم ہیں اللہ اللہ
عباس کو جا کر نہ دکھانا اے رقیہ
باہوں پہ جو رسیوں کے زخم ہیں اللہ اللہ
ماتم بھی بپا ہے تیرا بازاروں میں غازی
تھامے ہوئے ہاتھوں میں علم ہیں اللہ اللہ

نوحہ

زینب نے پکارا میرے عباس علمدار
پاؤں گی کہاں تم سا میں غیور وفادار

اکبر ہے نہ قاسم ہے نہ عون و محمد
شبیر بے سہارا ہے بے یارو مددگار !

تم سے ہی امیدیں تھیں تم چھوڑ کر چلے
اب چادروں کو لوٹیں گے خوش ہو کے جفاکار

سر ننگے ہوں بلوے میں بازو ہیں رسن میں
محمل میں بٹھا دو ذرا سجاد ہے بیمار

ننھے سے ہاتھ جوڑ کر کہتی تھی سکینہ
چھیننے کو بالیاں ہیں ہے کون مددگار

نوحہ

(اعجاز)

یہ حضرتِ عباسؑ دلاور کا علم ہے
یہ فاطمہ زہراؑ کی چادر کا علم ہے

آیاتِ قرآنی سے سجایا ہوا پرچم
مظلوم سکینہؑ کے مقدر کا عَلم ہے

آدم کا مصطفیٰ کی نبوّت کی گواہی
میدانِ کربلا میں بہتّر کا عَلم ہے

یہ عونؑ محمدؑ اور قاسمؑ کا علم ہے
ہمشکلِ مصطفیٰ علی اکبرؑ کا عَلم ہے

اِس عَلم کے دامن میں اصغرؑ کی پیاس ہے
معصوم مجاہد علی اصغرؑ کا عَلم ہے

عباس علمدار کے خون سے دُھلا ہوا
کل انبیاء کی غیرتِ اطہر کا عَلم ہے

یہ مصطفیٰ علیؑ و حسنؑ اور حسینؑ کا
اول سے لیکے مہدیؑ آخر کا عَلم ہے

اس علم کی چھاؤں تلے راہِ نجات ہے
قرآن کہہ رہا ہے یہ محمدؐ کا علم ہے

اعجاز کیوں نہ عَلم اٹھائیں سرِ بازار
یہ حیدرِ کرار کے دلبر کا عَلم ہے

نوحہ

عباسؑ تیرے خون سے رنگیں ہے عَلم تیرا
دل سینے میں جب تک ہے جائے گا نہ غم تیرا

جی بھر کے جو روتی میں اگر تیرے لاشے پر
اتنا تو نہ تڑپاتا ہمشیر کو غم تیرا

بہتے ہوئے پانی میں تصویر سکینہؑ کی
لاشہ رہا دریا پر اٹھا نہ عَلم تیرا

آیا جو نہ خیمے میں لاشہ لبِ دریا سے
ماتم بھی نہ کر پائے جی بھر کے حرم تیرا

ٹوٹی جو کمر شاہ کی بس دو ہی تو صدمے تھے
اک فکر تھی زینبؑ کی اور دوسرا غم تیرا

نوحہ

عباسؑ علم تیرا مقتل سے آرہا ہے
شبیرؑ کی کمر کو ہائے جھکا رہا ہے

یہ علم حسینیتؑ کی پہچان ہے کراتا
یہی یزیدیت کے ہے فرق کو بتاتا
کوئی چومتا ہے آکر کوئی جلا رہا ہے

دیتی تھی دلاسے میں آئے گا ابھی پانی
سب مل کے دعا مانگو غازی کی ہے جوانی
کیوں خالی علم بابا خیمے میں لا رہا ہے

مشکل کشاؑ کا بیٹا کرتا ہے یوں فیاضی
کچھ مانگ کر تو دیکھو دیتا ہے میرا غازیؑ
ہے ہاتھ علم پر جو غازی بلا رہا ہے

ممنون تیرا ہوں میں لکھنا سکھا دیا ہے
سجادؑ کو اس قابل مولا بنا دیا ہے
تیری وفا کی باتیں سب کو سنا رہا ہے

زینبؑ کی خیمہ گاہ سے ایسی آواز آئی
چادر کا جو وعدہ تھا واپس میں لینے آئی
تطہیر کا ہائے ضامن مقتل میں جا رہا ہے

نوحہ

زہراؑ کی دعاؤں کا ثمر حضرتِ عباسؑ
وہ چادرِ زینبؑ کو بچا لینے کی اک آس

مشکیزہ چھدا بازو کٹے غازی نے سوچا
اب کیسے بجھاؤں گا سکینہؑ میں تیری پیاس

چادر کے سوا کچھ نہ تھا قربان جو کرتی
کلثومؑ کو ہوتا ہے محرومی کا احساس

بابا نہیں شہزادیٔ سلم کو یقین تھا
جب شاہ نے کہا بیٹی آ بیٹھ میرے پاس

دنیا کے یزیدوں سے کبھی دب نہ سکے گی
اب حشر تلک گونجے گی اُن پیاسوں کی آواز

غازی کا علم یاد دلاتے گا ہمیشہ
معصوموں کے چہروں پہ لکھی پیاس اور پھر پیاس

مقتل کی صداؤں سے وہ غازی کی صدا تھی
شبیرؑ جھکے روتے ہائے میرا عباسؑ

اکبرؑ یہ تو حق میرا نہیں تیرا ہے زینبؑ
اب مل کے اٹھاتے ہیں بہن بیٹی کی یہ لاش

نوحہ

(نثار)

دریا او تھم آیا علمدار نہ آیا
شبیرؑ مسافر دا وفادار نہ آیا

ہون چادراں وی ہوگیاں نے رب دے حوالے
سیدانیاں دا حیدر کرار نہ آیا

اگ بلدی وے وچ خون دی ماں ہوگئی داخل
جس ویلے نظر عابد بیمار نہ آیا

صغراؑ نے رکھی دیر کھڑاون دی تمنا
اصغرؑ نوں مگر راس اوہ پیار نہ آیا

اگ لے کے تے گھر زہراؑ دے کجھ آئے مسلمان
بے پانی کوئی یار و مددگار نہ آیا !

اوہ آیا نہ ہمشیر نوں سی مان جدے تے
شبیرؑ دا اوہ جعفر طیار نہ آیا

سردار دتا حق توں مگر چین اجے تک
شبیر نوں یا احمدِ مختار نہ آیا

ٹل ٹل کے ہتھ کہندی سی صغراؑ کہ خدایا
کیوں یاد میرے ویر نوں اقرار نہ آیا
پردیس دی پیو آکھے مل جاندے دھیانوں
بابل گیا صغراؑ دا مڑ اک وار نہ آیا
دربار نثار آئی نہ حسین دی مسادر
یا کعبہ نبی پاک دا دربار نہ آیا

نوحہ

(نثار)

اج ویر پیاسیاں بھیاں دا چک مشک تے علم دیشان گیا
رہ کے آپ پیاسا نہراتے کر دنیاں نوں حیران گیا
ڈٹھا علم عباس دا جد ڈگدا میری ٹٹ گئی کمر شبیر کیا
بجھی پیاس نہ پیاسیاں بالاندی میرا مار یا ویر جوان گیا
عباس دے مرن دی خبر آئی کیا زینبؑ اج میں اجڑ گئی
میرا مر گیا ضامن پردے والے زینبؑ دا ٹٹ مان گیا
شاہ پانی منگیا اصغرؑ لئی لشکر دے پاسیوں تیر آیا
گل توڑ پیاسے اصغر دا حرمل دا تیر کمان گیا

تینوں بھیناں مہندی لائی نہ تیری ڈولی گھر وچ آئی نہ
ماں لاش اکبرؑ نے کہندی سی میرے دل وچ رہ ارمان گیا
کدی کھچیا شاہ پھل برچھی دا کدی لاش قاسم دی لے آیا
کدی قبر بنائی اصغر دی تیرے صبرتوں میں قربان گیا

نوحہ

عباسؑ تیرے بازو کم دین دے آگئے نے
چادر نہ بچی بھاویں اسلام بچا گئے نے
چوم دیر علم تیرا شبیر اے کیندا سی
تیری موت تے دکھ غازی میری کمر جھکا گئے نے
اک رات دی بنڑی اے سر کھول کے روندی اے
لٹ داج لیا سارا خیمہ او جلا گئے نے
تو سین سکینہ دا بن ماشکی آیا سئیں
تیرے باجو سکینہؑ دے در شمر نے لاتے نے
اسلام دے پرچم دا توں اصل محافظ ایں
تیرے بازو وی زینب دا سب مان مکا گئے نے

نوحہ

عباسؑ باوفا دا پرچم سدا رہوے گا
زہرا دے لال دا ماتم سدا رہوے گا

دھرتی اد کربلا دی جس ویلے خون روئی
زہراؑ دا لال جھڑیا انہونی ایسی ہوئی
آکھے علی دی جائی ناں ویرا دا رہوے گا

شبیر دے جگر نوں نیزے دے وچ پرویا
دربارِ مصطفیٰؐ چوں ایسا اعلان ہویا
دنیا تے نام اعلیٰ شبیر دا رہوے گا

عباس دی وفا تے نہر فرات روئی
سلطان ہے وفا دا ایسا نہ ہور کوئی
دے وے جے حکم مولا بند بانی نہ رہوے گا

شبیرؑ دا سی وعدہ نانے دے نال ایسا
بن سی اے دین اعلیٰ چا دے گا نانا جیسا
میں نہ رہیا جے نانا تیرا دین تے رہوے گا

میدانِ کربلا دا منظر عجیب ہویا
مقتل دے وچ مسلمان زہراؑ دا چین کھویا
قاتل ہے جو دی شاہ دا دنیا تے نہ رہوے گا

نوحہ

آجا ویرن غازیؑ ہائے دیس پرایا اے
سرننگے بازاراں وِچ اُمت نے پھرایا اے
سجاد کیویں بھُل سی بازار دی کہانی
اکھیاں چوں نیتو رُکدی ہائے خون دی روانی
نانا تیری اُمت نے ہائے ساکوں ستایا اے

منعا پتی ویکھدی اے ہائے ویر دیاں راہواں
ایہو غم مُکا گیا اے میں وچھڑی مرنہ جاواں
اکبر تیری جدائی مینوں مار مُکایا اے

میں تیرے باجوں ویرا ہائے قیدی ہوگئی آں
اِس نانے دی امت نے ہائے چادراں لُٹ لئی آں
دربارِ شرابی دے سرننگے بلایا اے

زِنداں وِچ سکینہؑ مشتاق رُو پکارے
بابا میں رُل گئی آں دے باداں دے سہارے
معصومہ دا ہائے لاشہ بیمار نے چایا اے

نوحہ

(ناصر)

تیروں کے مصلے پر وہ سجدۂ شکرانہ
شبیرؑ نے بتلایا اسلام پہ مرجانا

کچھ اسطرح لاش آئی اک رات کے بیاہے کی
افسوس کہ مادر نے بیٹے کو نہ پہچانا

سوچو تو مسلمانو یہ بات کوئی کم ہے
احمد کی نواسی کا دربار میں آجانا

یہ ماں کی وصیت تھی عباسؑ دلاور کو
جب دین پہ بن آئے تم دین پہ مرجانا

دنیا کو نہ بھولے گی عباس وفا تیری
تلوار نہیں کھینچی آقا کا کہا مانا

اک تیر علی اصغرؑ کی گردن پہ لگا آکر
معصوم کا ہنس دینا اور موت کا گھبرانا

برچھی علی اکبر کے سینے سے نکل آئی
دیکھا نہ گیا شاہ سے یوں دل کا نکل آنا

دربار میں فضہ نے لوگوں سے کہا رو کر
آئی نبیؐ زادی تعظیم میں جھک جانا

بھولے گا زمانے کو منظر نہ کبھی ناصر
معصوم کی میت کو شبیر کا دفنانا

میت علیؑ اصغرؑ کی ہاتھوں میں اٹھا بولے
اللہ تیرے آگے ہے شبیرؑ کا نذرانہ
تا حشر رُلائے گا مولیٰ کی تیاری پر
دُلدل کی رکابوں سے بیٹی کا لپٹ جانا
ناصر کا یہ دعویٰ ہے بنتا ہے حسینؑ ایسے
قرآن کے سانچے میں امامت کا ڈھل جانا

نوحہ

یہ بناتے لا الٰہ ہے دین ہے ایمان ہے
مارنے آئے ہو جسکو بولتا قرآن ہے

مل گیا رتبہ فرشتوں سے بلند اک رات میں
ہو گئے حُر بھی شہید کربلا کیا شان ہے

لاش کے ٹکڑے ملیں گے ٹوٹے سہرے کیطرح
ڈھونڈ لو شبیرؑ قاسم کی یہی پہچان ہے

لے کے آئیں گے چچا پانی سکینہؑ کے لئے
پیاس کی ماری سکینہؑ کو بڑا ہی مان ہے

خونِ اصغرؑ مل کے چہرے پر کہا شبیر نے
آخری پونجی بھی میری دین پر قربان ہے

چوم کر غازی کے شانے ابنِ حیدرؑ نے کہا
بھائی کہہ کر آ گلے لگ جا یہی ارمان ہے

لے کے خط دم توڑتے اکبرؑ نے قاصد سے کہا
خاک و خون لیجا میرے خط کا یہی عنوان ہے

نوحہ

زہرہ کا چاند تشنہ کھڑا ہے لبِ فرات
قربان تیری پیاس پہ یہ ساری کائنات

گو ظالموں نے ظلم کی حدیں اخیر کیں
تھی کتنی باضمیر یہ بیٹی شبیرؑ کی
ثابت قدم رہی ہے یہ زینب کے ساتھ ساتھ

اندھیر کر رہا ہے فضاؤں کا یہ سماں
خیامِ اہلبیت سے اٹھتا ہوا دھواں
بے وارثوں پہ آئی یہ کیسی ستم کی رات

آنکھوں میں پھر رہی ہے وصیت رسول کی
فاسق سے ہم کلام ہے بیٹی بتول کی
رنج و الم میں ڈوبی ہے زینب کی بات بات

نوشاہ اس عزم پہ قربان ہو گئے
قاتل بھی کانپتے ہوئے حیران ہو گئے
کتنی ستم رسیدہ ہے قاسم تیری برات

نوحہ

(ناصر)

شبیرؑ اگر تیری عزاداری نہ ہوتی
پھر دشمنِ اسلام سے بیزاری نہ ہوتی

دنیا میں حکومت کا نشان کوئی نہ ہوتا
گر خونِ علیؑ تیری وفاداری نہ ہوتی

بے گور و کفن لاشہ نہ شبیرؑ کا رہتا
زینب کی اگر شام کو تیاری نہ ہوتی

مل جاتی اگر زہرا کو بابا کی وراثت
پھر ثانیِ زہراؑ کی گرفتاری نہ ہوتی

بے داغ سدا رہتا ہے اسلام کا دامن
زینب پہ اگر شام میں سنگ باری نہ ہوتی

نہ دینِ خدا رہتا نہ قرآن نہ کلمہ
گر بنتِ علی آپ کی ایثاری نہ ہوتی

حاسد کبھی اقرار غلامی کا نہ کرتا
گر خلد میں حسنین کی سرداری نہ ہوتی

ناصر نہ ردا لٹتی اگر بنت علیؑ کی
خون روتے کی عابد کو بیماری نہ ہوتی

نوحہ

نثار

فریاد محمد صلی اللہ سر ننگے زہرا جائیاں نے
گھر آخری سڑدا فاطمہؑ دا انکھیں ویکھیاں موت ستائیاں نے

خالی گھوڑا شاہ دا آیا اے
پگ پاک رسول دی لایا اے
گھیرا پٹن والیاں پایا اے
بے وارث رج کر لائیاں نے

اودا وارث کوئی آیا نئیں
اودا پاسا کسے پرتایا نئیں
اودا لاشہ کسے نے چایا نئیں
جنے سب دیاں لاشاں چائیاں نے

دو تریاں شاہ لولاک دیاں
آیات کلام پاک دیاں
پاک سرتے چدراں خاک دیاں
نانے دیاں رہن دہائیاں نے

کوفے آ کھے سکینہ جاواں میں
پتہ مسلمؑ دا جے پاواں میں
اونوں رو رو حال سناواں میں
مینوں شمر چپیڑاں لائیاں نے

لیا رد ضے رسول تے گھیرا پا
کیاں بیبیاں نانا واویلا
اساں چدراں وتیاں راہِ خدا
جاناں دتیاں ساڈے ساتیاں نے

آ کھے صغرا یتیمی پتی ماں اے
کانوں تتیڑی نہ مرگئی ماں اے
میرے دل دیاں دل وچ رہی ماں اے
میرے ویر نہ مہندیاں لائیاں نے

روندی شامِ غریباں آ گئی اے
کالی بن کے چادر چھا گئی اے
پہرہ دین والی گھبرا گئی اے
شاہ نجف نے دیراں لائیاں نے

نوحہ

تیروں کی زبانوں پہ لہو کس کا لگا ہے
یہ کون ہے نیزے پہ چڑھا بول رہا ہے
جلتے ہوئے خیموں سے صدا آتی ہے اصغرؑ
کوئی تیرے جھولے میں تجھے ڈھونڈ رہا ہے
سینے سے لپٹے ہوئے کہتی تھی سکینہؑ
بابا علی اصغرؑ بھی مجھے چھوڑ گیا ہے
شبیرؑ اٹھا سکتے نہیں لاشۂ اکبرؑ
عباسؑ تیرا بازو کہاں جا کے گرا ہے
شاید اسی ماتم میں کہیں آب نہ پادؑ
سجادؑ کی آنکھوں کا ابھی زخم ہرا ہے
پڑ جائیں دراڑیں نہ کہیں چرخِ کہن میں
اکبرؑ کا بدن ریت کے سینے پہ گرا ہے

نوحہ

سبحان رب العلیٰ و بحمدہٖ
زیرِ خنجر یہ صدا تھی مولائے شبیرؑ کی
سینۂ یاسین پر شمرِ ظالم ہے چڑھا
تیر و تیغ و برچھیوں میں مظلوم آقا ہے گھرا
کند خنجر اور گردنِ شاہ دینِ شبیرؑ کی
کر دیا پامال لاشہ وارثِ کونین کا
آ گئے پھر خیمہ گاہ میں اور لوٹی ہے ردا
آلِ احمد کی مسلمانوں نے یہ توقیر کی
ہوش کر لو اے علی عابدؑ سارے خیمے جل چکے
بھائی بھتیجے میرے ہائے اک دن میں سارے مر چکے
ایک تو ہی ہے نشانی ماں جائے شبیرؑ کی
چادریں ہوتیں اگر تجھکو کفن پہناتی میں
نانا کے روضے میں بھائی قبر تیری بنواتی میں
پوری یہ ہو سکی نہ حسرت تیری ہمشیر کی

نوحہ

(اختر)

نیزے پر چڑھ کر شاہ نے قرآن سنا دیا
اسلام کی بقا کے لئے گھر لٹا دیا

تعظیم جس کی کرتے رہے فخرِ انبیاء
دروازہ اس بتول پہ کس نے گرا دیا

کتنی عظیم ہستی ہے یہ فاطمہ کا لال
حُر کا نصیب ایک ہی پل میں جگا دیا

حق مانگنے بتول جو دربار میں گئی
تاریخ پڑھ کے دیکھ لو امت نے کیا دیا

خازمؑ گرے جو زین سے کہنے لگے حسینؑ
عباسؑ تو نے میری کمر کو جھکا دیا

سرورؑ کا گھر اجاڑنے والے سے پوچھ لو
احمدؐ کو کس احسان کا تم نے صلہ دیا

فرما رہی تھی شامیوں کو ثانیٔ بتولؑ
خیموں میں کیا بچا تھا جو تم نے جلا دیا

اختر یہ کہہ رہا ہے مسلمان دے جواب
زہراؑ کا احترام کیوں تو نے بھلا دیا

نوحہ

(نجفی)

حسین ظلمتوں میں گوہرِ تابندہ ہے
کہ جس کے ہونے سے انسانیت پائندہ ہے

سوارِ دوشِ رسالتؐ کے سر نے نیزہ پر
قرآن سنا کے دکھایا شہید زندہ نے

نہ پہنچا پانی نہ لاشہ بھی جائے خیموں میں
کنیز زادہ تیری بیٹی سے شرمندہ ہے

ستارے ماند ہیں ماتم فضائیں کرتی ہیں
غمِ حسینؑ میں مغموم ہر پرندہ ہے

اداس روضہ نبیؐ روتا ہے دلِ صغریٰ کا
شہید تیری شبیہہ ہوگی کہ زندہ ہے

جو سر برہنہ نظر آئی غازی کو زینبؑ
یہ سر نے گر کے بتایا شہید زندہ ہے

نہ ترس بچوں پہ نہ پاس کلمہ والوں کا
سیاہِ شمر میں نجفی ہر اک درندہ ہے

نوحہ

ہم کیوں نہ کریں ماتم شاہِ زمن تیرا
سُنتے ہیں رہا لاشہ بے گور و کفن تیرا
سر پیٹتی خیمے سے گھبرا کر نکل آئی
نیزے پہ چڑھا دیکھا جو سر کو بہن تیرا

اے شاہ کس قدر ہے دل سوز تیرا افسانہ
تیرا کنبہ بیابان میں آوارہ وطن تیرا
دیواروں سے سر کوبیکر ٹکرا کے نہ مر جائے
گھوڑوں سے گیا روندا ہر عضو ہے بدن تیرا

زنجیروں سے اے شاہ ہم کیوں نہ کریں ماتم
تیغوں سے ہوا زخمی مبارک بدن تیرا

نوحہ

خونِ شبیرؑ بہایا ہے مسلمانوں نے
پاک زہراؑ کو ستایا ہے مسلمانوں نے

جو سقیفہ میں بنی تھی ہے یہ تدبیر وہی
بابِ زہراؑ پہ لگی جو ہے یہ تحریر وہی
لائے خیموں کو جلایا ہے مسلمانوں نے

کلمہ گو تیری وفاؤں کا ہیں چرچا کرتے
اس لئے روتے عزادار ہیں ماتم کرتے
لائے یتیموں کو رُلایا ہے مسلمانوں نے

دیا معصوم کو پانی کس زبان سے میں کہوں
پیٹ کر سر کو کہا زینبؑ و کلثوم نے یوں
لائے تیروں سے پلایا ہے مسلمانوں نے

آلِ احمد پہ بھلا کس نے ستم ڈھایا ہے
لالِ سجاد کی آنکھوں نے یہ بتلایا ہے
لائے بازاروں میں پھرایا ہے مسلمانوں نے

نوحہ

خونِ حسینؑ چادرِ زینبؑ کی داستان
کانپی زمین سن کے جسے روئے آسمان
یا مصطفےٰ ردائیں بھی امت نے چھین لیں
اب جا کے سر چھپائیں تیری بیٹیاں کہاں

زینبؑ کے بازوؤں میں رسن کیا اندھیر ہے
عباسؑ باوفا علی اکبرؑ جواں کہاں

زہراؑ کے لاڈلے کے گلے پر چھری چلی
زینب کے بازوؤں میں بندھی رسیاں کہاں

وحشت سے قتل گاہ میں چونکے گا رات بھر
اصغرؑ کو جنگلوں میں پکارے گی ماں کہاں

بعد حسینؑ سوتی سکینہ نہ چین سے
بھولے گی لہرئے شمر کی وہ جھڑکیاں کہاں

نوحہ

(شستی)

واپس حسینؑ کرب و بلا سے نہ آ سکے
سر کو کٹا کے دینِ نبیؐ کا بچا سکے

شمرِ لعین نے پھیر دی گردن پہ یوں چھری
سجدے سے سر حسینؑ نہ اپنا اٹھا سکے

زینبؑ نہ روئی عونؑ و محمدؑ کی لاش پر
ایسی بہن کہاں کہ بھرا گھر لٹا سکے

ٹکڑے بکھر گئے تھے تنِ پاش پاش کے
قاسمؑ کی لاش اس لئے گھر میں نہ لا سکے

اصغرؑ کی موت کی نہ خبر ہو رباب کو
کچھ دیر ماں خیال میں جھولا جھلا سکے

اصغرؑ کا حال پوچھا جو شہ سے رباب نے
تھی داستان طویل فقط سر جھکا سکے

وہ حرملا کے تیر کی تیزی کہ اللہ اللہ
اصغرؑ کی تابِ ضبط کہ پھر مسکرا سکے

کر لو کہ آخری ہے زیارت رسولؐ کی
شاید کہ لوٹ کر علی اکبرؑ نہ آ سکے

قاصد نہ چھیڑ بات بہن کے پیام کی
اکبر کہاں ہے جو اسے صغرا بلا سکے

اے دردِ دل سنبھل کہ جوانی کی موت ہے
اے ضبطِ باپ بیٹے کی میت اٹھا سکے

کچھ مصلحت ضرور تھی ورنہ خیام تک
عباسؑ اور فرات سے پانی نہ لا سکے

سر ننگے شہرِ شام میں وہ شہزادیاں
یہ اذن جن کے گھر میں فرشتے نہ آ سکے

کوفے کا ظلم بڑھ گیا زندانِ شام سے
اتنا تو تھا کہ بنتِ علیؑ سر جھکا سکے

شمسیؔ سوا حسین کے دورِ یزید میں
کوئی نہ تھا کہ دین کی بگڑی بنا سکے

نوحہ

اسلام کے محسن کا ماتم ہے بپا لوگو
مارا گیا غربت میں بے جرم و خطا لوگو

دشتِ بلا میں جس کا گھر بار لٹ گیا ہے
سچ سچ بتاؤ مجھکو یہ کون بے نوا ہے
بے گور و کفن کس کا لاشہ ہے پڑا لوگو

یہ کس کا قبیلہ ہے کس گود کے پالے ہیں
دیکھو تو سہی اِن کو انداز نرالے ہیں
تم تیر چلاتے ہو دیتے ہیں دُعا لوگو

تطہیر کے پردے سے ہم کیسے نکل آئیں
سجاد اگر کہہ دو اس آگ میں جل جائیں
جلتے ہوئے خیموں سے آتی ہے صدا لوگو

لختِ دلِ زہراؑ کو احمد کے نواسے کو
پردیسی مسافر کو سہ روز کے پیاسے کو
کس جرم کی تم آخر دیتے ہو سزا لوگو

قرآن کے حافظ تھے جو تیر چلاتے تھے
قرآن کے وارث تھے جو زخم اٹھاتے تھے
قرآن کا نوحہ ہے یہ کرب و بلا لوگو

احمد کی ہو تم امت یہ اس کا نواسہ ہے
کچھ شرم کرو تم کئی روز کا پیاسا ہے
خیموں میں سے فضہؔ کی آتی ہے صدا لوگو

نوحہ

شہید کربلا بابا غریب و بے وطن بابا
ہزار افسوس تم مارے گئے تشنہ دہن بابا
اگر ہمراہ میں ہوتی تمہاری لاش پر روتی
گدائی کر کے پہناتی تمہیں دو گز کفن بابا
تمہیں تیغوں سے کٹوایا حسنؑ کو زہر پلوایا
مٹایا رفتہ رفتہ یوں نشان پنجتن بابا
مدینہ آپ سے چھوٹا ہے کعبہ چھوٹا گھر چھوٹا
بنایا کربلا میں آپ نے اپنا وطن بابا
علی اکبرؑ کو روؤں میں علی اصغرؑ کو روؤں میں
ملایا خاک میں تقدیر نے سارا چمن بابا
مریض بستر پدر مشکل کشا کا جو کہ پوتا تھا
انہی کے ہاتھوں میں باندھی لعینوں نے رسن بابا

نوحہ

(اعجاز)

سر پر شہِ والا کے تلواروں کا سایہ ہے
اب آخری سجدے میں زہرا تیرا جایا ہے

اے ابنِ علی تو نے ان کانپتے ہاتھوں سے
خود بیٹے کے لاشے کو کس طرح اٹھایا ہے

کر ڈالا مسلمانو پامال شریعت کو
قتلِ شہِ والا پر کیوں جشن منایا ہے

اے موت ذرا تھم جا قاسمؑ پہ ترس کھالے
ارمانوں سے مادر نے بیٹے کو سجایا ہے

کس شان کا وہ سر ہے جس سر نے قتل ہو کر
نیزے کی بلندی پر قرآن سنایا ہے

کیا مادرِ اصغر پر گزری تھی خدا جانے
بے شیر پہ ظالم نے جب تیر چلایا ہے

بازار میں زینبؑ کے خطبوں کو ذرا دیکھو
ہر لفظ کو قرآن کی تفسیر بنایا ہے

عباس کی بالیں پر شبیر تڑپتے ہیں
بھائی کی جدائی نے بھائی کو رلایا ہے

تھی بیڑیاں ہی کافی بیمار کے پیروں میں
سجاد کی گردن میں کیوں طوق پہنایا ہے

مادر کا جنازہ تو اٹھا تھا اندھیرے میں
بیٹی کو برہنہ سر بلوے میں پھرایا ہے

شبیرؑ کی وصیت کو پورا کیا بیٹے نے
سر قاسمؑ مضطر نے کربل میں کٹایا ہے

زینبؑ نے رکھا پردہ احکامِ شریعت کا
چادر جو چھنی منہ کو بالوں سے چھپایا ہے

یہ خواب جو دیکھا ہے صغرا نے تو روتی ہے
سینہ علی اکبر کا زخمی نظر آیا ہے

یہ کام کیا زینبؑ بھائی کے لئے تو نے
سر عونؑ و محمدؑ کا قربان کرایا ہے

کیوں نیند نہیں آتی زنداں میں سکینہ کو
بابا نے تو مقتل میں سینے پہ سلایا ہے

اعجاز شہیدوں نے پایا نہ کفن تک بھی
لاشوں پہ لعینوں نے گھوڑوں کو دوڑایا ہے

نوحہ

(نثار)

دشتِ ویران میں شبیرؑ جو مہمان ہوتے
قتلِ مظلوم پہ آمادہ مسلمان ہوتے

حلقہ تجھ سے گلا ہم کو فقط ہے اتنا
شہید پیاسے ہیں سارے ترے مہمان ہوتے

کٹ گئے بازو ہیں عباسؑ کے دونوں رن میں
لو سکینہ وہ تیری پیاس پہ قربان ہوتے

اک طرف عون و محمد کے پڑے ہیں لاشے
اور قاسم ہیں پڑے خون میں غلطاں ہوتے

کھیلتا دیکھا نہ اصغر کو بھرے آنگن میں
صغریٰؑ کہتی تھی نہ پورے میرے ارمان ہوتے

آرزو تھی میں بناتی تمہیں دولہا اکبرؑ
وقت سے پہلے تری موت کے سامان ہوتے

صغریٰ کہتی تھی کوئی جا کے یہ بابا سے کہے
چند گھڑیوں کے میرے سانس ہیں مہمان ہوتے

چلے حسینؑ جو خیمے سے جانبِ مقتل
رکاب پکڑی جو زینبؑ نے تو حیران ہوتے

دل لیٹین پہ چلایا کہ جو کہ خنجر
کیا وہ قاری تھے تو کیا حافظِ قرآن ہوتے

بن گئی خاک تری خاکِ شفا کرب و بلا
خون شبیر کے ہیں تجھ پہ یہ احسان ہوتے

دھول اٹھتی تھی جہاں اسکو بنایا جنت
گھر تھے آباد جو سادات کے ویران ہوتے

خاک ہے سر میں مرے اور میرا دامن بھی جلا
چھین لیں بالیاں زخمی بھی میرے کان ہوتے

چادریں لٹ گئیں گھر جل گئے وارث نہ رہے
آ کے پردیس میں یوں بے سر و سامان ہوتے

میرے بھائی میرے بیٹے میرے اصحاب سبھی
ایک اک کر کے تیرے نام پہ قربان ہوتے

شارؔ عمر تو بیتی ہے بت پرستی میں
آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہوتے

نوحہ

(ناصرؔ)

مقتل چلے شبیر کر باندھ کے گھر سے
سر پیٹ لے زینب کہ ردا چھنتی ہے سر سے
رُک جاؤ ابھی شمر نہ کاٹو سرِ شبیرؑ
ہٹ جائے سکینہ تو ذرا خیمے کے در سے

شبیرؑ نے ظالم سے کہا اتنا بتا دے
اصغر کی خطا کیا ہے جو پانی کو بھی ترسے
زینبؑ کہے قاسم تیرے صدقے میں واری
کیسے میں بچا لوں تجھے ظالم کی نظر سے

میں کیسے پیوں پانی کہے رو کے سکینہؑ
پیاسا علی اصغرؑ ہے میرا عین سحر سے
اک آس ہے صغرا کو جو مرنے نہیں دیتی
شاید کوئی بچ جائے تو لوٹ آئے سفر سے

رو رو کے کہے لاشہ اکبر پہ یہ قاصد
خط لکھا ہے صغراؑ نے تجھے خونِ جگر سے

نوحہ

حسین ابنِ علیؑ کا نزول ایسا ہے
کٹا کے سر کو بتایا اصول ایسا ہے

نمازِ شاہ جو دیکھی تو انبیاء نے کہا
خدا کے سامنے سجدہ قبول ایسا ہے

یہ اس نبیؐ کا نواسہ ہے جس کی عظمت پہ
سلام کہتے ہیں پیغمبر رسولؐ ایسا ہے

پسر کے سینے سے برچھی نکالے صبر کرے
امام دنیا میں جگرِ بتول ایسا ہے

حسینیتؑ نہ مٹے گی کبھی زمانے میں
تیرا خیال مسلمان فضول ایسا ہے

کبھی مہک نہ ختم ہو جہاں میں بنتِ رسول
تیرے ویران چمن کا یہ پھول ایسا ہے

سلام لکھتا ہے افلاک بارگاہِ شاہ
میری نماز کا حسبِ معمول ایسا ہے

اصغر تیری مادر کو میں کیا جا کے بتاؤں
شہ نے یہ لپٹ کر کہا ننھی سی قبر سے

ہیں خاک بسر احمد و حیدر سرِ مقتل
زہراؑ بھی ہے سرداری شبیر کے سر سے

تو روک لے ہاتھوں کو کمان کھینچ نہ حرمل
مانوس نہ اصغر ہے ابھی تیر و تبر سے

عریاں سر زینبؑ ہے کہیں دور چلے جاؤ
خوں رو کے یہ عابد نے کہا شمس و قمر سے

عباس نے شبیر سے وعدہ تھا نبھانا
ورنہ کوئی بچتا کہاں حیدر کے پسر سے

صغرا نے کہا خیر ہو اکبر کی خدایا
دل میں میرے اک ٹیس سی اٹھتی ہے جگر سے

سر پیٹ کے زینب کہے آجا میرے شبیر
مر جاتے نہ زنداں میں سکینہ کہیں ڈر سے

پرسہ تیرے شبیر کو ہے فاطمہ زہراؑ
کچھ حرف جو ناصرؔ نے لکھے دیدۂ تر سے

نوحہ

دن عاشور کا گزرا کیسے یہ مظلوم شبیر سے پوچھو
کون ہے قابل سبطِ نبیؐ کا یہ دکھیا ہمشیر سے پوچھو

جلتے خیمے بال پیا سے شمر کے ڈر سے کانپ رہے تھے
گزری کیسے شامِ غریباں یہ زینبؑ دلگیر سے پوچھو

کسکو خبر تھی اک دن زینب قیدی بن کے آئیگی کوفے
سر ننگے بازار گئی کیوں زینبؑ کی تقدیر سے پوچھو

وزنی طوق پہن کر کیسے کربل سے وہ شام گیا ہے
کتنے دکھ بیمار نے دیکھے عابد کی زنجیر سے پوچھو

کربل کے مظلوم دکھا گئے مرنے کے انداز نرالے
دینِ اسلام کی خاطر مرنا تم اصغرؑ بے شیر سے پوچھو

خشک لبوں کو جنبش دیکر اصغرؑ پانی مانگ رہا تھا
چپ کیوں ہو گیا تڑپ کے اصغر حرمل کے تیر سے پوچھو

آلِ عبا کو لے آیا ہے بازاروں میں شمر کمینہ
پتھروں کے نذرانے ملے ہیں غازی کی ہمشیر سے پوچھو

زینبؑ اور کلثومؑ کی عظمت دنیا کو معلوم نہیں ہے
پاک رسولِ خدا سے پوچھو یا آیتِ تطہیر سے پوچھو

بندگی کی معراج بنا کر پیر حسینؑ کا آخری سجدہ
ذکرِ خدا آخری دم تک قاتل کی شمشیر سے پوچھو
سرخ مٹی کو دیکھ کے مغرا گر گئی چکرا کے غش سے
اکبر سے ہے ملنے کی حسرت کبریٰ کی تحریر سے پوچھو

نوحہ

تیر ہیں شبیر پیاسے کے بدن میں جا بجا
خم کمر میں آچکا ہے اور دم اکھڑا ہوا
پی کے آنسو اور کڑا دل کر کے چنتے ہیں حسینؑ
ریت پر باغِ حسن کا پھول ہے بکھرا ہوا
پھیرتے ہیں ریت کی ڈھیری پر مولا ہاتھ یوں
آخری بیٹے کو گویا پیار ہے یہ باپ کا
آن کر اصغر پہ پوری ہو گئی فوج حسینؑ
ہو گئے شبیر بے کس کوئی نہ باقی رہا
کیوں خدایا چومتے ہیں بازوئے زینب حسین
چومتی ہیں کس طرح زینب برادر کا گلا
شاہ سجدے میں گرے ہیں غیرتِ ابنِ علی
تو خبر لینا کہ زینب آنہ جائے بے ردا
فاطمہ کا گھر جلانے کو مسلمان آگئے
نہ رہا پاسِ نبیؐ اور اٹھ گیا خوفِ خدا

نوحہ

کٹ گئی گردن شہِ مظلوم کی شمشیر سے
بے ردا زینب پھری ہو کر جُدا شبیر سے
ایک ہچکی بھی نہ لی اصغر نے شاہ کی گود میں
یوں قضا لپٹی ہوئی تھی حرملا کے تیر سے
پاس گہوارے کے گم سُم بیٹھی ہے اُمِ رباب
جل رہا ہے دل بچھڑ کر اصغرِ بے شیر سے
کہتی تھی ماں آؤ اصغر رات ہو گئی
تم تو غربت میں نہ روٹھو مادرِ دلگیر سے
خط میں صغرا نے لکھا اکبر بہت بیمار ہُوں
زندگی میں کیا نہ ملنے آؤ گے ہمشیر سے
کہتے تھے شاہ جیتے جی اکبر نہ قاصد سے ملا
موت پہلے آ گئی صغرا تیری تحریر سے
وقتِ رخصت خیمہ گاہ میں تھا جنازے کا سماں
اس طرح لپٹی ہوئی تھیں بیبیاں شبیر سے
لے گئے اس معصوم بچی کا گلہ ریتی میں تھا
ایک پل کو جو نہ ہوتی تھی جدا شبیرؑ سے

کس کو دیں آواز عباسؑ دلاور بھی نہیں
لاشۂ فرزندِ جواں اٹھتی نہیں شبیرؑ سے

ڈھانپ کر بالوں سے چہرہ دی صدا عباسؑ کو
شمر نے چھینی ردا جب زینبؑ دلگیر سے

نوحہ

(نثار)

چل دیئے شبیر یارب سر جھکانے کیلئے
کون اب ہے چادرِ زینبؑ بچانے کیلئے
حشر تک ڈیوڑھی پہ ماں کرتی رہے گی انتظار
بھیج کر بے شیر کو پانی پلانے کے لئے
لاش اصغر گور میں ہے اور لاشوں پر نظر
شاہ کہے آواز دیں تربت بنانے کے لئے
قبرِ اصغر خود بنالی فاطمہ کے لال نے
گود میں جھولے کے عادی کو جھلانے کے لئے
مل گئے حیدرؑ کا دل، ضبطِ حسنؑ، صبرِ حسینؑ
گردنِ اصغر سے پیکاں کھینچ لانے کے لئے

چوم کر بازو کہا شبیر نے ہم تو چلے
تم رہو تیار زینب شام جانے کے لئے
آ کے یا عباس دیکھیں بے کسی شبیر کی
آئیں زینب دین پر شاہ کو بٹھانے کے لئے

جن کی آمد سے بنا بیت خانۂ خانۂ خدا
رہ گئی اولاد ان کی قید جانے کے لئے
کیوں رہیں ظلمت میں ہم جبکہ نثار اپنے حسین
نور کا مینار ہیں سارے زمانے کے لئے

نوحہ

ہائے شبیر کو مہمان نہ بنایا ہوتا
ہائے زہرا کا کلیجہ نہ دکھایا ہوتا
شاہ پہ آتا نہ بڑھاپا نہ کمر خم ہوتی
علی اکبر کا جو لاشہ نہ اٹھایا ہوتا

حرملا یہ تو بتا کیا تیرا نقصان ہوتا
پانی بے شیر کو تو نے جو پلایا ہوتا
بنتِ زہرا تیری چادر کو نہ لٹتا کوئی
سر پہ عباس علمدار کا سایہ ہوتا

بے حال ہے سکینہ صدمے سے مر نہ جائے
در چھین کر تمانچے ظالم لگا رہے ہیں
عباس تم سنبھالو کڑیل جواں کا لاشہ
اٹھتا نہیں ہے شاہ سے لیکن اٹھا رہے ہیں

نوحہ

(گلزار)

آئے شبیر بیابان کو بسانے کیلئے
دین کی راہ میں بھرے گھر کو لٹانے کیلئے
اپنے گلشن سے چُنے پھول بہتّر شاہِ دیں
کربلا دیکھ تیری گود سجانے کیلئے
علی اصغر نے مسلمانوں سے مانگا پانی
ہائے اک تیر ملا پیاس بجھانے کیلئے
شاہ دیں اصغر و قاسم کو نچھاور کر کے
علی اکبر کی چلے لاش اٹھانے کیلئے
حاکمِ شام کو للکار کر بولے عباسؑ
میرے بازو ہیں تیرا نقش مٹانے کیلئے

جس کی عظمت کے کرے پورے تقاضے سورج
سر برہنہ اسے بازار نہ لایا ہوتا
اے مسلمان تیری بخشش کی وہ ضامن ہوتی
کاش تو نے دلِ زہرا نہ دُکھایا ہوتا

نوحہ

شبیر سر کٹانے کو مقتل کو جا رہے ہیں
زینت کو مرنے والے سب یاد آ رہے ہیں
سجاد کو کسی نے آکر دیا نہ پرسا
تنہا زمین پہ بیٹھے آنسو بہا رہے ہیں
چادر لٹا کے زینب دریا کو دیکھتی ہے
شاید کوئی یہ کہہ دے عباس آ رہے ہیں
جنگل کو دوڑتی ہے اٹھ اٹھ کے ماں یہ کہہ کر
زینبؑ مجھے نہ روکو اصغر بلا رہے ہیں
دریا پہ کوئی جا کر اصغر کو جگا دے
سیدانیوں کو ظالم قیدی بنا رہے ہیں
وارث تو مر گئے ہیں زینبؑ کسے پکارے
پھر فاطمہؑ کے گھر کو دشمن جلا رہے ہیں

نوحہ

(ناصرؔ)

حکم قرآں آیا ہے قائم نماز کر
تکمیل کی حسین نے جلتی زمین پر
قائم کیا نماز کو کیسے حسین نے
جس کی گواہی دیتا رہا خنجرِ شمر
چھوڑ دو کلیم نور کو دیکھو حسین کو
اللہ سے ہم کلام ہے نیزے کی نوک پر
بہتے ہوئے فرات سے تشنہ دہن رہا
ماہِ رباب تجھ سے شرمندہ ہے پدر
زینب نے بال کھول کے خالق سے کی دعا
دین کی بقا میں میری اسیری قبول کر
عابد کو خون رونے کا اک روگ لگ گیا
جس کی بنا ہے بنتِ علی کا برہنہ سر
ناصر رسول زادی جو دربار میں گئی
لرزہ بجف رسول کی ہلتی رہی قبر

کشتیِ دینِ محمدؐ پہ جو طوفان آیا
آگئے موقع پہ شبیر بچانے کیلئے

چاند زہراؑ کا چلا بخشش امت کیلئے
کند خنجر کے تلے سر کو کٹانے کیلئے

بنتِ زہراؑ تیرے پردے کی خدا خیر کرے
کلمہ گو آتے ہیں خیام جلانے کیلئے

مر گئی قید میں معصوم سکینہ لیکن!
اِک بیمار ہیں میت کو اٹھانے کیلئے

ڈالی گلزار نے جب حال سقیفہ پہ نظر
سارا منظر تھا یہ زہراؑ کو رُلانے کیلئے

نوحہ

(اختر)

داستانِ غمِ شبیر کہی جاتی ہے
جو بھی آواز ہے فریاد بنی جاتی ہے

قافلہ گزر گیا شام کی راہوں میں مگر
اب بھی زنجیروں کی جھنکار سُنی جاتی ہے

منتظر کب سے سکینہ ہے درِ خیمہ پر
اے علمدار بہت دیر ہوئی جاتی ہے

نوکِ نیزہ پہ ہے قرآن کی تلاوت جاری
یوں کہانی بھی اسیروں کی کہی جاتی ہے

ٹوٹ جاتے نہ تیری آس خدا خیر کرے
بنتِ زہرا شبِ عاشور ڈھلی جاتی ہے

اک اشارہ ہے پیمبر کا جنازہ اختر
بات کہنے کی جو ہوتی ہے کہی جاتی ہے

نوحہ

(اختر)

بدلی میں گھرا ہے اسلام کا تارا
زینب کا جہاں میں ٹوٹا ہے سہارا
شاہ کہتے تھے حُر کو اک رات کا مہمان
افسوس لعینوں نے مہمان کو مارا

محتاج جنازہ سرکارِ دو عالم
یاروں نے نبیؐ کے منبر کو سنوارا
اکبر تھے نہ اصغر عباس نہ قاسم
مولا تجھے مقتل میں کس نے ہے اتارا

آتی تھیں صدائیں یہ باغِ فدک سے
ایماں کا سودا دولت کا جنازہ
عباس سدھارے چلّائی سکینہ
زنداں میں ہوگا اب کون ہمارا

جس آگ نے اختر قرآن کو جلایا
کربلا میں اس کا پھیلا ہے شرارہ

نوحہ

(نجفی)

دی دین نے صدائیں شبیر ذرا آنا
میں بدلا جا رہا ہوں للہ مجھے بچانا
شاید کہ یاد آئے ان کو نبی کی عظمت
ہمشکلِ مصطفےٰ کو بھی ساتھ لیتے آنا
بے شیر اور پیاسا معصوم دینا ہوگا
زندہ مجھے کرے گا اصغر کا تیر کھانا
یہ مجھ سے پوچھتے ہیں ذبحِ عظیم کیا ہے
قاسم کے ٹکڑے لیکر دولہا ذرا بنانا
تیرے عَلم کے صدقے پرچم لگے ہوئے ہیں
تا حشر ہم نہ بھولیں بازو تیرے کٹانا
نجفی تیرے مولا تو ایسے نوازتے ہیں
شبیر کا زانو تھا بنا خون کا سرہانہ

نوحہ

اے حسین ابنِ علی حق کو بچاتے دیکھا
جس نے دیکھا تمہیں قرآن سناتے دیکھا
ماں تصور میں نہ بھولے گی علی اصغر کو
قید خانے میں بھی جھولے کو جھلاتے دیکھا

ہیبتِ شیرِ الٰہی تھی عیاں چہرے سے
فوج بھاگی جو تہی عباس کو آتے دیکھا
آپ کا غم بھی عجب غم ہے حسین ابنِ علی
اک آنسو میں سمندر کو سموتے دیکھا

بڑھ کے موجوں نے لبِ نہر قدم چوم لئے
مشک پیاسوں کی جو عباس کو لاتے دیکھا
آ گئی دل کو سنبھالے ہوئے ماں در کے قریب
خون میں ڈوب کے اصغر کو جو آتے دیکھا

نوحہ
(شمسی)

ہو کے مہمان محمدؐ کا نواسہ آیا
دشتِ خونخوار میں لختِ دلِ زہرا آیا

شاہ نے کھینچ تو لی سینۂ اکبر سے سناں
ساتھ لپٹا ہوا برچھی سے کلیجہ آیا

جو کہ گزری علی اصغر پہ وہ روداد نہ پوچھو
ہائے پیاسا لبِ دریا سے بھی پیاسا آیا

خون میں ڈوبی ہوئی اکبر کی جوانی دیکھی
ہائے آیا بھی تو کب قاصدِ صغرا آیا

قید خانے میں صدا گریہ و زاری کی ہے
طوقِ زنجیر کو سجاد پہ رونا آیا

کوفیو شرم سے آنکھوں کو جھکائے رکھنا
ننگے سر حیدرِ کرار کا گنبد آیا

ہائے اُس بچی کی مایوس نگاہیں شمسی
لوٹ کر جس کا چچا اور نہ بابا آیا

نوحہ

(یوسف)

دشتِ خونخوار میں سر شاہ کٹانے آئے
بنتِ زہرا تیری غربت کے زمانے آئے

بے کسی باپ کی بے شیر سے دیکھی نہ گئی
ماں کی آغوش سے پانی کے بہانے آئے

رو کے شاہ کہتے تھے اکبر میرا کوئی نہ رہا
دو صدا باپ کہاں لاش اٹھانے آئے

وارثِ لاشۂ شبیر نہ آیا کوئی!
لوگ ہر لاش پہ حق اپنا جتانے آئے

رو کے کہتی تھی سکینہ کہ چچا آتے نہ تم
اب تو آجاؤ کہ گھر لوگ جلانے آئے

ڈھل چکی شام یتیمی کی سکینہ سے کہو
اب کہاں بابا جو سینے پہ سلانے آئے

رات گہری ہوتی جاتی ہے صدا دو اصغر
ماں کہاں آگ کلیجے کی بجھانے آئے

حشر برپا ہوا خیموں میں علمدار اٹھو
سر کھلے کیسے بہن تم کو بلانے آئے

رسم دنیا ہے مسلمانو ذرا ساتھ چلو
شاہ اصغر کیلئے قبر بنانے آئے

چھین لی شمر نے احمد کی نواسی کی ردا
کون عباس کو دریا پہ بتانے آئے

وقتِ آخر کہا اکبر نے تڑپ کر بابا
ہم کو وعدے نہیں اصغر کے نبھانے آئے

منزل کرب و بلا دیکھ کے رویا قاصد
کس کو اصغر کا وہ پیغام سنانے آئے

ہوش سجاد کو غش سے نہیں آتا ورنہ
شمر اور ہاتھ سکینہ پہ اٹھانے آئے

رو دیئے جون نہ رہے عونؑ و محمدؑ و قاسم
تم بھی عباس مجھے چھوڑ کے جانے آئے

شب کے سناٹے میں بکھرے ہوئے لاشے یوسف
آہ! وہ لوگ جو اسلام بچانے آئے

نوحہ

(اثر)

کٹتا ہے گلا رن میں فرزند پیمبر کا
اب کون محافظ ہے زینب تیری چادر کا

منہ ڈھانپے ہوئے مادر بے شیر کو روتی ہے
یاد آتا ہے جھولے سے گرنا علی اصغر کا

شبیر یہ کہتے تھے عباس کہاں ہو تم
ہم سے نہیں اٹھتا ہے لاشہ علی اکبر کا

شاہ لاشۂ قاسم کے ٹکڑے تو اٹھا لائے
سر کھول کے بہنوں نے ماتم کیا شبر کا

شاید کسی ظالم نے زینب کی ردا چھینی
اٹھ اٹھ کے گرا لاشہ عباسِ دلاور کا

ظالم کے طمانچوں سے بے حال سکینہ ہے
دم ہی نہ نکل جائے شبیرؑ کی دختر کا

گو زخم اثر گہرے بیمار کے دل پر ہے
غم کھا گیا عابد کو زینب کے کھلے سر کا

نوحہ

ہم سے غمِ شبیر بھلایا نہیں جاتا
یہ داغ کلیجے سے مٹایا نہیں جاتا

اتنے تنِ شبیر پہ ہیں تیر نمایاں
بچی کو بھی سینے سے لگایا نہیں جاتا

قاسم کی نہ امید رکھو مادرِ قاسم
لاشے کی یہ حالت ہے کہ لایا نہیں جاتا

اٹھتے ہیں کبھی بیٹھتے ہیں مولا اکیلے
کیا لاشۂ فرزند اٹھایا نہیں جاتا

ہے لاشۂ اکبر پہ بجھی پیاس کی ہچکی
خط فاطمہ صغرا کا سنایا نہیں جاتا

ماتم کے نثار اشک بہانے کے یہ دن ہیں
میلہ تو محرم میں منایا نہیں جاتا

نوحہ

زخموں سے چُور چُور ہے زہرا کا لاڈلا
روکو ذرا یہ تیر کہ سجدہ کریں ادا

چھینی گئیں ردائیں تو منظر عجیب تھا
سیدانیوں نے بالوں سے منہ کو چھپا لیا

یہ دیکھنے کو ماں تیری جیتی رہی قاسم
سہرے کے پھول خون میں ڈوبے ہیں جابجا

کیسے جوان بیٹے کا لاشہ اٹھاؤں میں
ٹوٹی ہوئی کمر ہے کہ عباس چل بسا

میں بے کفن تجھے جاتی نہ چھوڑ کر
مجبور ہوں کہ بہن کے سر پہ نہیں ردا

پلوانے کو پانی تھے تجھے لے گئے بابا
کُرتا لہو میں ہے تیرا کیونکر بھرا ہوا

سیلاب نہیں ڈھونڈنے کو آتا ہے پانی
مل جاتے کہیں پیاسا تھا مہمان کربلا

امت نے خوب اجر رسالت دیا ہمیں
تو بیکفن حسین میں زینب بے ردا

نوحہ

(اختر)

ہم اُس شہیدِ جفا کا پیام کہتے ہیں
جسے حسین علیہ السلام کہتے ہیں

فرات یاد ہے تجھکو تیرے کنارے پر
مسافروں نے کیا تھا قیام کہتے ہیں

سکینہ پھیل رہے ہیں جہاں میں سیاہ سائے
اِس مقام کو زندانِ شام کہتے ہیں

رُلا رہی ہے زمانے کو خون کے آنسو
وہ شام جسکو غریبوں کی شام کہتے ہیں

زمانے بھر کے شہیدوں کی آبرو بن جا
غریب باپ کو اصغر سلام کہتے ہیں

غضب کیا ہے اہلِ سیاست نے بنتِ پیغمبر
کیا نہ کچھ بھی تیرا احترام کہتے ہیں

یہ فخر کم نہیں اختر کہ تجھکو اہلِ عزا
شہیدِ کربِ بلا کا غلام کہتے ہیں

نوحہ

(ناصر)

حسین غم میں تیرے کائنات روتی ہے
نکل کر روتا ہے دن چھپ کے رات روتی ہے

حسین لائے تھے قلب حسن کے لاشے کو
دلہن کو دیکھ کر ساری برات روتی ہے

جو دیکھا شکل پیمبر کے دل پہ داغ سناں
حیران فرشتے ہیں موت و حیات روتی ہے

پلانے پانی چلے جب حسین اصغر کو
رباب خیمے کی تھامے قنات روتی ہے

گیا تو تشنہ دہن اس جہاں سے ماہِ رباب
تیری پیاس پہ نہرِ فرات روتی ہے

لو اس طرح سے لٹے دودھ مصطفےٰ کے پلے
تیری غریبی پہ اللہ کی ذات روتی ہے

عیاں ہے اہل سقیفہ تیری جفاؤں پر
حضورِ حق میں نبی کی شفاعت روتی ہے

جناب سلمہ نے ناصر جو حالِ شام سنا
رسول زادی کی ہر ایک بات روتی ہے

نوحہ

(ناصر)

لوگو حسینؑ پاک محمدؐ کا دین ہے
یہ اولیاءِ کرام کا پختہ یقین ہے

اسلام کے عَلم کی بلندی کو دیکھکر
حق کہہ رہا ہے خونِ وفا آفرین ہے

مادر نے جو کہا تھا وہ کرکے دکھا دیا
چھ ماہ کا شیر خوار ہے لیکن ذہین ہے

کہنے لگی سکینہ پھوپھی ظلم ہو گیا
میرے پدر کی زلفوں میں دستِ لعین ہے

ہم کرتے ہیں اسطرح سے تعظیم ذوالجناح
دستارِ مصطفٰے کا یہی تو امین ہے

زینبؑ کے سر سے لوٹ لی چادر بتول کی
بتلاؤ مسلمانو یہ کس کی توہین ہے

ناصر علی کی بیٹی کو کیوں ننگے سر کیا
سوچا نہ شامیوں نے کہ پردہ نشین ہے

نوحہ

(شمسی)

شاہ کا سر کٹ گیا تیغِ جفا خاموش ہے
آسمان تصویرِ غم دشتِ بلا خاموش ہے

وہ ہمکنا مسکرانا اور لپٹنا شاہ سے
اصغرِ معصوم کی اب ہر ادا خاموش ہے

چھد گیا حلقوم اور اصغر تڑپ کر مر گئے
حلقِ اصغر چیر کر تیرِ جفا خاموش ہے

اب نہ دریا میں تلاطم ہے نہ موجیں بیقرار
ہائے اصغر تشنہ تیرِ جفا خاموش ہے

رُک گئی نبضِ دو عالم تھرتھرائی کائنات
زیرِ خنجر بادشاہِ کربلا خاموش ہے

بے کفن لاشیں عزیزوں کی پڑی ہیں جابجا
شاہ بے کس پیکرِ صبر و رضا خاموش ہے

خیمہ گاہ میں حشر ہے آواز دو عباس کو
چھن رہی ہیں چادریں جانِ وفا خاموش ہے

جس کے پردے کے محافظ اکبر و عباس تھے
آج بلوے میں وہ زینب بے ردا خاموش ہے

جانے کیا یاد آگیا زینب کی صورت دیکھکر
وقتِ رخصت ہے امام دوسرا خاموش ہے

بند ہو کر رہیں گی اکبر کے دل کی دھڑکنیں
قاصدِ صغرا پریشان ہے قضا خاموش ہے

روتے روتے مرگئی شاید سکینہ قید میں
رات ہے تاریک زندان کی فضا خاموش ہے

خندہ زن ہیں اشقیا دربارِ امیرِ شام میں
سر برہنہ دخترِ خیر النساء خاموش ہے

کھینچ لی بیٹے کے سینے سے سناں شبیر نے
اک تیر میں ہجومِ انبیاء خاموش ہے

خاک کر ڈالا سناں نے دلِ رسول اللہ کا
خاک اور خون میں شبیہہ مصطفیٰ خاموش ہے

شور ہے افلاک میں بربادیِ شبیر کا
اور گرفتارِ محسنِ آلِ عبا خاموش ہے

منزلِ کوفہ میں کیا صدمے پڑے سجاد پر
اللہ اللہ ضبطِ غم زین العبا خاموش ہے

بندھ گئے شمنی رسن میں زینب و کبریٰ کے ہاتھ
کچھ تو ہے جس کیلئے آہ و رسا خاموش ہے

نوحہ

واویلا صد واویلا
رو کہتی تھی زینبؑ یہ پیٹ کے سر
اے ابنِ علی زہرہ کے پسر
یہ کس نے کیا ہے جور و جفا
مظلوم برادر ....

سیّد کے جنازے پہ تیر چلے
مرقد میں نبیؐ دل گیر ہوئے
اے اہلِ عزا یہ صدمہ ہوا
حیدر کے جگر پر
مظلوم برادر ....

ہائے تیر علی اصغر کو لگا
تھرائی زمین و عرش اُولا
خیمے سے سکینہ کی آئی صدا
مظلوم برادر..

ہائے نہر پہ بازوِ عباس کٹے
خیموں میں بچے بے آس ہوئے
اب کون، بچائے گا پردہ میرا
مظلوم برادر.....

نوحہ

۱

مومن تیری عبادت شبیر کا ہے ماتم
زینب کا سر برہنہ تطہیر کا ہے ماتم

کرتے رہے مسلمان تعظیم پتھروں سے
آیاتِ اِنَّمَا کی تفسیر کا ہے ماتم

مسجد میں چھن گیا ہے حق بنتِ مصطفیٰ کا
جو چاک ہو گئی ہے تحریر کا ہے ماتم

بانوؑ، ربابؑ، عزرا قاسمؑ کو رو رہی ہیں
صغرا کے بھیا اصغرؑ بے شیر کا ہے ماتم

بکھرے پڑے ہیں بازو عباس باوفا کے
شکیزہ رو رہا ہے شمشیر کا ہے ماتم

سردار لکھ رہے ہیں کربل کی داستان کو
بیمارِ کربلا کی زنجیر کا ہے ماتم

نوحہ

(اختر)

دستار ہے حسینؑ کے سر پر رسولؐ کی
زینب کی پردہ دار ہے چادر بتولؑ کی

کتنے حسین اکبرؑ و اصغرؑ حسینؑ کے
بچپن علی ولی کا جوانی رسولؐ کی

ہاتھوں پہ شیر خوار کا لاشہ لئے ہوئے
شبیرؑ لڑ رہے ہیں لڑائی اصول کی

امت نے خیر اجرِ رسالتؐ تو کیا دیا
آلِ نبیؐ کے خون کی قیمت وصول کی

اسلام پر لٹا تھا خدیجہ کا مال و زر
کربل میں لٹ رہی ہے کمائی بتولؑ کی

اختر درِ بتول سے اودنیٰ سی شے نہ مانگ
کم ظرف تو نے خواہشِ جنت فضول کی

نوحہ

(اثرؔ)

غربت میں محمدؐ کا پسر مارا گیا ہے
زینبؑ کا نہیں کوئی بھی چھننے کو ردا ہے
ماں روتی ہے بے شیر کے جھولے سے لپٹ کر
اصغرؑ کی جدائی نے جگر چیر دیا ہے
ہے آگ کلیجہ میں لگی کیا کرے مادر
تنہائی میں بے شیر کو دل ڈھونڈ رہا ہے
شہہ ٹھوکریں کھاتے ہوئے میدان کو چلے ہیں
نیزہ علی اکبرؑ کے سینے پہ لگا ہے
اے درد ٹھہر جا کہ جوان بیٹے کا لاشہ
اک باپ ضعیفی میں اٹھانے کو چلا ہے
شہہ کہتے تھے اب کسکو سنائیں خطِ اصغرؑ
اکبرؑ تو میرا خاک پہ دم توڑ چکا ہے
ٹکڑے دلِ شبرؑ کے ہیں یا لاشۂ قاسمؑ
شہہ کہتے تھے پھر بھائی حسن مارا گیا ہے
عباس کے مرنے پہ کہا بنتِ علیؑ نے
سیدانیو اب خطرے میں ہم سب کی ردا ہے

کرتے ہیں سلام آخری شہہ اہلِ حرم کو
سر پیٹتی ہیں بیبیاں کہرام بپا ہے

شبیرؑ سے لپٹی ہے سکینہ دمِ رخصت
اسکو بھی یقین ہے پدر مرنے کو چلا ہے

کٹنے لگا حلقوم شہہ تشنہ دہن کا
آغوش میں سر فاطمہ زہراؑ نے لیا ہے

ہے کون جواب آ کے سکینہ کو بچاتے
عابد ہے سو بیمار نے میں بے ہوش پڑا ہے

دریا کی طرف دیکھ کے روتی ہے سکینہؑ
دُر چھن گئے بچی پہ طمانچوں کی جفا ہے

زہراؑ کی صدا آئی تھی پہرے پہ ہے زینبؑ
عباسؑ میرا لال کہاں سویا پڑا ہے

بے پردہ ہیں شہزادیاں مجبور ہے عابدؑ
گردن کو جھکائے سرِ دربار کھڑا ہے

اسلام ابد تک ہے اثر مٹ نہیں سکتا
خونِ ابوطالب نے اسے زندہ کیا ہے

نوحہ

(عرفان)

حسینؑ نیزے پہ چڑھ کے قرآن سنانے چلے
جہاں سے گزرے کے نقشِ قدم مٹانے چلے

نظر نہ آیا علمدار کا علم جس دم
حسین جانبِ مقتل کمر جھکا کے چلے

ہجومِ عام میں اور شام کے بازاروں میں
حرمِ حسین کے بالوں سے منہ چھپا کے چلے

جلایا خونِ بہتّر سے شمع دین کو
لہو سے اپنے حکایت کی راہ دیکھتے چلے

پکارا غازی کو عرفان سرورِ دین نے
جواں لال کی میت کو جب اٹھا کے چلے

نوحہ

او شمرِ لعین تجھ کو ذرا رحم نہ آیا
سجدے میں لہو سبطِ پیمبرؐ کا بہایا
بس کی نہ گلا کاٹ کے سلطانِ عرب کا
سر ننگے مسلمانوں نے زینب کو پھرایا

غش ہوتے ہیں سجاد کو زنجیر اتارو
کیا جرم تھا سجاد کا امت نے ستایا
روتی ہے تڑپتی ہے خدایا کہاں جائے
کانوں سے سکینہ کے لہو کس نے بہایا

کیا بیت گئی زینبؑ و کلثومؑ کے دل پر
شہزادیوں کو دور سے کوفہ نظر آیا
آؤ تو ذرا شام میں سرکارِ مدینہ
سر ننگے تیری بیٹیوں کا قافلہ آیا

افسوس مسلمان تھے یا دشمنِ ایماں
سرکاٹ کے شبیر کا نیزے پہ چڑھایا
کیوں ہاتھ ہٹاتی نہیں کانوں سے سکینہؑ
دُر چھین لئے شمر ستمگر نے ستایا

نوحہ

(باری)

اے محسنِ دیں جیتے رہیں تیرے عزادار
ہے دین کے غنچہ میں تیرے خون کی مہکار

مولا جو تجھے دیتے تھے الزامِ بغاوت
ہے آج انہی کو تیرے ماتم سے عداوت
پتھر ہے وہ دل جسکو تیرے غم سے ہے انکار

مہمان کے لئے کیا ہے یہ ریت عرب کی
پیاسا بھی ہو سہ روزہ تپش بھی ہو غضب کی
امت کا ہے مہمان کونین کا سردار

ٹکڑوں میں پڑی کہیں شبر کی نشانی
اور سر پہ کہیں لاشِ اکبر کی جوانی
بکھرے ہیں کہیں بازوِ عباسؑ علمدار

ہاں کیسا لگا دیکھ کے اے کاتب تقدیر
نیزے پہ سرِ تشنہ لب اصغرِ بے شیر
آپنے دیکھیں ہیں پہلے بھی کبھی ایسے پرستار

سادات کے خیموں میں ہے اک شور العطش کا
دریا میں ندامت سے تلاطم سا ہے برپا
مارے گئے پیاسے حوضِ کوثر تیرے مختار
ہائے وہ گھڑی قیدی ہوتی جب نبیؐ زادی
اے کاش فنا دنیا اسی روز ہو جاتی
اس جینے پہ شرمندہ ہے باری گنہگار

نوحہ

خنجر و تیر و سناں ہے اور تن شبیرؑ ہے
اللہ اللہ بس خطا یہ ہے کہ بے تقصیر ہے
سو گئے اصغرؑ سکون سے موت کی آغوش میں
جانے کس منزل میں اب تک حرملا کا تیر ہے
ہائے وہ روداد غم اور کربلا کی داستان
بے کفن بھائی کا لاشہ بے ردا ہمشیر ہے
کربلا کی خاک سے اٹھتے کہاں ماں کے قدم
ان بیابانوں کے دامن میں کہیں بے شیر ہے

لائے وہ کڑیل جواں کی لاش اور تنہا حسینؑ
امتحان ہے خواب ابراہیم کی تعبیر ہے

تھرتھرا اٹھا مدینہ ہل گیا عرشِ عظیم
بوسہ گاہِ مصطفےٰ پر شمر کی شمشیر ہے

سر کھلے انکو پھرایا کوچہ و بازار میں
جن کے پردے کی محافظ چادرِ تطہیر ہے

جس کی ماں کو رات کے پردے میں دفنایا گیا
کیوں مسلمانو وہ بی بی لائقِ تشہیر ہے

گھر علیؑ کا لٹ گیا تم کو حیا آتی نہیں
اہلِ کوفہ قیدیوں میں زینبؑ دلگیر ہے

نوکِ نیزہ سے علیؑ اکبر کا سینہ چیر کر
بولے اعداء یہ رسول اللہ کی تصویر ہے

قتل ہو کر رہ گیا کنبہ رسولؐ اللہ کا
یہ خیال حسنا کی باطنی تصویر ہے

پھر بڑھے خیموں کی جانب آگ لیکر اشقیا
گھر محمدؐ کا جلا دینے کی پھر تدبیر ہے

جانے کیا بیاد پر گزری ہے راہِ شام میں
طوق سکتے میں ہے بیچ و تاب میں زنجیر ہے

نوحہ

(عرفان)

ہر زخم صدا دیتا ہے اللّٰھم لبیک
خون شاہ کا کہتا ہے اللّٰھم لبیک

سجدے میں جبیں ہے اور حلقوم پہ خنجر
گھیرے ہوئے سید کو ہیں بدکار ستمگر
حج یوں کیا جاتا ہے اللّٰھم لبیک

خنجر کے تلے کرتے ہیں شبیر دعائیں
منظور ہے مولا مجھے امت کی جفائیں
ہر ظلم کا گہوارہ ہے اللّٰھم لبیک

پالا جسے نازوں سے شہہ کون و مکاں نے
اور جھولا جھلایا جسے جبرئیلِ امیں نے
ریتی پہ تڑپتا ہے اللّٰھم لبیک

چھ ماہ کے بے شیر کو شاہ ہاتھوں پہ لائے
امت نے دیا تیر ہے پانی کے بجائے
خون منہ سے اگلتا ہے اللّٰھم لبیک

بھولے گا نہ عرفان تا ابد وہ فسانہ
شہزادیوں کا وہ شام کے بازار میں جانا
خون آنکھوں سے بہتا ہے اللّٰھم لبیک

نوحہ

عریاں تنِ شبیر پڑا رہ گیا رن میں
اور زینب و کلثوم کے بازو ہیں رسن میں
اسلام پہ سر دُوں گا میں تم چادریں دینا
یہ طے ہوا عاشور کی شب بھائی بہن میں

صغراؑ نے لکھا خط میں کہ افسوس ہے بھیّا
یاد آئی نہ بچھڑی ہوئی ہمشیر وطن میں
افسوس کہ سر پہ میرے چادر بھی نہیں ہے
ورنہ تیرا تن ڈھانپتی چادر کے کفن میں

کوثر سے میں نہلاتی کفن خلد سے آتا
بھیّا تیری ہمشیر اگر ہوتی وطن میں
وہ دن ہے مجھے یاد کہ شرمایا تھا سورج
سر سے جو ردا اُتری تھی زینب کی وطن میں

سجّاد کے ہاتھوں پہ سکینہؑ کی تھی میّت
زنجیروں میں بھائی تھا تو ہمشیر کفن میں
جب غسل لگے دینے سکینہ کو تو دیکھا
تھے نیل بھی کوڑوں کے سکینہ کے بدن میں

زندان سے اٹھا کب تھا سکینہؑ کا جنازہ
تھی حسرت واماں کی تصویر کفن میں

بابا میں تمہیں کیسے کلیجے سے لگاؤں
ہر سمت تو ہیں ڈوبے ہوئے تیر بدن میں

گھوڑے سے گرے شاہ تو زینب نے صدا دی
بھیا ہو اجازت، تو چلی آؤں میں رن میں

دم توڑتا معصوم تو دیکھا شاہِ دیں نے
کچھ خون ملا دودھ تھا اصغرؑ کے دہن میں

اصغر کا گلا توڑ کے وہ تیر ستمگر
پیوست ہوا بازو سلطانِ زمن میں

اکبرؑ کے سنا سینے سے کھینچی تو نہ ڈورے
وہ ہاتھ لرزنے لگے اصغرؑ کے دفن میں

نوحہ

شبیر کربلا میں جو آئے تو کس لئے
بہنوں کو ساتھ اپنے وہ لائے تو کس لئے

کیوں بیٹیاں علی کی گئیں قید ہو کے شام
عابدؑ نے اشک خون کے بہائے تو کس لئے

وہ کربلا کی تپتی زمیں پر حسینؑ نے
بیٹوں کو اپنے ذبح کرائے تو کس لئے

کوئی تو دو عویدار وفا مجھکو دے جواب
غازی نے اپنے بازو کٹائے تو کس لئے

اولاد مصطفےٰ کی ردائیں جو چھین لی
پھر بے کسوں کے خیمے جلائے تو کس لئے

نوحہ

جس نے سجدہ کیا چاند زہرا کا تھا خنجر تلے
جس کا کوئی نہ رہا چاند زہرا کا تھا خنجر تلے

ویران کرب و بلا آباد جس نے کیا
امت نے کیونکر بھلا کاٹا ہے اس کا گلا
نوکِ سناں جس نے قرآن پڑھا
چاند زہراؑ کا تھا .....

سکینہ کے دُر لے گئے غازی کے بازو کٹے
شمر طمانچے مارے کس جرم کی ہے سزا
ہے یہ سزا جس کا کوئی نہ رہا

چاند زہراؑ کا تھا .....

اصغرؑ نے کی جان فدا قاسمؑ کے ٹکڑے ہوئے
عونؑ و محمدؑ عباسؑ اکبرؑ بھی مارے گئے
مارے گئے خون دختر کا تھا
چاند زہراؑ کا تھا .....

نوحہ

(ناصرؔ)

سب کج دے کے وچ کربل دے رہ گیا سید کلاّ
بعد میرے تطہیر دی وارث تیرا وارث اللہ

خالی مشک عباسؑ دی آگی مینوں لج پردے دی کھا گئی
جھک گئی کمر حسینؑ ویران دی لاشاں چکّے کلاّ

حسنؑ نشانی وچ رُل گئی ماں دیاں سدھراں تے ہون جھل گئی
چادر وچ لاش قاسمؑ دی مولا لیکے چلاّ

ویکھو لوکو واسطے رب دے بچڑے ہوندے سانجے سب دے
تیر قضا دا کھا اصغرؑ دنیا توں پیاسا چلاّ

بھائی بھتیجے بچڑے سارے چادراں لٹیاں خیمے ساڑے
ویکھ کے زینب توں سر ننگے کنب گیا عرش معلّٰے

ویکھ شامی شرم نہ آئی وچ بازاراں زہرہ جائی
ویکھ نانا تیری امّت نے میرے سرتوں لایا پلاّ

ہوئی یتیم شبیر دی جائی خاک سکینہ سر وچ پائی
نہ بابا عباسؑ نہ اکبرؑ دیوے کون تسلاّ

مومن ایسے غم وچ مرجا پیر شبیرؑ دا ماتم کرجا
رو کے جنت لے لے ناصرؔ سودا بہت سولاّ

نوحہ

(تنویرؔ)

شبیرؑ تے زینبؑ دا اسلام تے احسان
اک ملکہ ہے عظمت دی اک دین دا سلطان

حسرت ہے نگاہواں وچ گل ویرا چوم دی اے
زینبؑ دا بھرا لوکو اک لمے دا مہمان

خنجر دے تلے سجدہ میں بہن ادا کرنا
زینبؑ تیری قسمت چے ہے شام دا زندان

لٹ چادراں کر قیدی ایہہ شمر لعین آکھے
سڈ غازی نوں ہن زینبؑ کرے پردے اسلامان

بن قیدی بازاں وچ کیویں بنتِ علیؑ آتی
عباس ہووے جس دے پردے دا نگہبان

احمد دے نواسے دے کوئی غیر نہیں قاتل
قاری تے نمازی سی کوئی حافظِ قرآن

زینبؑ نے بھرا صدیا لاریب کہیا غازیؑ
حرؑ تیرے مقدر تے تقدیراں دی حیران

تنویر نہیں رکنا مظلوم دا ایہہ ماتم
زہراؑ دے بھرے گھر دا ہر دل وچ ارمان

نوحہ

کربل دے مسافر دا پُر درد فسانہ اے
اِک آلِ نبیؐ تنہا دو جاویں بیگانہ اے
شہزادی سی کوفے دی اج قیدن بن آئی
سر ننگے پیادیکھے بے درد زمانہ اے
اے دستو مسلمانو کی جرم سی اصغرؑ دا
گھٹ پانی دے بدلے وچ دتا تیر نشانہ اے
پہچانوں مسلمانو میں پُتر ہاں زہراؑ دا
جیدا کلمہ پڑھدے ہوا دیہاڑی نانا اے
ناموس رسالت نوں جناں دو لیاں جنگلاں وچ
محشر نوں اناں خاکی پیا منہ نوں چھپانا اے

نوحہ

(نثار)

پیا می تیراں دا وسدا اے دیچ صابر زہرا جایا اے
مہمان بنا کے امت نے گھٹ پانی توں ترسایا اے
اٹھ ویرن دکھیا بہن دتیا اٹھ مطلب مال دے وین دتیا
اٹھ پتر جواں حسین دتیا تینو صغراؑ بہن بلایا اے
علی اصغرؑ بول نہ سکدا سی مولا آنسو اپنے ڈھکدا سی
پیو پتر دا منہ پیا تک دا سی جدوں حرملہ تیر چلایا اے
ویلا آخری میرے ویر دا اے کی حال رتا ہمشیر دا اے
دیچ سجدے سر شبیر دا اے تلوار دا سر تے سایا اے
تلوار تے تیر شبیر لئی گل عابد دا زنجیر لئی
دربار دا دکھ ہمشیر لئی تطہیر دا سر تے سایہ اے
آکھے صغراؑ ہر اک وار دے دن گئے بابل تیرے پیار دے دن
آئے ویر دے ناں اقرار دے دن میرا سانس لبال تے آیا اے
ہویا حال نثار کی غازی دا سر لیہ گیا پاک نمازی دا
منصوبہ سقیفہ سازی دا اینا لوکاں توڑ چڑایا اے

نوحہ

(اثرؔ)

اک مظلوم دے تن تے بارش تیراں دی
جیٹھ دی گرمی چھاں سر تے شمشیراں دی
ترس نہ آیا تیر چلایا اصغر پیاسا مار مکایا
رہ گئی جگ وچ یاد جفا بے پیراں دی
اصغرؑ آجا گل نال لاواں اکبر جیوے میں مرجاواں
صغراؑ خیر مناوے اپنے ویراں دی
دین دی خاطر سر کٹوایا نیزے تے قرآن سنایا
لوک اجے وی گل کردے تقصیراں دی
عابد کیویں طوق سنبھالے رس رس پیر پیراندے چھالے
روندے زار و زار لڑی زنجیراں دی
پنجتنؑ دی جاگیر دی وارث بے پردہ تطہیر دی وارث
قیدی ہو گئی موت رولائی ویراں دی
گھر برباد بتول دا ہویا کنبہ قید رسولؐ دا ہویا
زینبؑ تے منزل آگئی تشہیراں دی

ویر دی لاش تے روندی آئی رو رو آکھے زہرا جائی
بن چادر ہے موت تیری ہمشیراں دی
گردن کیوں شبیرؑ کٹائی زینب کیوں دربار چے آئی
سوچ اثرؔ کیوں لوڑ پئی تقریراں دی

نوحہ

(ناصرؔ)

تیراں ویاں سر تے چھاواں نے رب خیر کرے شبیر تیری
تینوں ویرن جے کچھ ہوگیا تے پھر مر جائے گی ہمشیر تیری
نہ دل میرے نوں چین پوے رب اکبرؑ تیری خیر کرے
اکھیاں وچ ایسے منہیرے نے مینوں ڈسدی نہیں تصویر تیری
خنجر دا گل تے وار ہویا کچھ سوچیا شاہ نے تے رویا
زینبؑ ہن کون بچا وے گا سر توں چادر تطہیر تیری
کیوں وسدے جھولے نوں چھڈ کے توں ٹیاں تان کے سو گیا جے
اک ماں دی اجڑی گودی نوں پئی لوڑ اصغر بے شیر تیری
قاسمؑ توں اپنا ہر ٹکڑا چاہے دے سر توں وار دیتا
جس موت لئی تو اج کیتی اے خون دی سی تاثیر تیری
ناصرؔ اے غم رہ جاوے گا نہ چین حشر تک آوے گا
شبیرؑ تیرے باجوں رُل گئی کیوں زینبؑ جئی ہمشیر تیری

نوحہ

انسانیت دا محسن زخمیرا دا لال ہے
ہر چیز نوں زوال ہے اے زوال ہے
رکھنی چھری گلے تے اکھیاں تے پٹیاں بن
لاشے پسر تے آکے اکھیاں نوں کھلیاں رکھ کے
سینے چوں برچھی کڈنی اے بہوں محال اے

دنیا تے رب دا راج اے ایدا دلاں تے راج اے
نوکِ سناں تے چڑھ کے کیتی اینے معراج اے
جس دا جواب کوئی نہیں ایسا سوال اے

فخرِ نبیؐ دا کنبہ بے دوش قیدی کیتا
سارے ہی سن مسلماں کینا خیال کیتا
پڑنے آں جسدا کلمہ اے اودی آل اے

کوئی فرعون کوئی نمرود بن کے آیا
کئی امام بن گئے کتیاں نبی سڈایا
شبیر کوئی نہ بنڑیا اے بے مثال اے

نوحہ

(شمار)

ارمان رہیا ارمان رہیا کیوں بعد حسینؑ جہان رہیا
مظلوم دا صدقہ صلے علیٰ ایمان رہیا قرآن رہیا
کیہ زینبؑ آساں توڑ دیو
چادراں دی ضمانت موڑ دیو
دکھاریو بیبیو زینبؑ دا
غازی نہ رہیا نہ مان رہیا

کدی اکبرؑ وار وکھایا شاہ
کدی اصغرؑ نوں دفنایا شاہ
اکبر دی اذاں توں پیشی تک
شاہ بچھڑے کردا دان رہیا

پئے حال خلیل دی تکدے سن
نبی ذکر اے آنسو ڈھکدے سن
پئے سنیو او برچھی کڈدا رہیا
دم توڑ دا پتر جوان رہیا

فرمایا حرؑ نوں زینبؑ نے
نہیں بھولنے ویرا اے صدمے
افسوس کہ بھکیاں پیاساں دا
دو گھڑیاں تُو مہمان رہیا

کسے قاری نمازی تکیا نا
کسے تیر ستم دا ڈھکیا نا
وچ گودی پیتو دی ہونٹاں تے
وودھ والا پھیر زبان رہیا

کدی بانگ اکبر دی روکنی نئیں
کدی پھوڑی شاہ دی سوکنی نئیں
کدی ظلم کہانی روکنی نئیں
اے زینبؑ دا احسان رہیا

تیرا دردی کوئی آیا نہ
کسے شمر توں آن چھڑایا نہ
تیری قبر نہ دادی کول بنی
ارمان سکینہؑ جان رہیا

اکھ غیر دی توں دور کیتی !
دربانی خود منظور کیتی
وچ قیدی امام زمانے دا
بن زینبؑ دا دربان رہیا

پتی روندی سی شرماندی سی
میں زینبؑ آں فرماندی سی
زینبؑ نہ پہچانی جاندی سی
دل صغراؑ دا حیران رہیا

سچ بات نثارؔ نے بول دتی
پیاسے نے حقیقت کھول دتی
وچ گردناں دے قرآن رہیا
پر دل وچ نہ ایمان رہیا

نوحہ

(اثرؔ)

قیامت بن کے دن عاشور کا زینبؑ پہ آیا ہے
ہزاروں قاتلوں کے درمیان زہراؑ کا جایا ہے
کیا ویران اک جھولا اُجاڑہ اِک مادر کو
بتا اے قاتلِ اصغرؑ تیرے کیا ہاتھ آیا
جگر پہ ہاتھ رکھے شاہ دوڑے ہیں سوئے میدان
سناں کھا کر علی اکبرؑ نے بابا کو بُلایا ہے
صدا زہراؑ کی آتی تھی اٹھو غازیؑ سہارا دو
میرے بیٹے نے تنہا لاشۂ اکبرؑ اٹھایا ہے
سُنا کر خط سرِ لاشہ پیر شبیرؑ کہتے تھے
اٹھو اکبرؑ مدینے جاؤ صغراؑ نے بلایا ہے
سکینہؑ روتی ہے شاید طمانچے شمر نے مارے
بدل کر کروٹیں غازیؑ کا لاشہ تھرتھرایا ہے
اثر خونِ ابو طالبؑ نے بہہ کر ریگِ صحرا پر
رسولؐ اللہ کے دین و شریعت کو بچایا ہے

کہاں ڈھونڈے علی اصغرؑ کو مادر کس طرف جائے
اندھیری رات ہے بے شیرؑ نے جنگل بسایا ہے
شہِ بے کس اٹھا لائے ہیں ٹکڑے لاشِ قاسمؑ کے
تڑپ کر ماں نے ہر ٹکڑا کلیجے سے لگایا ہے
دُھواں خیموں سے اٹھتا ہے حرم فریاد کرتے ہیں
یہ پھر کس نے محمد مصطفیٰؐ کا گھر جلایا ہے
محافظ تھے جو پردے کے وہ سب مارے گئے دن میں
ردا چھینے کو ہے زینبؑ پہ کیسا وقت آیا ہے
علیؑ کی بیٹیوں کا سر کھلے دربار میں جانا
یہی وہ زخم ہے عابدؑ کو جس نے خون رُلایا ہے

نوحہ

(گلزار)

قیامت کی گھڑی ہے کربلا کی ریت جلتی ہے
مگر آلِ نبیؐ کیوں آج پانی کو ترستی ہے
سلایا لحد میں اصغرؑ کو مولا کس طرح تو نے
ظلم پر آج سورج ہے زمین شعلے اگلتی ہے

زمین سے لاشۂ عباسؑ کیوں اٹھا اٹھ کے گرتا ہے
سکینہ پیاس کی ماری زمین پر ہاتھ ملتی ہے

نکالے سینۂ اکبرؑ سے برچھی کس طرح بابا
ہائے کڑیل جوانی خاک پر کروٹ بدلتی ہے

گرا جب لال گھوڑے سے زمین پر امّ فروہ کا
وہ دیکھو روح حسن کی ہائے گرتی ہے سنبھلتی ہے

یہی امرِ رسالت ہے بتاؤ تو مسلمانو !
چھری کند ہے مگر شبیر کی گردن پہ چلتی ہے

کھلے سر شام کے دربار میں روتی رہی زینبؑ
ہائے تطہیر کی مالک نہ جیتی ہے نہ مرتی ہے

درِ شبیرؑ پر یہ سوچ کر حُرِّ جری آیا !
گناہ گاروں کو بخشش کی یہاں خیرات ملتی ہے

چلے آؤ غمِ شبیرؑ میں رونا عبادت ہے
کہ گلزار جیسوں کی یہاں قسمت بدلتی ہے

نوحہ

(نثار)

روزِ عاشورہ صبح کو دی جو اکبر نے اذان
شامیوں نے ہاتے سمجھی نہ رسالت کی زبان
پڑھ کے خط صغرا کا شاہ نے لاشِ اکبر سے کہا
جا بلاتی ہے تجھے اجڑے گھروں کی پاسباں
رکھ کے سر آغوش میں عباس سے شاہ نے کہا
میں تیرے صدقے برادر ہیں تیرے بازو کہاں
لے لیا آغوش میں اصغر کو بڑھ کے موت نے
ماں سلاتے کس کو جھولے میں سُنا کے لوریاں
اس لئے لائے نہیں خیمے میں اصغر کو حسین
دیکھ لی ٹوٹی ہوئی گردن تو مرجاتے گی ماں
موت کہتی تھی مبارک ہو تجھے امِ رُباب
مسکرا کر توڑ دی اصغر نے حرمل کی کمان

قاسم و اکبر گئے عون و محمد بھی گئے
رہ گئے شبیر تنہا ظالموں کے درمیان
آج پہرہ دے رہی ہے فاطمہ کی لاڈلی
آ گیا ہے صاحبِ تطہیر پہ کیسا سماں
چھین لی شمر ستمگر نے طمانچے مار کے
باپ نے جو پیار سے پہنائی تھیں وہ بالیاں
ڈھونڈتی پھرتی ہے لاشوں میں سکینہ باپ کو
ہائے بابا میرے بابا بولو بابا ہو کہاں
لاشِ شبیر سے آتی سکینہ کو صدا
آ میری مظلوم بیٹی آ ادھر میں ہوں یہاں
سامنے لاشے پڑے تھے وارثوں کے جا بجا
اک جلے خیمہ میں بیٹھی تھیں علی کی بیٹیاں

نوحہ

(اقبال)

اے رات نہ ڈھلنا کہ اجڑ جائے گی زینبؑ
سورج نہ نکلنا کہ اجڑ جائے گی زینبؑ

سوجا علی اصغر کہ سلاتی ہے سکینہ
چاچا سے میں کہتی ہوں اگر پانی ہے پینا
یوں نہ جھولے میں مچلنا کہ اجڑ جائے گی زینبؑ

علی اکبر نے اذان دی تو زینب نے کہا ہوگا
تو ہے مشکل پیمبر تیرا تو دکھ ہی سوا ہوگا
یوں نہ میدان میں ڈھلنا کہ اجڑ جائے گی زینب

تو ہے آغوش میں پردے کی تو محفوظ ہیں سارے
ماں کے فرزند ہیں محفوظ اور بہنوں کے سہارے
تیرا پردہ نہ الٹنا کہ اجڑ جائے گی زینب

اقبال ہوگی صبح ہونگے شہید سارے
لوٹیں گے ماؤں پھوپھیوں اور بہنوں کے سہارے
کفِ افسوس نہ ملنا کہ اجڑ جائے گی زینب

○

نوحہ

ہچکیاں لیکر سنی زینب نے اکبر کی اذان
روزِ عاشورہ صبح دم تھا قیامت کا سماں
دل بھرا نہ جب سکینہ کو طمانچے مار کر
ظالموں نے کھینچ لی کانوں سے آخر بالیاں

اب صدا رونے کی آتی بھی نہیں زندان سے
مر گئی شاید سکینہ رک گئی ہیں سسکیاں

شامیو بن کے تماشائی نہ دیکھو اسطرح
یہ بنو ہاشم کی عفت ہیں علی کی بیٹیاں

دیکھ کر قاصد سے بولا شاہِ کربل کا لہو
جا کے صغرا کو سنا دینا ہماری داستان

اس طرح زنجیروں میں جکڑے ہوئے سجاد تھے
خون میں تڑپی اسیر کربلا کی بیڑیاں

موت کی آغوش میں کیوں نیند آتی ہے تمہیں
جاگ اے اصغر سناتی ہے تجھے ماں لوریاں

آگ تھی خیموں سے لپٹی خون تھا بکھرا ہوا
کربلا میں ڈھونڈتی پانی پیاسی بچیاں

ایک چادر تھی سر پاک پر سو وہ بھی نہیں
بھائی کو دے گی کفن زینبؑ دلگیر کہاں

چھا گیا شمسی زمانے پہ شہیدوں کا لہو
رائیگاں جائے گی اس خون کی تاثیر کہاں

بوسہ گاہ شہِ لولاک تھا حلقوم حسین
پھیر دی شمر جفا کار نے شمشیر کہاں

علی اکبر کا جگر چاک ہوا برچھی سے
خون میں ڈوبی محمدؐ کی وہ تصویر کہاں

خوب پُرسا دیا امت نے علی عابد کو
پائے بیمار کہاں حلقۂ زنجیر کہاں

کوفہ و شام کے بازار میں سر ننگے اسیر
بیٹیاں فاطمہؑ کی اے فلک پیر کہاں

نوحہ

کی دن دسویں دا چڑھیا اے کی ظلم ہنیریاں چلیاں نے
تصویراں پاک رسولؐ دیاں اج وچ کربل دے رُلیاں نے
اج کیندے سنگن مناواں میں کیویں ڈھولی کبراؑ پاواں میں
اک پاسے لاش دے ٹکڑے نے دوجے پاسے مہندیاں گھلیاں نے
کج کربو پاس رسالت دا نہ کھوہ وہ لال ولایت دا
تُساں تیر چلاون ٹلنا نہیں اصغر دیاں سُکھیاں بُلیاں نے
اج کر حسین دی جھک گئی اے ہر آس زینب دی ٹک گئی اے
صغرا دیاں ساریاں سدراں اج برچھی دے پھل مال تلیاں نے
نیزے تے لاڈلا حیدر دا اے جگر ہے پاک پیمبرؐ دا
اج عرش دی تھر تھر کنب گیا نبیاں نبی عُباتاں بھلیاں نے

نوحہ

تقصیر تے نہیں کوئی سید دی ہویا ویری کُل زمانہ اے
اہیو آخری رات مسافراں دی کل خبرے کی ہو جانا اے

اج رات نوں رج رج کے تک لو زہرا ڈیرہ وسدا اے
بس تھوڑی دیر بہاراں نے اینا فجرے لٹیاں جانا اے

نبی پاک تے رات نوں صحرا چوں رہے چُندے تکیاں سوّں نوں
زہرہ اس تھاں نوں رہی چُمدی جتھے سر سجدے وچ آنا اے

تک رنگلی جوانی اکبر دی برچھی دا سینہ چیر گیا اے
تاریخ نوں آکھو یاد رکھے اے صغرا دا نذرانہ اے

ارمان حسن دی بیوہ دے شاہ گنڈ وچ بن کے لیاتے نے
ماں لاڈلے پتراں نوں کی ویکھے سر سہرا نہ ہتھ گانا اے

شاہ کھیا تیراں نوں گل دچوں اصغر نے اکھیاں میٹ لیاں
جیہڑا جھولے دے وچ سوندا سی اونے خاک تے ڈیرہ آنا اے

شاہ برچھی دا پھل کھچ لیا تے اکبر نے کلیجہ پھڑ لیا اے
اپنے سینے توں ہتھ نہیں چکنا اینے ماں توں زخم لکانا اے

شبیر تیری تربیت نے ماواں دی فطرت بدل دتی
زینب نے کراں کیاں نے پتراں نے مرن لئی جانا اے

اینوں من تے سہی ازماتے سہی اینوں دل دے دکھڑے سناتے سہی
جیہڑا ہر مشکل حل کردا اے پنجتن دا پاک گھرانہ اے
کی اڑیا پانی مشک وچوں عباس دا دل وی ڈب گیا اے
تیرے ماشکی چاچے نے بی بی ہون خیمے دل کی آنا اے
کربل دے وچ تے بیبیاں نے جو ہونا اے سب تکنا اے
زہرا والے دن دسویں دا بس تڑپ تڑپ لنگ جانا اے
لکھنا واں نوحے ہوگیا اے احسان بتول دے بچڑے دا
میں جعفری نوحہ خواناں وچ بس اپنا ناں لکھوانڑا اے

نوحہ

شبیرؑ کہہ کہ رو دیئے آنسو رواں دواں
اے لال تیری آج ہے یہ آخری اذان
اکبر تمہاری موت کا صدمہ سہوں گا میں
روئیں گی بے کسی پہ زمین اور آسمان
گھوڑے دوڑائے جائیں گے پھر تیری لاش پر
تصویرِ مصطفیٰ تیرا دشمن ہوا جہان
اکبرؑ کی موت اس دلِ مضطر سے پوچھئے
جس کا بھرے جہاں میں بیٹا مرے جوان

اک تیر حرملا سے ہی سیراب ہو گئی
اصغرؑ وہ تیری پیاس سے سوکھی ہوئی زبان
ننھی سی قبر کھود کے شبیرؑ رو دیئے
اصغرؑ مٹایا جائے گا یہ بھی تیرا نشان

نوحہ

(عادل)

ہائے کیوں نہ کیا لاشہ مظلوم دفن تیرا
مقتل کی خاک بن گئی شبیرؑ کفن تیرا
اب کون بچانے کو آئے گا مدینے سے
ہے دور کربلا سے شبیرؑ وطن تیرا
اک دن میں کئی لاشے نکلے ہیں ترے گھر سے
آباد اب نہ ہوگا زہراؑ یہ صحن تیرا
اجڑی ہوئی زینبؑ نے مقتل میں ترے آکر
پتھروں سے ہے نکالا شبیرؑ بدن تیرا
شبیر کے لاشے سے آواز یہ آتی تھی
ہر زخم سے زیادہ ہے درد بہن تیرا
ماں کہتی تھی قاسم کی اُٹھ لعل لگا مہندی
تیرے لاشے پہ لائی ہے زینب بھی شگن تیرا

اکبرؑ کا کہیں لاشہ کہیں بازو ہیں غازی کے
اجڑا ہے برچھیوں سے ہائے باغ عدن تیرا

سجادؑ مہاری کو جکڑا ہے زنجیروں سے
کنبہ چلا ہے کوفے پابند رسن تیرا

ہر پھول کو نیزے پہ بے جرم سجایا ہے
لٹ کے بھی سربلند ہے شبیرؑ چمن تیرا

گو تخت نشیں تو ہے اے قاتل شبیری
چلنے کبھی نہ دیں گے اب قیدی جتن تیرا

پیاسا ہوں کئی دن سے مجھے پانی پلا دینا
سُنا کیسے حرملا نے اصغرؑ یہ سخن تیرا

سورج بھی تڑپتا ہے جلتا ہے تیرے غم میں
ہائے زخم چومتی ہے ہر اک کرن تیرا

ہائے نہر کا ساحل اور تشنہ لبی شاہ کی
پیاسا حسینؑ مہماں اب نہر لبن تیرا

مظلوم کے تم نوحے بے خوف لکھو عادلؔ
زہراؑ کرے گی پختہ انشاءاللہ یہ فن تیرا

نوحہ

(سردار)

زہراؑ کے دل کے ٹکڑے ہیں ریتِ کربلا پہ
زینب بھی رو رہی ہے بالوں سے منہ چھپا کے
ہاتھوں میں خونِ اصغر لے کر شبیرؑ بولے
اس خون کو میں مولا پھینکوں کہاں پہ جا کے
ظالم نے سانگ ماری قبرِ بتول تڑپی !
برچھی لگی ہے ہائے تصویرِ مصطفیٰ پہ
کڑیل جواں کا لاشہ اور باپ کی ضعیفی
عباسؑ کیسے لاؤں اکبر کو میں اٹھا کے
اک رات کا ہے دولہا بارات لٹ چکی ہے
ٹکڑے بکھر چکے ہیں ہر طرف انما کے
بازو بھی کٹ گئے ہیں دانتوں میں مشک تھامے
تقدیر رو رہی ہے غازی تیری وفا پہ

نوحہ

سر نہیں شبیرؑ کا باقی تہہ خنجر رہا
اب تیرے بھائی رہے زینبؑ نہ تیرا گھر رہا

معاف کر دینا سکینہؑ اب چچا عباس کو
حلق تیرا خشک تھا اور میں لہو میں تر رہا

تو تو اک لمحے کو مادر سے جدا ہوتا نہ تھا
کس طرح مٹی کے نیچے تو میرے دلبر رہا

جانے کیسے بھا گئی معصوم کو ننھی قبر
پھر نہ جھولے میں نہ ماں کی گود میں اصغرؑ رہا

یا علیؑ یا مصطفےٰؐ کربل میں اب آجایئے
فاطمہؑ کے لاڈلے کا نہ تن رہا نہ سر رہا

چند لمحوں میں سرِ زینبؑ سے چادر چھن گئی
عمر بھر سجاد کی نظروں میں وہ منظر رہا

سر برہنہ ظالمو لائے ہو کس کی بیٹیاں
جو کبھی کوفے کا حاکم حیدر و صفدر رہا

نوحہ

(عرفان)

دشتِ غربت میں لٹ گیا زہراؑ کا بھرا گھر
زین العباد قیدی بنے زینبؑ ہیں کھلے سر
وہ شامِ غریباں میں خیمے جلے ہوئے ہیں
تنہا وہ پہرے دیتی رہی زینبؑ مضطر
کڑیل جواں کی لاش پہ تنہا کھڑے حسینؑ
قاسم ہیں نہ اصغر ہیں نہ عباس دلاور
سرور نے دیں آوازیں عباس باوفا کو
جب اٹھ نہ سکا شاہ سے لاشۂ علی اکبرؑ
اے شمر گوہر تو سر کو نہ کر جدا
مقتل میں صدا دیتی رہی شبیرؑ کی خواہر
کہتی تھیں یہ سکینہ اس شمر بے حیا سے
نہ چھین اے لعین تو یوں کانوں کے گوہر
دربارِ اشقیاء میں آئیں جو بیبیاں !
غش کھا کے بار بار گرے عابدِ مضطر

دفنا کے سکینہ کو اس خون بھرے کرتے میں
آنکھوں سے خون بہاتے رہے عابدِ مضطر
بکھرے پڑے ہیں ریت پر غنچہ دہن نبی کے
عرفان کربلا میں لٹا یوں باغ پیغمبرؐ

نوحہ

(نثار)

بکھرے پڑے ہیں لاشے اولادِ مرتضےٰ کے
زینب اُجڑ گئی ہے کرب و بلا میں آ کے
کیسے بھلائے مادر اصغر کا تیر کھانا
چُپ چاپ رو رہی ہے جھولے سے سر لگا کے
ہاتھوں سے دل کو تھامے دوڑے ہیں شاہ رن کو
شاید گرے ہیں اکبر برچھی جگر پہ کھا کے
دم توڑتے ہیں اکبر اے نامہ بر ٹھہر جا
اب کیا ملے گا تجھ کو صغرا کا خط سُنا کے
پامال کر دیا ہے لشکر نے جسم قاسم
شاہ چن رہے ہیں ٹکڑے اپنی عبا بچھا کے

ہو خدا حافظ کہ پھر تم سے نہ ملنے پاؤں گی
بھائی کی گردن کے بوسے لے لئے زینب نے کہا

رات کو آؤ گے بابا یہ بتا کے جائیے
روتی بابا سے لپٹ کر اور سکینہ نے کہا

قتل کر دیتے محمد کو مسلمان بے دریغ
راز یہ کرب و بلا میں قتلِ اکبر سے کھلا

رہ گئیں تنہا علی کی بیٹیاں بن میں نثار
سامنے لاشے پڑے ہیں وارثوں کے جابجا

نوحہ

(نثار)

آ ہوش میں سجاد کہ گھر جل گئے سارے
سب ٹوٹ گئے زینبِ مضطر کے سہارے
یہ تیرا ہی دل ہے کہ سناں کھینچی ہے تو نے
صدقے تیرے شبیر ابراہیم پکارے
شبیر لحد کھود کے یہ سوچ رہے ہیں
اب کس کو کہوں قبر میں اصغر کو اتارے
بیٹھی ہے یتیموں کو جلے خیمے میں لے کر
سیدانیاں تنہا ہیں کہ وارث گئے مارے
میں آخری رخصت کیلئے آئی ہوں بھیّا
غازی کو بلاؤ ہمیں محمل سے اتارے
خط لکھتی ہے سکینہ کے اُسے کون بتائے
تو لُٹ گئی صغرا تیرے بھیّا گئے مارے
بابا مجھے اک پل کو ہی سینے سے لگالو
دن بھر سے ہوں بے چین بہت رو کے ہارے

امت نے دیا خوب ہمیں اجرِ رسالت
دستارِ نبیؐ لوٹی ہیں بُرقعے بھی اتارے

بھیا تیرے بازو مجھے رستے میں ملے ہیں
یہ کیا ہے یہاں تم ہو وہاں بازو تمہارے

ہاتھوں پر اٹھا کر کہا شبیرؑ نے لوگو
بچہ میرا دم توڑتا ہے پیاس کے مارے

گھوڑے کے قدم تھام کے کہتی ہے سکینہ
بابا او مجھے چھوڑ چلے کس کے سہارے

مارے ہیں طمانچے مجھے بالوں سے پکڑ کر
دُر کھینچ کے ظالم نے ہیں کانوں سے اتارے

دیکھے تو نثار آج کوئی حُرؑ کا مقدر
دوزخ سے چلا آگیا کوثر کے کنارے

نوحہ

(سردار)

نیزے کے پاس جاکر دکھیا بہن پکاری
ظالم نے میرے سر سے بھیا ردا اتاری
ہاتھوں پہ تیرے تڑپا تیرِ قضا سے اصغرؑ
اکبرؑ کے بھی لگی ہے برچھی جگر پہ کاری
سوتے فرات بازو عباس نے کٹائے
بے حال تھی سکینہ رو رو کے لات ماری
دُر چھن گئے ہیں اسکے رخسار پر نشاں ہیں
قیدی ہیں اور منزل اب شام ہے ہماری
تھے عونؑ و محمدؑ میرے جگر کے ٹکڑے
نانا کے دین کی خاطر دونوں نے جان واری
طوق و رسن میں جکڑے بیمار بھی ہیں عابدؑ
مظلومِ کربلا کے آنسو رہیں گے جاری
سردارِ کارواں کو امت نے خون رلایا
تا حشر اب رہیگی امت کو شرمساری

نوحہ

(یوسف)

پڑے ہیں بے کفن لاشے کہیں بیٹے کہیں بھائی
پرائے دیس میں زینب پہ کیسی شامِ غم آئی

وہ پہلی رات تھی غربت میں جب اصغر جدا سویا
کٹی نہ مادرِ دلگیر سے اس شب کی تنہائی!

بہن کی یاد میں کچھ اسطرح تڑپا ہوا دل تھا
سناں بھی سینۂ اکبر سے گھبرا کر نکل آئی

گلا کٹتا رہا شبیر کا آغوشِ مادر میں
دلِ زہرا سے پوچھو شمر کے خنجر کی گہرائی

دیا سجاد کو لوگوں نے یوں مظلوم کا پرسہ
گلے میں طوق ڈالا پاؤں میں زنجیر پہنائی

اٹھا اک شور پانی لے چلے عباس خیموں میں
سکینہ دوڑ کر بے شیر کا کوزہ اٹھا لائی

نہ چھینو فاطمہ زہرا کی چادر ٹوٹ کر زینب سے
کہ ہے مظلوم کا مقتل میں بے گور و کفن بھائی

بہا خونِ جگر یوسف وہی عابد کی آنکھوں سے
ہوئی کچھ اس طرح شامِ غریباں سے شناسائی

نظر آتا نہیں اکبر ذرا آواز دے دینا
تمہارے ساتھ رخصت ہوگئی بابا کی بینائی

سکینہ مرگئی رخسار پہ بابا کے سر رکھ کر
یہی ایک بات تھی معصوم کو زنداں نے سمجھائی

وہ تنہائی کا عالم فاطمہ کے لعل پر آیا
جواں بیٹے کا لاشہ اور نہ تھا عباس سا بھائی

نوحہ

ہوا جو کرب و بلا میں ستم کی بات کروں
کس طرح گزری ہے زینب پہ یہاں رات کروں

غازیؑ آجاؤ یتیموں کو سنبھالو آ کر
تم سے پھر شام کے بارے میں کوئی بات کروں

تجھ پہ صدقہ میں کروں عونؑ و محمدؑ بھیّا
پیش چادر کے سوا کیا تمہیں سوغات کروں

حُر سے زینبؑ نے کہا بھائی میں شرمندہ ہوں
خود میں پیاسی ہوں تو کیا تیری مدارات کروں

جب سناں سینے سے نکلی تو یہ اکبرؑ نے کہا
درد تھم جا کہ میں بابا سے کوئی بات کروں

میں نہ پل بھر کو جدا بابا کے سینے سے ہوئی
امّی تبلاتیں کہ میں کیسے بسر رات کروں

سر پہ وارث نہیں گود میں اصغرؑ بھی نہیں
بولو فضہؑ کہ میں کیسے یہ بسر رات کروں

کس طرح تیر لگا کس طرح گردن ٹوٹی
شاہ کہتے تھے بیاں کس سے یہ حالات کروں

برچھی و تیر و سناں طوق جو امت نے دیئے
پیش میں اجرِ رسالت کے انعامات کروں

لوگ رونے نہیں دیتے تیرے لاشے پہ مجھے
دل میں حسرت ہے کہ ماتم تیرا دن رات کروں

بس میں ہوتا تو بدلتی تیرا پہناوا اصغرؑ
کاش تربت کا پتہ ہوتا تو ملاقات کروں

کیا یہ ممکن ہے تو بتلاتی مجھ کو بابا
آخری بار میں صغرا سے ملاقات کروں

گر کر لاشے پہ برادر کے یہ زینبؑ نے کہا
کس سے میں اپنے اجڑنے کی شکایات کروں

ہیں جو پہنے ہوئے زنجیر یہ مجرم تو نہیں
دیکھ سجدوں کے نشان اور میں کیا بات کروں

نوحہ

لو رات غریبوں کی ڈھلی وقتِ سحر ہے
اور زینبؑ و کلثومؑ کا آغازِ سفر ہے

رستے میں کئی بار سکینہؑ نے یہ پوچھا
امّی بھری دنیا میں اپنا بھی کوئی گھر ہے

آثار سکینہؑ کی یتیمی کے ہیں ظاہر
رخ پہ ہیں طمانچوں کے نشان خاک بسر ہے

زینبؑ نے کہا لاشۂ عباسؑ پہ آ کے
بھیّا میری چادر کی بھی کچھ تم کو خبر ہے

کس شان سے بے کس نے کیا آخری سجدہ
سجدے میں تن پاک ہے اور نیزے پہ سر ہے

عریاں ہے گرم ریت پہ مظلوم کا لاشہ
اب دوشِ محمدؐ ہے نہ جبریل کا پر ہے

شہزادی کی آمد ہے در و بام سجے ہیں
اور مسلمؑ بے کس کا درِ کوفہ پہ سر ہے

نوحہ

لاشِ مظلوم کی مقتل سے اٹھائی نہ گئی
حیف صد حیف ہے تربت بھی بنائی نہ گئی

کاش زینب کو کوئی بھائی کا پرسہ دیتا
اہلِ اسلام سے یہ ریت نبھائی نہ گئی

بابا بابا کی صدا گونج اٹھی زندان میں
مرتے دم تک بھی سکینہ کی دہائی نہ گئی

کیسی ویران تھی مدینے کی فضا بعد حسینؑ
اس طرح اجڑی یہ بستی کہ بسائی نہ گئی

بڑھکر فضہؑ ذرا زینبؑ کو سہارا دینا
اب بھی دربار میں روداد سنائی نہ گئی

کر دیئے بھائی پہ قربان جگر کے ٹکڑے
عزمِ زینبؑ ہے کہ روتے ہوئے پائی نہ گئی

لاشِ اکبرؑ پہ جھکے کہتے تھے شاہِ شبیرؑ
ہم سے افسوس تیری پیاس بجھائی نہ گئی

کہیں دربار کہیں کوفہ کہیں شام کی راہ
جس پہ نازل ہوا وآن نواسی اسکی
کیسے کیسے تیری ہمشیر رلائی نہ گئی

قیدی امت ن ں شام کے زندان گئی

نوحہ

(صابر)

نیمے وی سڑ گئے نے پردے سراں تے نہیں
رب جانے بیبیاں نے اوشام کنج گزاری
رکھیا لوکا لوکا کے ہائے کیندی نظر لگ گئی
اکبرؑ جواں دے ہائے سینے چ برچھی لگ گئی
اہم لیلہ دی لوگو لٹ لئی جاگیر ساری
اوٹاں توں ڈگدے ڈگدے سیاں دے بال وچھڑے
بھینی دے دل توں پچھو جنہاں دے ویر نکھڑے
بچ جاوے ویر اصغرؑ مرجاوے بہن پیاری
سیدانیاں سی قیدی دربار وچ بلایا ! !
سجادؑ مہاری نوں اِس غم نے خون رُلایا
تک کے بیمار بچڑا پھوپھی آکھے صدقے واری
دے کے معصوم بچڑے کلمہ نبیؐ بچایا
افسوس مسلماناں تیراں دا مینہ وسایا
نیزے تے پڑھ ریا سی صابرؔ قرآن دا قاری

نوحہ

(شاعر)

کربلا توڑ پیا آلِ نبیؐ دا کارواں
منزلاں لمیاں تے پیری ساربان تے بیڑیاں
مملاں توں ڈگ پیاں عباس واگن بیبیاں
وارثاں دے لاشیاں نوں ویکھ کے بے وارثاں
لائی نہ بھیناں نے مہندی منہ نہ تیرا ویکھیا
وین کردی بہہ گئی اے لاش تے اکبرؑ دی ماں
بے کفن شبیرؑ دے لاشے تے کیندی سی ربا ب
مینوں اصغر دی قسم مٹھاں گی جیندی جی نہ چھاں
مار کے کوڑے اٹھائیاں بیبیاں ہر لاش تے
ٹر پیاں مجبور آخر روندیاں کرلاندیاں
کس طرح طے کیتیاں نے منزلاں سجادؑ نے
راہ دے وچ بیمار نوں ملیاں کتھے سایہ نہ چھاں
بھین دے لاشے تے رو کے آکھیا سجادؑ نے
مل گیاں تینو سکینہؑ قیدتوں آزاد یاں
شام دے زندان وچ آکے سکینہؑ مرگئی
کھل گئی رسی گلے دی مک گیاں نے منزلاں

نوحہ

(یوسفؔ)

بے پردہ حرم شام کے بازار میں لانا
سجادؑ تیرے درد کو کیا جانے زمانہ!

اے رہگذرِ شام کہیں دیکھا ہو تو نے
بے یار و مددگار محمدؐ کا گھرانہ

سجاد کی غربت میں وہ ڈوبا ہوا منظر
مظلوم کا زنداں میں سکینہؑ کا اٹھانا

وہ احمدِ مرسل کا گھرانہ سرِ محفل
عابد کو اشارے سے ستمگر کا بلانا!

مارے گئے غربت میں سکینہ کو طمانچے
اچھا نہیں ہوتا ہے یتیموں کو ستانا

روضے پہ دعا کرتی ہے روتے ہوئے صغراؑ
جلدی سے میرے بھائی کو لے آیئے نانا

ہے پاؤں میں بیڑی تو گلا طوقِ گراں میں
کس دین میں ہے بیمار کو یوں کھینچ کے لانا

بازاروں سے نکلا تو لہو روتے گا برسوں
کہدے علی عابد سے کوئی شام نہ جانا

وہ آلِ پیمبرؐ پہ برستے ہوئے پتھر
منہ زینبؑ و کلثومؑ کا بالوں سے چھپانا
چھپتی رہی شہزادیاں سجادؑ کے پیچھے
وہ شام کا دربار تماشائی زمانہ!
ممکن نہ تھا ہوتا جو علمدار جہاں میں
عباسؑ کی ہمشیر کا دربار میں آنا
سوتی ہے ابھی باپ کا سر گود میں لے کر
اے شمرِ لعین دل نہ سکینہؑ کا دکھانا
یوسف علی اکبرؑ کہیں مل جائے تو کہنا
روٹھی ہوئی صغراؑ کو ذرا آ کے منانا

نوحہ

(ناصرؔ)

عابد بیمار کی پُر درد کہانی
رو کر گزاری جس نے ہائے ساری جوانی
تپ جاتے تھے زنجیر تو سجادؑ کی ہمشیر
ڈالتی تھی بھیا کے زنجیروں پہ پانی

کس کے گلے میں طوق ہے پہچانو خدارا
پاک محمدؐ کی ہے یہ انمول نشانی
پوچھی مختار ثقفی نے خون رونے کی وجہ
کہنے لگے ساتھ میرے زہراؑ ثانی

تھک جاتے تھے سجادؑ تو دم لینے کو رُکتے
ہوتی تھی پھر کوڑوں سے ہائے ایذا رسانی
عابدؑ کی ہنسی چھینی ہے کربل کے ستم نے
آنکھوں میں ہر وقت ہے خیموں کی ویرانی

ناصرؔ جفا کے زہر نے مولا کی جان لی
خاک میں چھپ گئی تفسیرِ قرآنی

نوحہ

لوگو ذرا ہٹ جاؤ سجادؑ کو آنے دو
قرآن کے سہارے سے پڑھ تو بنانے دو
ہاتھوں سے رسن کھولو زینب نے یہ فرمایا
مجمع ہے کمینوں کا منہ ہم کو چھپانے دو

بے شیر علی اصغرؑ پل بھر کا پیاسا ہے
معصوم سکینہ کو پانی تو پلانے دو
فرزند سقیہ کو اتنا تو کوئی کہہ دے
یہ ثانیٔ زہراؑ ہے بلوے میں نہ آنے دو

معصوم یتیموں کا غازی ہی سہارا تھا
ان پیاسوں کو بہلا کر زینبؑ کو سلانے دو
آنسو ہے سخت جاری سجادؑ مہاری کے
دربار شرابی ہے زینب کو نہ آنے دو

نوحہ

(نثار)

راہوں میں سارباں کو چھاؤں ملی نہ سایہ
بے تاب دھوپ میں ہے زنجیر کا ستایا

پردیسیوں کی قبروں میں تربت سکینہ
کس نے ہیں پھول ڈالے کس نے دیا جلایا

زینب کے سر میں اب تک ہے ریت کربلا کی
رسی نے بازوؤں پہ کالا نشاں بنایا

زہرا کو یاد آیا پہلو کا کوئی صدمہ
دُرّے کا نیل ماں کو زینب نے جب دکھایا

اجڑے گھروں میں گونجی آواز ہائے اکبر
صغرا کو جب پھوپھی نے رو کر گلے لگایا

جانا کچہریوں میں چھوٹا نہ بیبیوں کا
ایسا کسی عدو نے دربار میں بلایا

کہتے ہیں منزلوں پہ ماؤں سے رو کے بچے
امی وطن مدینہ کیوں اب تلک نہ آیا

حافظ نثار بن کر دکھلائے تو محافظ
نوکِ سنا پہ جس نے قرآن ہو سنایا

نوحہ

(عادل)

اجڑا ہوا ہے قافلہ اور شام کا زندان
بیٹھا جو قیدی خاک پہ سجاد ہے دربان

بے ہوش در پہ ساجدین طوق و سلاسل پہ جبیں
گھبرا گئیں پردہ نشیں مر جاتے نہ لاغر کہیں
سجاد تیرے درد و غم کیسے کروں بیاں

زینبؑ کے سر میں ہے لہو سجانے کی گفتگو
مشکلکشا کی آبرو لے کے نہ جا دربار تو
بھولا بتا اے شمر کیوں شہزادیوں کی شان

رویا لہو بازار میں ہیبت در و دیوار میں
آیا علی دربار میں زنجیروں کی جھنکار میں
گھبرایا بیٹھا تخت پہ ہائے شام کا سلطان

میں دخترِ مشکلکشا مادر میری خیر النساء
بھائی شہید کربلا جس نے لٹایا گھر بھرا
باغی نہیں امام ہے ہے وارثِ قرآن

تاریک زندان کی فضا روشن نہ تھا کوئی دیا
زینبؑ نے رو کے کی دعا اے وارثِ ارض و سما
جس حال میں بھی تو رکھے تیرا ہے احسان

یہ وقت کا امام ہے اور فاتحِ شام ہے
یہ مجتمعِ اسلام ہے سجاد اس کا نام ہے
زینبؑ کہے تعظیم کر اے ثانیٔ سفیانؑ

دربار میں تھی مہکشی سجاد پہ چھائی غشی
فضہ نے توڑی خاموشی بیدار ہو گئے جبشی
افسوس کلمہ گوؤں نے کھولی نہیں زبان

زیرِ تخت جو ہے سر پڑا یہی بوسہ گاہِ مصطفےٰ
میں ہوں اِنما یریداللہ مجھے کر دیا بے ردا
جو بہہ رہا ہے طشت سے ہے نحنِ عمرانؑ

چھینوں سکینہؑ سے نہ سر آرام آیا لمحہ بھر
روتی رہی پورے سفر کہتی رہی ہاتے پدر
مجبور قیدی کو بہن دو پل کی ہے مہمان

مرجھا گئے چہرے کھلے صحرا کی تپشوں پہ پلے
تحت السریٰ کیوں نہ ملے زینب کے پاؤں بھی جلے
پُر درد عادل ہے زمین روتا ہے آسمان

نوحہ

(عادل)

ایہو غم مُکا گیا ہے سجاد دی جوانی
رُلیاں نے وچ بازاراں کیوں آیتاں قرآنی

ماں عوّلی دی پکاسے ویے وے چا کوئی چادر
مشکل چے کوئی کردے سیداں تے مہربانی

اصغرؑ نو یاد کردی ہر اُجڑی گود ماں دی
رُندے قتل تے چھا گئی اے کائنات تے حیرانی

ڈیکھلا زمین تے دوڑن اونٹھاں نوں پے پلادن
سیداں دے بال پیاسے رہ گئے نہ ملیا پانی

گل چوں نہ لاوے باواں ردو سکینہؑ آکھے
چن ویر مار ویسی مینو قیدی دی ویرانی

سجاد دے جگر نوں گل چیر گئی اے عادل
تاریخ دے وچ آسی دربار دی کہانی

رسیاں چوں ہتھ دیکھے کبرا دے مہندی والے
اکھیاں چوں جاری ہوئی تانیوں دی روانی

نوحہ

بھین اٹھاراں ویراں دی بن چادر دے پتی فرماوے
ڈر لگ دا اے ہمار مہاری غیرت وچ نہ مرجاوے
شمر توں ڈر کے نہ دے ہکلاں پاک سکینہؑ غازیؑ کوں
توں معصوم اے منگ دعاواں خون شبیر دا رنگ لاوے
بن بازو دے تڑپدا ویکھیا ویر جلالیاں والے نوں
آکھے حکم جے منیاں نہیں ہن فرق وفا وچ نہ آوے
اک دم امام سجادؑ دیاں ویرن اوکھیاں منزلاں نے
بھل جاندا مینوں اپنا پردہ عابدؑ جدے کوڑے کھاوے
بے وطناں پردیسیاں دانگوں مقتل وچ مظلوم دا لاشہ
وسدا نہ کوئی وی در یعنی پتھراں چوں جھڑا جاوے
ہائے حسین دا آگیا وعدہ قاتل ڈھل دی رات دے ویلے
چکیاں پیس کے پالن والی ہر منزل تے کرلاوے

نوحہ

(سردار)

سجاد نوں دیندے نے بے جرم سزاواں
دکھ سہہ کے وی سید نے منگیاں نے دعاواں

بیمار ہے مدت توں کیویں ٹریا خدا جانے
نہیں طوق ٹرن دیندے تنگ کیتا ہے زخماں نے
پیراں چوں لہو وگدا پتھریلیاں راہواں

کر مرس شمر لعین ظالم میری بھین سکینہ تے
انج لوک نہیں کردے کدی ظلم یتیماں تے
کیویں تیریاں انگلاں چوں ایدے وال چھڑاواں

نہیں خون اجے رکیا کتاں چوں سکینہ دا
آکھے لاڈلی بابل وی دربار لعیناں دا
دسو نامے خدا ایدے کیویں زخم لکاواں

چک لاشہ سکینہ دا ہر موڑ تے رکدا اے
سب جاندیاں راہیاں توں بیمار اے بچدا اے
کیڑی جاہ تے مسلمانو ایدی قبر بناواں

سجادؑ دی غربت تے بازار وی روندا اے
تک حال یتیماں دا سردار وی روندا اے
غش آندے نے سید نوں رک جاندیاں ساواں

نوحہ

(اعجاز)

خون آنکھوں سے بہاتا ہوا بیمار آیا
ساتھ زینبؑ کو لئے شام کے بازار آیا

جس کو چلتے ہوئے دیکھا نہ کبھی حیدرؑ نے
اس کا سر کوئی چھپانے نہ حیادار آیا

چہرے بالوں میں چھپائے ہوئے سب آئے ہیں
یاد کلثومؑ و رقیہؑ کو علمدار آیا

سر پہ قرآن رکھو اور بتاؤ لوگو
کون سے جرم میں یہ گھر سرِ بازار آیا

دینِ اسلام محمدؐ کا نواسہ تجھ پر
اکبرؑ و اصغرؑ و قاسمؑ بھی رن میں وار آیا

ہائے دربارِ شرابی میں گئی بنتِ علیؑ
کوئی نہ زہراؑ کی بیٹی کا طرف دار آیا

جب بھی زندان میں سکینہؑ نے پرندے دیکھے
یاد گھر اپنا مدینہ کا بار بار آیا

آج اعجاز نہیں کوئی مدد گار یہاں
یاد زینبؑ کو ہائے غازی علمدار آیا

نوحہ

نجفی

درد سجاد کے قرطاس پہ لاؤں کیسے
ہائے رقتا ہے قلم لفظ بناؤں کیسے

زخم جو جسم پہ آئے ہیں دکھا سکتا ہوں
دل نے جو شام میں کھائے ہیں دکھاؤں کیسے

جن کی مادر کا جنازہ تھا اٹھا رات کے وقت
سر برہنہ سر بازار ! بھلاؤں کیسے

کربلا کوفہ جو شام میں تکریم ہوئی
روح اجداد تڑپتی ہے سناؤں کیسے

رسیاں پاؤں میں چھالے تھے طماچوں کے نشاں
حسرت و یاس کی میت کو اٹھاؤں کیسے

پا بجولاں ہوں میں ہے طوق گراں زیب گلو
اونٹوں سے گرتے ہوئے بچے اٹھاؤں کیسے

ابر تھا پتھروں کا قہقہے بھی طعنے تھے
تنگ بازاروں سے بازاری ہٹاؤں کیسے

نو سو درباری تھے ناموس نبی پیش ہوئی
ہوں غیور خون نہ آنکھوں سے بہاؤں کیسے

اے زمانے کے یزیدو نہ کہو نجفی سے
خاک کی نورسی اوقات دکھاؤں کیسے

نوحہ

رونے کیلئے کافی ہے سجاد تیرا نام
تو شہنشاہِ درد ہے بتلا رہی ہے شام

چلا بے کسوں کا کارواں بیمار لوگوں ساربان
ہے سنگ سر عریاں شہہ لافتح کی بیٹیاں
کرب و بلا کے دشت میں برپا ہوا کہرام
مشکل تھی بڑی وہ گھڑی دربار میں زینب کھڑی
شبیر کے لب پر چھڑی سجّاد نے پہنی کڑی
دربارِ یزیدی کے لرزے تھے در و بام
زینب پکارے بے وطن بھائی میرا ہے بے کفن
کردے اسے کوئی دفن میرے ہاتھوں میں باندھی رسن
ہائے کیسے سُنا ہوگا سجاد نے پیغام
زندان سیاہ پوش ہے تنہائی کی آغوش ہے
عابد کہے نہ ہوش ہے دل ٹوٹا ہے خاموش ہے
اُمت نے سکینہ کو دیا موت کا انعام

مستوروں میں اک مرد ہے غیرت سے چہرہ زرد ہے
کربل کی جمی گرد ہے زینب کا دل میں درد ہے
روتا ہے سر جھکا کے کرتا نہیں کلام
زندان کی سویا خاک پر عادل لہو پوشاک پر
چرچے ہوتے افلاک پر سلطانی لولاک پر
ہیں جن و ملائک بھی سجاد کے خدام

نوحہ

(نثار)

سجاد کو کس جرم کی یارب یہ سزا ہے
زنجیر میں جکڑا ہوا بیمار کھڑا ہے
مارے گئے غربت میں مدینے کے مسافر
پردیس میں گھر فاطمہ زہرا کا لٹا ہے
اٹھارہ برس تک جسے پالا تھا پھوپھی نے
برچھی سے کلیجہ علی اکبر کا چھدا ہے
وہ شام کا بازار تماشاتی زمانہ!
سر احمد مرسل کی نواسی کا کھلا ہے

اے زینب و کلثوم خدا حافظ و ناصر
کہتے ہیں کہ بدلی ہوئی کوفے کی ہوا ہے
لے جاؤ نہ دربار میں یوں بنتِ علی کو
بے پردہ و چادر ہے جہاں دیکھ رہا ہے
جاتے بھی تو کیا لے کے وطن جائے گی زینب
عابد کے سوا کون ہے جو اس کا بچا ہے
سر پیٹ کر نثارِ غمِ شبیر میں رونا
زہرا کی رضا سنتِ محبوبِ خدا ہے

نوحہ

کیا کیا ستم سہے ہیں بیمارِ کربلا نے
مارے ہیں تازیانے بے رحم بے حیا نے
سجاد نوجواں تھے جب کربلا کو آئے
ضعیف کر دیا ہے اے شام تیری راہ نے
اک لاش خیمہ گاہ میں پامال ہو کے آئی
کیسے کیا شناخت بیٹے کو آج ماں نے

بابا کے ہاتھوں پر ہے جو تیر تو نے کھایا
عرش و فرش ہلایا اصغر تیری ادا نے
بازو بھی کٹ چکے تھے دانتوں سے مشک تھامی
قائم مثال کردی غازیؑ تیری وفا نے

نوحہ

سجاد کربلا کا فسانہ نہیں بھولے
بازار میں زینب کا آنا نہیں بھولے
غیور تھے امام میرے ساری زندگی
آنکھوں سے اپنی خون بہانا نہیں بھولے
سجدے میں سر حسین نے اپنا کٹا دیا
قرآن کو نیزے پہ سنانا نہیں بھولے
زندان کو بھول سکتے جو سجاد تو لیکن
لاشۂ سکینہ کو اٹھانا نہیں بھولے
تا زندگی نشان رہا طوق گراں کا
پتھر ہجوم شام میں کھانا نہیں بھولے

نوحہ

(نثار)

سجاد کو بے موت یہ غم مار گیا ہے
بے پردہ حرم ساتھ ہے اور شام چلا ہے

کہتی تھی یہ صغرا ہوا کیا کرب و بلا میں
قاصد تیرے دامن میں لہو کس کا لگا ہے

شکوہ نہیں زنداں سے کوئی بنتِ علی کو
کیا کم ہے کہ دیواروں نے پردہ تو کیا ہے

مقتل سے چلی آتی ہیں زہرا کی صدائیں
یارب یہ کہاں قافلہ سالار چلا ہے

وہ آ گئی زنداں سے رہا ہو کے سکینہ
سجاد کے سینے سے جو اک لاشہ لگا ہے

گرتا ہے جو سر غازی کا تھرا کے سناں سے
شاید سرِ زینب کو کھلا دیکھ لیا ہے

اے شمرِ لعین کس پہ تو برساتا ہے کوڑے
عابد تو بڑی دیر سے بے ہوش پڑا ہے

زنجیروں کی آواز ابھرتی رہی شب بھر
اس قیدی کو کیا روگ ہے کیوں جاگ رہا ہے

بہتا ہے شب و روز لہو آنکھوں سے اب تک
سجاد نے تشہیر کا وہ زہر پیا ہے

نہ مار سکینہ کو طمانچے اے ستمگر
احساسِ یتیمی ہی بڑی سخت سزا ہے

دربارِ جفا کار میں یوں آتی ہے زینب
چہرے پہ لہو عون و محمد کا ملا ہے

نوحہ

منزل شام کہاں غیرت شبیر کہاں
اے سجاد کو لے آئی ہے تقدیر کہاں

خیر ہو اصغر معصوم کا دل ڈرتا ہے
کوئی للہ بتا دو کہ چلے تیر کہاں

ڈھونڈنے جائے گی کس کس جگہ ماں اصغر کو
دشتِ خونخوار میں ہے تربتِ بے شیر کہاں

چین سے سوئے گی زندان میں سکینہ کیسے
اب وہ گھر بار کہاں سینۂ شبیر کہاں

دربدر خاک بسر حال پریشان زینبؑ
مجمعِ عام میں یوں وارثِ تطہیر کہاں

آج کوفے میں ہے بے پردہ علی کی بیٹی
اے شہزادیٔ کونین کی تشہیر کہاں

آج شاید کہ زمانے میں علمدار نہیں
ورنہ دربار میں عباسؑ کی ہمشیر کہاں

قتل شبیر ہوئے لٹ گیا گھر زہراؑ کا
ننگے سر دین کی خاطر گئی ہمشیر کہاں

نوحہ

(صابرؔ)

جب یاد سکینہ کو تیری آتی ہے بابا
سر زنداں کی دیواروں سے ٹکراتی ہے بابا

دربارِ یزیدی میں بھلا کیسے میں جاؤں
ہے چاک گریباں حیا آتی ہے بابا

کانوں سے ٹپکتا ہے لہو شانوں پہ دیکھو
ظالم کی اذیت مجھے تڑپاتی ہے بابا

یاد آتے ہیں جب شمر کے وہ ظلم و تشدد
ننھی سی دختر تیری گھبراتی ہے بابا

مرجاؤنگی پیاسی نہ کبھی مانگوں گی پانی
اصغر کی مجھے پیاس جو یاد آتی ہے بابا

کون میرے پاس جیوں کس کے سہارے
بھائی میری موت بنی جاتی ہے بابا

گھر راہِ خدا میں جو لٹا دیتے ہیں صابرؔ
دنیا انہیں مجرم یہاں ٹھہراتی ہے بابا

نوحہ

ہائے زنداں سے رونے کی صدا آتی تھی
کون سے جرم کی معصوم سزا پاتی ہے
جس کا بستر تھا کبھی سینۂ شبیر وہ کیوں
خاک پر رکھتی رخسار تو سو جاتی ہے
بخدا قید میں مر جائے نہ معصوم کوئی
جس کی میت پہ کھڑی موت بھی گھبراتی ہے
جس کا ہر حکم بجا لاتے تھے عباس کبھی
دیکھ کر شمر کی صورت وہ سہم جاتی ہے
اے مسلمان کرو خوف نہ یوں ظلم کرو
چیخ معصوم کی ہر عرش ہلا جاتی ہے
خاک سر میں ہے بھری چاک گریباں معصوم
شام کی راہوں میں تھکتی ہے تو گر جاتی ہے
شدتِ دھوپ سے بیمار کے تپتے زیور
پانی لے لے کر وہ زنجیروں پر چھڑک آتی ہے

باپ کی لاش پہ جی بھر کے تو رونے نہ دیا
ہاتھ ملتے ہوئے دنیا سے وہ اب جاتی ہے

لاش ہاتھوں پہ بہن کی لئے پھرتے ہیں بیمار
ہائے پردیس میں امت یہ غضب ڈھاتی ہے

دُر بھی چھینے ہیں تیرے تو نے طمانچے کھائے
ہائے غربت میری سرکار کو تڑپاتی ہے

نوحہ

(لال)

معصومہ کا لاشہ ہائے ہائے زندان سے اٹھایا ہے
بیمار کی آنکھوں میں یہ درد سمایا ہے

ڈالو نہ میرے منہ پر لے آناں فضہ پانی
بھولے گی نہ تا محشر اصغر کی وہ قربانی
پانی میرے بھیا کو پیکان سے پلایا ہے

کوفے سے اٹھی تھی بو کربل میں چلی آتی
ہاتھوں سے مسلماں نے خیموں میں ہے پہنچائی
اس آگ نے کرتے کے دامن کو جلایا ہے

شبیر کے سینے پر نازوں سے پلی لوگو
کرتا ہی کفن لے کر دنیا سے چلی لوگو
ہائے لال کفن زخمی گردن نے بنایا ہے

بھائی سے کہہ رہی تھی حسرت یہ کرو پوری
لاشہ تو نہیں قیدی ہے کون سی مجبوری
دفنانا جہاں تم نے اصغر کو سلایا ہے

زینبؑ نے کہا کہہ دو عابدؑ یہ سکینہؑ سے
فریاد کرے جاکر سرکارِ مدینہؐ سے
کانوں سے لہو ناناؐ امت نے بہایا ہے

نوحہ

(سردار)

ہائے یارب کس قدر تاریکی زندان ہے
خوف سے سہمی ہوئی معصوم سی اک جان ہے
جس کا بستر تھا کبھی شبیرؑ کا سینہ وہ کیں
خاک پر بے جرم تنہا ہائے وہ مہمان ہے
بابا! کہہ کے روتی ہے سکینہ رات بھر
موت بھی جس کو سُنا کر لوریاں حیران ہے
نہ اجالے کی کرن ہے نہ ہواؤں کا گزر
ہے سناٹا موت کا ہر سو قفسِ ویران ہے
ہائے دیواروں سے سر ٹکرا کے روتی مر گئی
نہ ملا جسکو کفن تنہا سرِ زندان ہے
آخری تھیں ہچکیاں پہنچے بیمارِ کربلا
کپکپاتے ہونٹ اور بالکل زبان بے جان ہے
تنگ اور تاریک زندان سے اٹھا کر بہن کو
چل پڑے بیمار روتے اور فضا سنسان ہے
نہ کوئی غمخوار ہے معصوم بے گور و کفن
آلِ احمد کس طرح سے بے سر و سامان ہے

چھین لینا گودِ مادر سے کس معصوم کو
یہ سزا معصوم کی تو موت کا عنوان ہے

داغ ہیں منہ پر طمانچوں کے گریباں چاک بھی
ہائے یہ حالِ یتیمی کی اصل پہچان ہے

جوڑتی ہے ہاتھ دونوں رو کے کہتی ہے یتیم
کسطرح کاٹوں گی میں قید وہ حیران ہے

جس کی خاطر کر دیئے بازو فدا عباسؑ نے
گھور اندھیرے میں بلکتی آیتِ قرآن ہے

پوچھتے پھرتے تھے ہر راہی سے رو کر یہ بیمار
کس جگہ پر دکھیوں کا ہائے قبرستان ہے

ہاتھ تو جکڑے تھے عابدِ بیمار کے
کسطرح سرزار کھودی قبر یہ ارمان ہے

نوحہ

(توقیر)

ہائے زندان میں سکینہ کو قضا آئی ہے
ہائے مرنے کے لئے معصومہ کہاں آئی ہے

لے کے سر بابا کا اس طرح خاموش ہوئی
پھر نہ زندان سے رونے کی صدا آئی ہے

جب ہوئی قید تو بھائی سے لپٹ کر بولی
بات مرنے کی بھیّا کو رد سنائی ہے

لاشے بیمار ہیں زنداں سے اٹھا کر میت
آئی کس طرح سے سادات پہ تنہائی ہے

چل بسی خاک پہ سینے پہ جو سونے والی
مر کے معصومہ کی ہوئی قید سے رہائی ہے

مر گئی پانی نہیں مانگا کسی سے لوگو
بعد نمازِ سکینہؑ ایسی گھبرائی ہے

ہائے رخساروں پہ باقی ہیں طمانچوں کے نشان
ہائے مسلموں نے پردیس میں رلائی ہے

کانوں سے جاری رہا خون سکینہ کا توقیر
لینے زندان سے مال زہراؑ بھی ساتھ آئی ہے

نوحہ

تاریک زنداں میں رہ گئی سکینہ تنہا
چھوڑے ہے بہن کو عابد روتا ہوا بلٹا
کیسی یہ گھڑی آئی بچی نے قضا پائی
گریہ کیا زینب نے پھٹنے لگا سینہ

بابا کو بلاتی تھی جب جب صدا آتی تھی
آئیں گے تمہیں لینے مت رونا سکینہ
سجاد سے لپٹ کر کہتی رہی سکینہ
اندھیری کوٹھری میں مجھے چھوڑ کر نہ جا

اس عالمِ وحشت میں مجھے نیند نہیں آتی
بابا کہاں گئے تم مجھے ڈر ہے لگ رہا
روتے ہی رہو پیہم کرتے ہی رہو ماتم
ہر آنکھ کہاں جانے رونے کا قرینہ

تفسیر ہے قرآں کی شبیرؑ کی قربانی
حق بات پہ مر جانا کبھی سر نہ جھکانا
زنداں کا اندھیرا کچھ خوفِ ستم کا
رونے بھی نہیں دیتے کیسا ستم کیا

غزلی میں در آلِ محمد کا ہوں منگتا
آیا ہے قلم میں اتر مدحت کا نگینہ

نوحہ

(لال)

ہاتے معصوم کے کانوں سے لہو جاری ہے
دیکھ نانا تیری امت کی وفاداری ہے
بن بلانوں سے ملی اونٹ سواری نانا
ہاتھ گردن سے بندھے دیکھ لاچاری نانا
ساتھ سجاد ہے اور حالتِ بیماری ہے

دیکھ چہرے پہ سکینہ کے طمانچوں کے نشان
در رچھنے اور لٹی چادر تطہیر وہاں
قیدی امت نے کیا شام کو تیاری ہے

لال زہرا کا جو غم دل میں بسا لیتے ہیں
پاک بی بی سے وہی دل سے دعا لیتے ہیں
محوِ ماتم ہے سدا ان کی عزاداری ہے

نوحہ

(انجمنی)

یارب کوئی معصومہ زنداں میں نہ تنہا ہو!
پابند نہ ہوں آہیں رونے پہ نہ پہرا ہو
تھی جسکو نیند آتی شبیر کے سینے پر
زنداں در زنداں جس کے لئے قضا ہو
ٹکرائے نہ وہ کیوں کر زنداں کی دیواروں سے
بھائی اور پھوپھی سے جسکو جدا کیا ہو
زندانوں سے آتی تھی آواز سسکنے کی
جیسے کہ سکینہ کو ہر زنداں رو رہا ہو
ہائے شام کی گلیوں میں روتی ہے قضا جسکو
جیسے کہ سکینہ کا کوئی نہ جنازہ ہو
بے کفن اسے عابد تنہا ہی اٹھا لائے
کونین کا وارث ہائے جس بی بی کا دادا ہو
دُر شمر لعین نے چھینے ہیں مارے ہیں طمانچے بھی
پیغام مدینے میں لے جائے جو جاتا ہو

سینے سے لگائے وہ غم شام کی دختر کا
اے چاند جسے اپنے مرنے کی تمنا ہو
زنداں میں اے نجفی یاد آئی سکینہ کو
دل رو رو کہہ رہا ہے اب نہ اجالا ہو

نوحہ

موت پردیس میں معصومہ کو کیسے آئی
تھا اندھیرا سا سے زنداں میں بہت تنہائی
ایک ظالم نے چھینے در اور طمانچے مارے
چاچا عباس علمدار کی پھر یاد آئی
بابا کے سینے پہ سونے کی بڑی عادی تھی
کیسے پھر ریت کے بستر پہ بھلا نیند آئی
رات ظلمت کی ہے فوجوں نے لگائے پہرے
بابا کو ڈھونڈتی مقتل میں پھری گھبرائی
روح پرواز چلی اور قفس ٹوٹ گیا
ہائے ہمشیر کا لاشہ تو اٹھاؤ بھائی
پیاس نے دیکھو بنا ڈالے زبان پہ کانٹے
گھونٹ پانی کو لعینوں نے بہت ترسائی

نوحہ

کیوں چاک گریباں سکینہؑ کا ہوا ہے
کیا سایۂ شبیرؑ ابھی سر سے اٹھا ہے
کیوں سر پہ سکینہؑ کے نہیں چھوٹا سا برقعہ
اظہارِ یتیمی ہے کہ سر خاک بھرا ہے

اکبرؑ نے سنبھالا تو جھکے جاتے ہیں شبیرؑ
کیا غازی علمدار کمر توڑ گیا ہے
کس لیئے چھوٹا سا گڑھا کھود رہے ہیں
اور کس کا لہو شاہ نے چہرے پہ ملا ہے

پیاسے کو قضا سانس بھی لینے نہیں دیتی
لایا ہے ابھی لاش ابھی لینے چلا ہے
جس وقت دیا غسل سکینہؑ کو تو دیکھا
کوڑوں کے نشان گہرے ہیں اور نیل پڑا ہے

بیمار کے ہاتھوں پہ تھی معصوم کی میت
تھی بہن کفن میں تو وہ خود طوق بپا ہے

نوحہ

سجاد سکینہؑ کو زنداں میں صدا دینا
جلتا ہو جو دامن تو آگ بجھا دینا
یہ حکم تھا حاکم کا زنداں کے محافظ کو
سو جائے اگر عابدؑ زنجیر ہلا دینا

ملتا ہے جب پانی پیتی نہیں سکینہؑ
پیاسا ہے میرا بھیا اصغرؑ کو پلا دینا
مارے شمرؑ طمانچے بولی سکینہ رو کر
دریا کے کنارے پر غازی کو صدا دینا

دربارِ اشقیاء میں آلِ نبیؐ کی پیشی
اے کلمہ پڑھنے والو آنکھوں کو جھکا دینا
بازار میں یہ خطبہ سجادؑ نے دیا ہے
ہم آل ہیں نبیؐ کی زینبؑ کو ردا دینا

عابد کے طوق بھاری زینب کی چھینی چادر
یہ اجرِ رسالت ہے نانا کو بتا دینا

نوحہ

(نثار)

روضے پہ مصطفیٰ کے صغرا دیتے جلائے
رو رو کے نانا جان کو فریاد بھی سُناتے
کس کو میں دل دکھاؤں دکھڑا کسے سناؤں
ایسے گئے ہیں بابا پھر لوٹ کر نہ آئے

میں مانتی ہوں منت سُن لو دعا اے نانا
للہ کسی کا بابا بیٹی کو نہ بھلائے
گھر میں ہے کوئی مٹی وہ لال ہوگئی ہے
کہتی ہیں امِ سلمیٰ صغرا نہ دیکھ پائے

عباس بھی چچا بس نکلے سکینہ جا کر
اب سے کہا کروں گی ان کو چچا پرائے
سُنتی ہوں ہو چکی ہے ابنِ حسنؑ کی شادی
میں رہ گئی ترستی سارے گئے بُلانے

قاتل کو جام دینا ہے آپ کی مروّت
بندا نثار ہو کر کیوں مدعا نہ پائے

بہنوں کو آرہے ہیں خط بھائیوں کے پیہم
نانا میری دُعا ہے اکبر کا خط بھی آئے

کہتے ہیں سرخ پھولوں میں سج رہے تھے دولہا
نامِ خدا دلہن کی مہندی بھی رنگ لائے

نوحہ

تربت پہ مصطفیٰ کی صغراؑ کا آہیں بھرنا
مر مر کے روز جینا جی جی کے ہائے مرنا

میں نے سجا کے رکھے سہرے میں چاند تارے
اکبر کی جب ہو شادی میرا انتظار کرنا

جب بھی خیال تیرا اصغرؑ میں لیکے سوئی
جھولے کا ٹوٹنا وہ خوابوں میں میرا ڈرنا

جاتی ہوئی ہواؤں دُکھیا کا حال کہنا
ہر راہ میں تڑپنا ہر راہ سے گزرنا

اک ماشکی کو دیکھا دریا پہ آتے جاتے
کٹنا وہ بازوؤں کا مشکیزہ منہ سے بھرنا

کربل کی طرف جا کے بھائی سے رو کے کہنا
قاسم لگا کر مہندی مجھکو بھی یاد کرنا

نوحہ

آواز مدینے سے کوئی آتی ہے واللہ
قبر کی جوانی کو کوئی روتی ہے واللہ

زندان کی تنہائی میں دم توڑے سکینہؑ
اب رونے کی آواز سوا آتی ہے واللہ

معلوم یہ ہوتا ہے آواز ہے زہراؑ
کربل کبھی کوفہ سے صدا آتی ہے واللہ

اصغرؑ کی شہادت کا دو مرگ منظر ہے
نیزوں اور تیروں سے قضا آتی ہے واللہ

عابدؑ سے مصیبت کا کبھی حال جو پوچھا
زنجیر نبی زادی کی بتلاتی ہے واللہ

حسینؑ جو رہتے ہیں غم آل نبیؐ میں
ہر سمت سے ماتم کی صدا آتی ہے واللہ

نوحہ

(ناصر)

اُجڑے گھروں میں کیسے صغرا نے دن گزارے
دیتی رہی تھی اُمِّ سلمیٰ بیمار کو سہارے
امت سے مانگتا ہے یہ خون رونے والا
زینب کی پاک چادر خواہر کے گوشوارے

ناموسِ مصطفیٰ کے ہیں سر برہنہ قیدی
بازارِ شامیوں نے پھر کس لئے سنوارے
بنتِ حسین مولا بالکل لبِ مرگ ہے
شکلِ نبی کو اُمِّ سلمیٰ جاکر کہاں پکارے

شاہِ وفا کا لاشہ لرزے میں آگیا تھا
سیدانیوں کے زیور امت نے جب اتارے
امت نے سیدوں کے تن سے عبائیں لوٹیں
مٹی اڑا کے ڈھانپے لاشے ہوا نے سارے

نوحہ

(اختر)

غزانے آنسوؤں کے کتنے دیئے جلائے
دیس جانے والے پھر لوٹ کر نہ آئے
شاید مباہلے کی پھر آپڑے ضرورت
زہرہ کی بیٹیوں کو شبیر ساتھ لائے
ونے کی دے تسلی بے آس قیدیوں کو
ال اپنے دل کا زینب جاکر کسے سُنائے
خاموش بہہ رہے ہیں آنکھوں سے خون کے آنسو
سجاد تو نے دل پر کیا کیا زخم نہ کھائے
ہرے پہ انگلیوں کے ابتک نشان ہیں باقی
ندان میں سکینہؑ روتی ہے منہ چھپائے
خیمے جلانے والے تھے جانشین انہیں کے
بنتِ نبیؐ کے گھر پر جو آگ لیکر آئے
تم اہلِ حسبونا کیا قرآن سمجھ سکو گے
اخترؔ فقیر کی جب باتیں سمجھ نہ پائے

نوحہ

(کوثرؔ)

فاطمہ صغراؑ یہ رو رو کے صدا دیتی ہے
روضۂ احمد مختار ہلا دیتی ہے

تم نے ہر ظلم کیا شام کے رہنے والو
زہراؑ ثانی تمہیں پھر بھی دعا دیتی ہے

آگ خیموں میں لگا دی ہے تو حیران کیوں ہو
یہ وہ امت ہے جو قرآن بھی جلا دیتی ہے

بے کفن کوئی جو دیکھے گا تو کیا بولے گا
خاک اڑتی ہے تو لاشوں کو چھپا دیتی ہے

ہائے وہ شام غریباں کی اداسی کوثرؔ
یاد آتی ہے تو پتھر کو رُلا دیتی ہے

لوگ آ آ کے یہ کہتے ہیں دربانوں سے
کون معصومہ ہے جو زندان میں صدا دیتی ہے

نوحہ

(لال)

وچھڑے نہ کوئی لوکو ہمشیر بھرانواں توں
پوچھو ہوندا وچھوڑا کیں صغرؑ دیاں ماناواں توں!

رب جانے کیویں بی بی نے اے عید گزاری
اُس ویرے پیراں دے نشاناں تے وچاری
ہٹیاں نہ گدے تنراں اکبرؑ دیاں راواں توں

آہندی اے کیویں قاصدا بابے نوں اے جاکے
کبراءؑ تے سکینہؑ نوں میری طرفوں اے آکھے
اصغر نوں بچار کھنا اپنا گرم ہواواں توں

بھینیاں کوں بھراواں تے بہوں مان نے ہوندے
دکھ درد کوئی ہوسے ایہو نال کھلوندے
بھینیاں نہ جدا ہون ویراں دیاں چھاواں توں

ماں لیلیٰ دا جے لال کدی پھرا جے پاوے
سکدی ہاں میڈا ویرجے آہرا وکھاوے
جاون نہ اوکوں دیساں میں دوز نگاواں توں

دنیاں توں جیہڑے ڈیں میڈی سین ہے آئی
اس ڈیں تو ملی لوگو سکی ماں دی جدائی
تقدیر دچھوڑے نہ انج دھیاں کو مانواں توں

نوحہ

(اختر)

چن ویر ہوں تے آجا صغراؑ پکار دی
کیوں یاد بھل گئی اے دکھیا ہمیار دی
نانے دے روضے جا کے فتاں ہیں منیاں
دیوے جلا کے رو رو عرضاں گزار دی
اکبرؑ میں تیری راہ تے بیٹھی آں ویرآ
جس دن دی گل سُنی اے برچھی دے وار دی
جے کر نہ ہوندا غازی پردے دا تقاضا
گھوڑے توں آکے تینوں زینبؑ آتار دی
اختر ایہ رونا پٹنا ضائع نہیں اے جاوناں
جنت ملے گی قیمت سیدہ دے پیار دی

نوحہ

(نجفی)

لگ لگ نال کنداں دے بی بی صغراؑ روندی رہندی اے
پاک نانے دے روضے اتے دیوے بال کے بہندی اے

چاچا غازیؑ ایسا ٹریا
مینوں لین لئی نہ مڑیا
کھبیاں باہواں علم ٹوٹے دا
ماتم کردی رہندی اے

اکبرؑ ویر دے پین پلیکھے
بی بی چک چک اڈیاں دیکھے
اک واری تے شکل دکھاوے
رو رو کے اے کہندی اے

حرملؑ دل تے تیر چلایا
پینگا ٹڈ دا نظریں آیا
ڈوری پھڑ پینگے دی بی بی
رو رو اٹھدی بہندی اے

نابدؑ ویر دے بیڑیاں پائیاں
سر ننگے نے زہرؑا جائیاں
بھین سکینہ جھڑکاں جھلے
لی کی دکھ پئی سہندی اے

لنگ گیا اے وعدہ تیرا
نہ میں لگدا ویکھیا سہرا
جھڑی ساں میں گھول کے بیٹھی
سک گئی ویرن بہندی اے

تے نخفی دی آقا زادی
چھڈی ساریاں راہیاں نوں
لبرؑ قاسمؑ نہیں جے ڈٹھے
ردم کھپدی رہندی اے

نوحہ

ویر وے تکاں تیریاں راہواں آجا
ہو گئے نے ساں تھڈے میں مڑی جاواں

نانے باک دے وضے جا کے عرضاں کیتیاں میں تسلے پا کے
تو نہیں آیا اکبرؑ میں منگیاں دعاواں ویر وے

ویراں والیاں جدوں ویکھنڈاون صغر تیریاں مینو یاداں آون
خالی جھولا تیرا میں روز ہلاواں ویر وے

منتاں منیاں پر تو نہیں آیا چیتا بھین دا تو خوب بھلایا
کی تیرا سزاواں تینو چھٹیاں پاواں ویر وے

صغراً بہہ گئی اے گھول کے مہندی گانہ ویر دا چم چم کیندی
ہون تے آجا اکبر تیرے مگن منواں ویر وے

علماں والیا میں تیرا نوکر
سجدہ خاک دا کر چھڈ دایا اختر
دکھ سادات دے کھدا شالا مر جاواں

نوحہ

شاؔر

نغراؑ جا کہندی سلمہؑ نوں آنانی تینوں خواب سناواں
ے کر سچا خواب ہے میرا منگ دعا ہن میں مرجاواں
خواب دے وچ میں اے تکیا اے وادی کپڑے کالے پائے
بابل اس تھاں ڈیرے لائے تپدیاں ریتاں گرم ہواواں
ین توں ڈگدا دیکھیا بابل ویر دے سینے برچھی دا پھل
صغرا گل زخمی تکیا تے چاچے دیاں کٹیاں باہواں
ہو کے بھردی اٹھدی بیندی ماں اصغر دی رو رو کیندی
پتر جناندے مرجاندے نے جیوندے جی مرجانیدیاں ماواں
اماں ظلم نہ کیتے تھوڑے لاشاں تے پئے بھجدے گھوڑے
س دیاں چوماں دس دے کوڑے سڑ دے جیمے اون سواواں
ویڑے پاک بتول دے پلیاں ویر دی لاش تے قیدی کھلیاں
انج بے وارث شام نوں چلیاں سر ننگے گل بدھیاں باہواں
ڑں سکینہ گودی بہندی پھوپھیاں نوں رو رو کے کیندی
بابل نہ چاچا غازی کس نوں کس دے زخم دکھاواں

گل دا طوق زنجیر ستاندے ہون سجاد نوں عشق لئے آندے
مکدیاں کوئے نظر نہ آون اجڑیاں سجناں طیاں راہواں

خالی جھولے دی پھڑ ڈوری کوئے سکینہ دے لوری
کہڑی گلوں رُس گیوں ویرا میں صدقے میں واری جاواں

دلی مراد شادؔ دی پاوے جے کر رب سبب بنا دے
نوحے پڑھدا ماتم کردا پُرسہ دیندا بتول نوں جاداں

نوحہ

(شادؔ)

نانے دے روضے تے جا کے صغرا فریاد سنادی اے
نہ بابل دی بلوایا اے نہ موت دی مینوں آندی اے

میتھوں بھاگ چنگے نے سکینہ دے بابل دی چھاں تپی پاندی اے
پھوپھیاں دا پیار دی ملدا سونا لے اصغر دیر کھڈاندی اے

میرے دل وچ سدھراں رہ گئیاں قاسم دیاں واگاں نہ پھڑ ہائیں
اکبر نوں مہندیاں نہ لائیاں نہ ویر دی ڈولی آندی اے

کدی لاش قاسم دی لین گیا کدی علم عباس دا لے آیا
مظلوم نوں ساہ نہیں لین دیندی پئی پھیرے موت پوائندی اے

صغرا نوں خبر نہیں کوئی اوہدی بھین سکینہ قید ہوئی
سر مٹیاں منہ تے نیل دین پئی مار شمر لعیں توں کھاندی اے

جدوں تکیا لاشہ اکبرؑ دا کیا لیلیٰؑ مینوں دس فضہؑ
جس ماں دا پتر جوان مرے اوُ ماں جیوندی رہندی اے
تیری سوہنی قبر بناندی میں تینوں منگ کے کفن پواندی میں
ہتھ رسیاں وچ سر چادر نہیں میری ویرا پیش نہ جاندی اے
خط قاصد توں صغراؑ دا آلاش اکبرؑ تے شاہ پڑھیا
اٹھ ویرن دکھیا بہن دیا تینوں وچھڑی بھین بلاندی اے
کوئی ویڑے وی تے آندا نہیں کوئی اجڑی نوں گل لاندا نہیں
کیوں ویر وی لین نوں آندا نہیں کج سمجھ نہ مینوں آندی اے
کیا زینبؑ اے ارمان رہیا بے وارث وچ میدان رہیا
جیڑا سب دے لاشے لے آیا اوُندی لاش کسے نہ آندی اے
کیوں آپ نثار توں کہندا نہیں بھاویں دنیا وچ اور بندا نہیں
جیڑا وین حسین دے لگدا اے اوندے نال موت نہ آندی اے

نوحہ

لالؔ

آساں تک گیاں گتے نے ڈھل پرچھاویں
زہرا دے چند دا صدقہ میرے نانا ویر ملا دے
ایہہ تے دس دے آج کی ہویا تو کیوں نانا اتھرو دیا
کربل دے وچ جا کے کبراءؑ دا واج بجا دے
سُن توں بیاں دا سلطان اے سن کے آتی آں میں اذان اے
میں تے کیندی پئی آں اک واری خیر سُنا دے
ویر کسے دے مرن نہ لوکو میرا حال دی تک لوکو
اکبرؑ ویر نوں آکھو اک واری شکل دکھا دے

نوحہ

(لال)

لے نانا بنایا اے میں ویر دا سہرا
اینوں سر تے سجاوے گا چن ویرن میرا
لے ویکھ بنایا اے اصغر دا میں گانہ
کبرا دے لئی مہندی اے قاسم دا عمامہ
ماں لیلیٰ کوں جا دیویں احسان ہے تیرا
طہٰ تے مزمل نے سہرے دیاں لڑیاں !
شادی تے میں وی جانواں مینوں تا ہنگاں نے نڑیاں
ہمشیراں نوں دیراں تے ہوندا ماں بھترا
بیٹھی اے تیرے راہ تے دکھاں دراں دی ماری
بکھڑی ایہہ نہ مرجاوے تیری بہن پیاری
اکبر نوں کوئی جاکے ایہو دے دے سنیڑا
دیراں توں بنانانا مینوں چین نہ آوے
کوئی ہووے میرا دردی میرے ویر ملاوے
رو رو کے گزردا اے ہائے شام سویرا

جے لال تیرا نانا غازی نوں ایہہ آکھے
صغرا نوں مدینے چوں لیا وے کوئی جا کے
تک جاوے ہمیشہ لئی دردان دا ہنیرا

نوحہ

نانا کیوں دیر نئی آیا میرا نانا کیوں دیر نئی آیا میرا
گیا لنگھ وعدہ ہائے ستویں دا نہیں پایا اکبرؑ پھیرا
ہوندے ویر بھیناں لئی چھاواں کہڑے ویس نوچھیاں باواں
اس جگ دنیا دے وچ بھیناں نوں ہوندا ویراں باجھ ہنیرا
کہڑی اکبر نوں مجبوری کیتی بھین کولوں کیوں دوری
ہن دس مینوں کدوں وسنا ایں خاتوں دا اجڑیا وہڑا
نانا ویر دی یاد ستاوے میرے دل نوں چین نہ آوے
میرا رو رو سُنیاں راہواں تے پیا لنگھدا اے شام سویرا
نانا صغریٰ پچھدی اے تینوں اپنی گل تے دس دے مینوں
کیوں کمبدی اے جالی روضے دی دیوا کیوں بجھیا تیرا
میں تے منگیاں آں روز دعاواں شادی اکبر دی تے جاواں
میں ویکھ لواں کیویں سجیا اے لیلیٰؑ دے لال دا سہرا

نوحہ

بھین دُعاواں منگدی اے شالا ویر جواں مان اے
کس دن آوناای چن ویرن مینوں پچھدے بال ایانے
جنیاں بہناں دے نئیں ویر ہوندے کیویں تتڑیاں جگ تے
میرا اکبرؑ جیوے چرتائیں جنیوں لگے سہرے گانے جیوندیاں نے
ایہو ویرن آخری حسرت اے تیرے سر تے سہرا ویکھاں میں
مینوں لگدا اے توں نئیں بچنا مینوں ماریا ویر غماں نے
اج دن چھڑے ای چن ویرن کیوں ہرخ ہنیری چل گئی اے
میں لبنی آں مینوں نئیں لہدے پیراں دے ویر نشان نے
ڈٹھا خواب دے وچ میں چن ویرن تیرے منہ تے سرخ پسینہ اے
امڑی دے سر وچ خاک پئی ہے رو ندی اے ویر سر لے نے
کیڑے دن ہوسی کجھ دس نانا جدوں بھین بھراواں ملنا اے
مینوں اکبرؑ باجوں ہن نانا پے اوکھے وقت نبھانے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

خطبہ بی بی زینبؑ دربار یزید میں

جب کبھی غیرت انساں کا سوال آتا ہے
بنتِ زہرہ تیرے پردے کا خیال آتا ہے

یزید کی لڑکھڑاتی زبان سے ایک فقرہ نکلا "فاطمہؑ کی بیٹی کہاں ہے؟" سہمے سمٹے ہوئے قیدیوں میں سے عاملہ غیر معلمہ خدیجۃ الکبریٰؑ کے لہجے میں بولی "اے یزید تو نے اپنی نجس زبان سے فاطمہؑ کا نام لیا ہے میری ماں کے نام کو نہ لبوں پر لائے کی تجھے جرأت کیسے ہوئی۔ یہ کہہ کر بیٹی نے خطبہ وہاں سے شروع کیا۔ جہاں پر ماں نے ختم کیا تھا "سن اے یزید، زخموں نے میرے جسم کو نڈھال کر دیا ہے مگر میں فی القربیٰ کی آیت ہوں۔ آیت بازار میں بھی ہو تو اپنی حیثیت برقرار رکھتی ہے تو کہتا ہے کہ کاش میرے آباؤ اجداد زندہ ہوتے میں بھی یہی کہتی ہوں میرے آباؤ اجداد زندہ ہیں اور وہ تصدیق کرتے ہیں کہ ابوطالب زندہ ہے۔ اور ہاشم اپنے ہی ایوان میں بول رہا ہے کاش میرے باپ کی بھوبھیرے ساتھ نہ ہوئی۔ مگر میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ تم خاموش رہنا۔ دربار میں میں خود بولوں گی اے یزید صفین و جمل نے میدان بدلا ہے سالار بدلا ہے میرے خطبوں سے تیرے آباؤ اجداد کی ہڈیاں قبروں میں چیخ رہی ہیں میرے باپ کی تلوار سے زیادہ میرے لبوں کی کاٹ ہے ہماری مصلوت تو یہ ہے۔ خاموش رہنا ہو تو حسینؑ اور سجادؑ جیسے بھی مہر بہ لب ہوتے ہیں مگر سن رقت آئے تو زہراؑ مزاج بیٹی بھی حمزہؓ و جعفرؓ بکر بات کرتی ہے اے یزید تیری خباثت میری عصمت سے شکست کھا چکی ہے تیرے لرزاں ہاتھوں سے امیہؓ کا علم گر چکا ہے تیرے سجادؑ کی آنکھوں کو دیکھا مگر تو تو میری فضہؑ سے بھی خوفزدہ ہے۔ سجادؑ کو کیا دیکھے گا تو نے بیواؤں کے حوصلے دیکھے۔ رباب بیمار ہے مگر حرملؑ اس سے سر سیمہ ہے تیرے دربار میں اکبرؑ کا سر اٹھائے ہوئے بھی حسین لیلیٰ سے نظریں چرا رہا ہے اے یزید تو اموی

ہے تو نے ہاشمیوں کے مزاج نہیں دیکھے ہم خدا کی طرح کسی کا حق نہیں رکھتے ہماری طینت کریمانہ ہے ہم ایک حبشن کو بھی ماں کہہ دیتے ہیں مگر تم کیا جانو کہ یہ رشتہ بھی ہوتا ہے تو اپنے تعارف سے خوفزدہ ہے مگر سن! میری ماں بتولؑ غدر را ہے اسلام کے ساتھ میرے باپ کا بچپن گزرا ہے جوانی میں بھی اسی کی خاطر سرخرو ہوا میرے باپ کا عمل قرآن ہے ہماری خیرات پر قرآنی پہرے ہیں وحی ہمارے ہونٹوں کی منتظر ہے۔ جبرائیلؑ کا تو ایک نام ہے۔ ہم وحدت پسند ہیں۔ وحدت مزاج ہیں اور وحدت پرست ہیں ہماری زکوٰۃ پر توحید کی تصدیق ہے ہم صدقہ پر پلنے والوں سے زکوٰۃ کے طالب نہیں ہیں ہاں خمس ہمارا حق ہے اسے ماں نے بھی مانگا تھا میں بھی اپنا حق مانگنے آئی ہوں یقیناً تجھے بھی گواہوں پر شک ہوگا مگر میرے ایک خطبہ سے تیرے ہاتھوں میں رعشہ آگیا ہے۔ اے یزید تیرے اقتدار کے نصف النہار پر میری شام غریباں چھا گئی ہے سقیفہ کے شعلے کربلا تک پہنچے مگر ہمارے ابراہیمی مزاج نے انہیں قیامت تک کے لئے ٹھنڈا کر دیا ہے مگر تو کیا جانے تو اموی ہے یا درکھ یہ فدک نہیں۔ یہ لوٹا ہوا مال تجھے واپس پڑے گا۔ میرے خاندان کے لٹے ہوئے تبرکات تیرے گستاخ فوجیوں کے پاس ہیں بات انگوٹھی نہیں وہ تو ہم زکوٰۃ میں بھی دے دیتے ہیں۔ تیری لگائی ہوئی آگ کربلا میں ہی گری کھو بیٹھی۔ میرے خطبوں کی آگ کی تپش تیرے کرائے کے ذلیل ذہنوں کو جلا رہی ہے سب کف افسوس مل رہے ہیں مگر وقت بیت چکا ہے ہم نے ایک رات توبہ کے لئے دی تھی حرؓ مقدر کا دھنی نکلا۔ آج دربار میں میری پیشی نہیں تیرا یوم الحساب ہے سن، گلہ ہمارے رسیوں سے رنگ ہیں اور سانس میرے اکھڑے ہوئے ہیں آج محمدؐ و علیؑ و حسنؑ کا زمانہ نہیں۔ اب صلح حدیبیہ اور صلح حسنؑ کے نام سے تیرے اور میرے خاندان کے درمیان کوئی نیا معاہدہ نہیں ہوگا۔

اسلام کے دامن میں اور اس کے سوا کیا ہے
اک ضربِ یداللہ اک سجدۂ شبیری۔

نوحہ

(تنویر)

مظلومِ کربلا کی عزادار آگئی
زینب برہنہ سر جو بازار آگئی

تلوار کے بغیر لڑوں گی میں ایسی جنگ
خطبے پڑھوں گی ایسے کہ دشمن بھی ہونگے دنگ
دیکھو حسین تم بھی ہمارے جہاد کو
زینب ہے آج بن کے علمدار آگئی

زینب نے زندگی میں نہ دیکھی کوئی خوشی
روئی ہوئی وہ شام کی راہوں میں مرگئی
تنہا لحد میں بھائی کو رکھنے کے واسطے
سرکارِ پنجتن کی وہ غمخوار آگئی

آیا سوال جب کبھی دین کے اصول کا
آیا ہے کام خونِ علیؑ و بتولؑ کا
سُنّت ادا بتول کی کرنے کے واسطے
شبیرؑ کی بہن جو دربار آگئی

جس کے حیا سے شمس نے خود کو چھپا لیا
امت شقی نے قیدی اُسی کو بنا لیا
کرب و بلا کے دشت سے بازار شام میں
چادر لٹا کے قافلہ سالار آگئی

محشر کے روز آئیں گی جب نائب بتولؑ
تنویر یہ کہیں گے خدا سے میرے رسولؐ
زندہ رکھے ہیں جس نے ارادے حسینؑ کے
یارب وہ میرے دین کی مدد گار آگئی

نوحہ

(امیر)

ملتی ہی نہیں کوئی مثال ایسی دہر میں
بے گور و کفن بھائی تو ہمشیر سفر میں

حق فاطمہ زہراؑ کا غصب جس نے کیا ہے
وہ دوست بھلا کیا ہے پیغمبرؐ کی نظر میں

ترستی تھیں خواتین ملاقات کو جس سے
زینبؑ سرِ عریاں ہے اسی کوفہ شہر میں

خاموش چلی جاؤں بھلا شام میں کیسے
شبیر کا لاشہ ہے میری راہ گزر میں

عابدؑ نے کہا خون یونہی روتا رہوں گا
پھوپھی کی اسیری نے کئے زخم جگر میں

چھ ماہ کے بیٹے کو بھی نیزے پہ چڑھایا
کیا چھوڑا ہے امت نے میرے بھائی کے گھر میں

بہتے ہیں غمِ شاہ میں جو آنسو وہ کہاں
محشر میں ملے گا وہ تمہیں لال و گہر میں

کیونکر نہ امیر آج کہیں غم کا یہ نوحہ
ہر ظلم کا منظر ہے میری دیدہ تر میں

نوحہ

(عرفان)

زینب مدینے آئیں گھر بار سب لٹا کے
کہرام اک بپا ہے روضے پہ مصطفیٰ کے

بیٹے بچے نہ بھائی اور قید بھی نبھائی
روتی ہے یوں ضریح کی جالی ہلا ہلا کے

پھٹ جاتے نہ کلیجہ صغرا کا ہائے بی بی
دُرّوں کے نیل رکھنا زینب ذرا چھپا کے

کانوں سے خون رواں ہے بے حال ہے سکینہ
عباس سے یہ کہہ دے دربار پہ کوئی جا کے

عرفانؔ کربلا میں دینِ نبیؐ بچایا
زینبؑ نے دے کے چادر سرورؑ نے سر کٹا کے

نوحہ

کیوں فلک کیا آلِ احمد کی یہی توقیر تھی
دشمنوں میں سر برہنہ شاہ کی ہمشیر تھی

جس پہ خنجر پھیر کے اٹھتا ہے اد شمرِ لعین
بوسہ گاہِ مصطفیٰ تھی گردنِ شبیرؑ تھی

چین آیا باپ کی آغوش میں ہو کر شہید
آ گئی اصغرؑ کو نیند ایسی ہوائے تیر تھی

قبر بیٹے کی بنا کر اٹھ نہ سکے تھے حسینؑ
داغِ دل تھا سامنے یا تربتِ بے شیر تھی

قتل کر ڈالا جسے اکبر سمجھ کر بے گناہ
شام والو یہ رسول اللہ کی تصویر تھی

رونے والا لاشۂ مظلوم پر کوئی نہ تھا
کون آتا پاؤں میں سجاد کے زنجیر تھی

جاں گداز ہے داستانِ آلِ پاک مصطفیٰ
بے کفن بھائی تھا رن میں بے ردا ہمشیر تھی

نوحہ

تباہی دشتِ غربت میں نبیؐ کے گھر پہ آئی ہے
ہوئے سب قتل وارث ہائے بے وارث کی جائی ہے
یہ ماں کہتی تھی زینب سے مجھے جانے دو جنگل میں
بہت بے چین ہیں اصغرؑ صدا رونے کی آئی ہے
لکھا تھا خط میں صغرا نے قریبِ مرگ ہوں بابا
نہ لینے آئے اکبرؑ کیا یہی وعدہ وفائی ہے
کہا قاصد نے اکبرؑ کون ہے مولا تڑپ اٹھے
پکارے دیکھ لو لاشہ یہی صغراؑ کا بھائی ہے
بڑی ڈھارس دلِ زینب کو تھی عباس کے دم سے
علم شبیرؑ کا لانا پیام بے ردائی ہے
سہارا کون دے عباسِ غازی بھی نہیں زندہ
بڑی مشکل سے شاہؑ نے لاش اکبرؑ کی اٹھائی ہے
تڑپ کر باپ کے ہاتھوں پہ دیدی جان اصغرؑ نے
ستم کے تیر نے یوں پیاس بچے کی بجھائی ہے
سکینہؑ اس طرف تڑپی ادھر عباس کا لاشہ
ستمگر کے طمانچوں نے قیامت کیسی ڈھائی ہے

حرم ہے بے ردا نظریں اٹھائے کسطرح عابدؑ
نہ ڈالو طوق گردن شرم سے اس نے جھکائی ہے
نبیؐ زادیؑ کو یہ غم خون کے آنسو رُلاتا ہے
ردا سر پر نہیں اور بے کفن مظلوم بھائی ہے
دمِ رخصت گلے زینبؑ کو لپٹا کر کہا شاہ نے
خدا حافظ بہن پردیس میں تم سے جدائی ہے
پکارا ہے ردا چھیننے پہ شاید بنتِ زہراؑ نے
کہ بازو کانپ اٹھے ہیں لاشِ غازی تھرتھرائی ہے
نہ مرجائے کہیں صدمے سے یارب دخترِ زہراؑ
اجڑ کر کربلا سے ننگے سر کوفے میں آتی ہے

نوحہ

(ناصر)

وحید کی ہر بات بتاتی رہی زینبؑ
ظلمت میں شمع دین کی جلاتی رہی زینبؑ

نو ٹکڑے تیری لاش کے ہمشیر نے دیکھے
پھر اپنے تخیل سے ملاتی رہی زینبؑ

اللہ کی توحید پیمبر کی رسالت
قرآن و امامت کو بچاتی رہی زینبؑ

قرآن پہ جو اہلِ سقیفہ نے لگائی
خطبوں سے وہی آگ بجھاتی رہی زینبؑ

صرحوِ نبیؐ پاک پہ نہریاں نے لگایا
رخ پہ وہ داغ مٹاتی رہی زینبؑ

نوحہ

کرو بند بازار مسلمانو سر ننگے زینبؑ آ گئی اے
ایہہ محسنہ دین دے بانی دی وسین فضہ فرما گئی اے
نہ پتھراں نال تعظیم کرو زینبؑ دے سنگ ہر جائیاں نے
اللہ جانے کیویں چپ کر کے ہر موڑ تے رُک رُک جاندی اے
کجھ سوچو سمجھو عقل کرو آخر کلمہ گو سارے او
سر ردی دھی بازاراں وچ منہ والاں نال لکاندی اے
جنہاں دل دل باغی آکھدے او وہ جگ تے عجب نمازی اے
ایہو گل سجاد دے جگر اُتے گئی ظلم دے تیر چلاندی اے

نوحہ

میں دھی آں حیدرؑ دی ماں فاطمہ زہراؑ اے
میرے نانے اتے رب نے قرآن اتارا اے
سر ننگے شام وچ آئیاں میرے نال نندناں بھر جائیاں
سائل ہاں چادر دی اے ملک پرایا اے
میں اون ویلے مرگئیاں جدوں گھر چوں باہر آئیاں
اے میرا جنازہ اے جیڑا شام وچ آیا اے
جیڑی رونق ہے ساڈے گھر دی اوقید خانے وچ مرگئی
اونوں اودے چولے دا اساں کفن پوایا اے
جس ویلے شام وچ آئیاں بن قیدی زہراؑ جائیاں
سجادؑ مہاری نوں ہائے خون رُلایا اے
آدیرن میں رُل گیاں جس ویلے شام وچ آئیاں
عباسؑ دلاور نوں ہمشیر بُلایا اے
پتھراں دے نے نذرانے ہائے فاطمہ دی جائی تے
نہ مارو مسلمانو اساں دین بچایا اے
لکھ حیدری رسن واحال اے ملی قبر نہ دیر دے نال اے
بھینیاں دور بھراواں توں انج امت رلایا اے

نوحہ

(لال)

تطہیر دی وارث ہے امت توں ردا منگدی
ہو غرق جہاں جاندا زینبؑ جے دُعا منگدی
دُھپاں تے بین والی بی بی دا سُنیڑا اے
دُر منگدی سکینہؑ دے اصغرؑ دی عبا منگدی
کوئی نہ بنیا وردی پردیس وچ سیّداں دا
بیمار دے زخماں لئی کہندے توں دوا منگدی
رو رو کے فضہ کہندی بازار نہ لے جاؤ
دے واسطہ ایناں دا دنیا اے حیا منگدی
کجھ ظالمو شرم کرو موڑو لٹ کربل دی
اے لال ملے اکبرؑ صغراؑ اے دُعا منگدی

نوحہ

بازاراں دے وچ جانا بھلدا نئیں تیرا زینبؑ
دربارِ یزید بلانا بھلدا نئیں تیرا زینبؑ
ہر شبیرؑ دا نوک نیزے تے عابد وچ زنجیراں
روکے ہر قدم اٹھانا بھلدا نئیں تیرا زینبؑ
گل وچ طوق پیراں وچ بیڑی عشق بیمار نوں آوے
عابد نوں ہوش کرانا بھلدا نئیں تیرا زینبؑ
کون تسلی دے زینب نوں سارا دیس پرایا
پڑھ خطبہ آپ سنانا بھلدا نئیں تیرا زینبؑ
ہائے معصوم سکینہ مرگئی وچ زندان گھبرا کے
اہنوں شام شہر ڈفانا بھلدا نئیں تیرا زینبؑ
پچھ دی صغرا کی گزری پھوپھی وچ پردیساں
رسیاں دا داغ وکھانا بھلدا نئیں تیرا زینبؑ
خیمیاں نوں اگ لا کے نانا ظالماں لوٹ پائی
کبراؑ دا داج لٹانا بھلدا نئیں تیرا زینبؑ

نوحہ

(نثار)

اجڑے ویلے آکے چھیڑی زینبؑ بیا سے ویر دی گل
سُن کے صغراؑ نہ مرجاوے نانے دی تصویر دی گل
آخری ویلے زہراؑ جایا زین توں فرش زمین تے آیا
جانے رب کی راہ وچ ہوتی تیراں نال شبیرؑ دی گل
دریا دریا ساحل ساحل بستی بستی جنگل جنگل
آکے سنائی منزل منزل زینب بیا سے ویر دی گل
ماتم کر دی سرنوں پیٹدی صغراؑ صغراؑ کہہ کے روندی
بھین یوسف دی جے سن لیندی اکبر دی ہمشیر دی گل
آکھدی زینب تے غش کھاندی غازی جیوندا میں مرجاندی
جے مرجاندی تے نہ سن دی مشک پروئے تیر دی گل
قبر بنا کے تازی تازی رب اپنے نوں کر کے راضی
سجدے جھکیا پاک غازی پھیر چھڑی شمشیر دی گل
لٹ جاوے پا دیں سہرا مہندی جنج دی پا دیں اکہ نہ رہندی
کاش کدی تاریخ نہ کیندی زینبؑ دی تشہیر دی گل

زینب رودے تے فریادے کوئی نہ میری چادر لاوے
پاک نبیؐ دے واسطے پادے سُنڈا کون اسیر دی گل
ویکھ نثارؔ عجب رویا آکھدی سی اولادِ اُمیہ
تیغاں تیراں رسیاں والی ساری سی تقدیر دی گل

نوحہ

(نثارؔ)

اکھ مل مل زینب ویکھ دی اے نئیں ویر بچھانیا جاندا جے
گل پہن لباس غریبی دا سردار غریب کہاندا جے
اوندا غازی کمر نوں توڑ گیا اوندا قاسم جگر مروڑ گیا
اوندا اکبرؑ نظر وچھوڑ گیا اونوں رستہ نظر نہ آندا جے
روح اکبر دی اڑ جاوے گی اونوں موت یقیناً آوے گی
شبیر دی یارب خیر ہووے پیا برچھی نوں ہتھ پاندا جے
ویکھو ابراہیمؑ خلیل خدا برچھی تے کلیجہ اکبر دا !
کلا لال بتول دا صلِ علیؑ پیا لاش جواں دی چاندا جے
بن کفنوں پیر شبیر دِلے بن چادر دے ہمشیر دِلے
علی عابد وچ زنجیر دِلے پیا غش وچ کوڑے کھاندا جے
جس بستی پیو دا راج ہوتے دھی چادر دی محتاج ہوئے
زینبؑ دیاں نبضاں ڈب دیاں نے دل سینے وچ گھبراندا جے

بیمار تصور کردی اے اصغرؑ نوں سکینہ پھڑ دی اے
گلاں طوطلیاں وچ گودی دے ہمشیر نوں ویر سناندا جے
گل حق دی نثار توں کہہ دے کھری جینوں غیرت نہیں جے زینبؑ دی
پوچھ اوس نوں پاک محمدؐ دا کیوں کلمہ گو کہلاندا جے

نوحہ

(گلزار)

وچ کربل ویر کوہاکے زینب روندی پئی
مظلوم دی لاش تے جاکے زینبؑ روندی رئی
جدعون و محمد مارے گئے لٹ ویر بھتیجے سارے گئے
تپدی ریت نوں سر وچ پاکے زینبؑ روندی رئی
لٹ چادراں دی پے گئی اے زینبؑ دی چادر لے گئی اے
منہ والاں نال لوکاکے زینبؑ روندی رئی
می پتھراں دا گلزار آیا دوجا شام دا تنگ بازار آیا
وچ پردیس پراتے آکے زینبؑ روندی رئی
اکبر دی لاش تے خط آیا صغرا بیمار نیانی دا
خط نال سینے دے لاکے زینب روندی رہی

نوحہ

(عادل)

زینب تیرے درداں توں اے حال ہوگیا اے
سجاد دے کفن دا رنگ لال ہوگیا اے
آکھے سجاد مولا پادیں آخری نے سانواں
بھلیاں اجے وی مینوں نئیں شام دیاں راواں
زینب تیرا کیوں پردہ پامال ہوگیا اے
تڑپے یتیم باقر چھڈے بیوہ اے جنازہ
حیران کل خدائی ویکھ اے ، خون تازہ
عابدؑ ظلم انوکھا تیرے نال ہوگیا اے
صدمے نے لہو رواندے بازار جانے والے
دکھڑے جگر نوں کھا گئے دربار جان والے
اکھیاں چوں دل دا ظاہر اے اوبال ہوگیا اے
کسیاں ہویاں نے رسیاں معصوم گردناں تے
کجھ رحم کھاؤ لوکو مجبور قیدیاں تے
پیاسا بیہوش ساڈا ہر بال ہوگیا اے

جے نئیں غلافِ کعبہ کعبے دی شان کٹھ نئیں !
دینِ نبیؐ تے زینبؑ تیرا احسان کٹھ نئیں
زینبؑ جہاد تا تیرا بے مثال ہو گیا اے

اونٹھاں دی رسیاں نوں چھڈ کے جے بہندا قیدی
برسات کوڑیاں دی بے تاب سہندا قیدی
کربل توں شام تائیں بے ملال ہو گیا اے

پتھراں نے کیتا زخمی زینبؑ دے پاک سرنوں
بکھیاں ہویاں نے زلفاں زینبؑ دکھاوے ہرنوں
عابد تڑپ تڑپ کے بے حال ہو گیا اے

کیتا کلام عابد گھبرا گیا شرابی
دربار توں بلا گئی گفتار ابو ترابی
صاحب فتح اُدن دے ویلے لج پال ہو گیا اے

جس قیدی دا اے صدمہ جس پایا ں زنجیراں
جس خون نال لکھیاں جا شام تحریراں
عادل تو قیر شاعر افضال ہو گیا اے

نوحہ

(نثار)

شہزادی آتی کوفے دی شہزادہ نال مہاری اے
صلوٰۃ کنیزاں پڑھ دیاں نے تطہیر دی پڑے داری اے
اودے سر تے چھاں یاسین دی اے نال بہن امام مبین دی اے
بیبی محافظ دین دی اے پانویں قیداں وچ دکھیاری اے
کدی پڑے آپ بنا ندی اے بیبیاں نوں پر چاندی اے
کدی روندے بال سواری اے اک زینب در داں ماری اے
آکھے صغرا سڑ گیا سینہ اے میرا اجڑیا شہر مدینہ اے
خوش قسمت بہن سکینہ اے جیہڑی چاچا جی نوں پیاری اے
بی بی پیٹر کنگالاں نوں کیندی نہیں آ بابل کیوں لر یندی نہیں
ملنوں نام حسینؑ دا لیندی نئیں جیہڑا خوف ستمگر دا تاری اے
اس بستی نوں کی کیندے نے جتھے ظالم شامی رہندے نے
زینب نوں غش پیندے نے کیوں روندا خون مہاری اے
اسلام تے دیلا چین دا اے اے کرم نثار حسین دا اے
احسان حسینی دی بہن دا اے جیہنے روندیاں عمر گزاری اے

نوحہ

(ناصر)

کیویں لاش تیری نوں چھڈ کے شام دے پاسے جاواں میں
ویری لوگ تے دیس پرایا جیواں یا مرجاواں میں
بنیاں آلِ نبیؐ تے کیاں کفن دفن توں لاشاں پیاں
گھوڑیاں دے قدماں چوں کیویں اہیہ جاگیر بچاواں میں
رو رو آکھے زہراؑ جائی جد میں ویچ دربار بلائی
باغی آکھن کوکی سانوں کس کس نوں سمجھاواں میں
سامنے میرے اکبرؑ اصغرؑ قاسمؑ تے عباس گئے
کس کس نوں میں روواں نانا کس دا سوگ مناواں میں
بیوہ تے بچیاں دا سہارا بہہ بہہ جاوے غم دا مارا
طوق دا بار نہ جاوے جھلیا عابدؑ صدقے جاواں میں
نیزے نوں سر لا کے دیرن اپنی جھولی پا لیندی
چادر لے گئی بانواں بدھیاں کیویں سانگ توں لاواں میں
اک زینبؑ تے درد بتیرے ناصر دستے کیڑے کیڑے
اکبرؑ اصغرؑ دا دکھاں میں یا موت عباسؑ سناواں میں

نوحہ

بے ردا ویر میں شام وینڈی پیاں
کربلا شام چون بلائے عام چون
منہ لوکاندی پیاں

سر تے چادر نہیں شام بازار ہے
میں ہاں زینبؑ شرابی دا دربار اے
دین نانے نبیؐ دا بچان دی پیاں

ویر رب دی قسم میں تے مجبور ہاں
کول آندی تنڈے پر میں مستور ہاں
تینڈے سارے زخم میں گنیندی پیاں

ویکھ نانا میں بے آسرا ہو گئی
ویر مارے گئے بے ردا ہو گئی
پردہ والاں دا میں اج کریندی پیاں

نوحہ

(خاکی)

نانا تیری امت نے بازار وکھایا اے
زہرا دیاں جایاں نوں دربار بلایا اے

اے کہہ کے مدینے زینبؑ روضے نبیؐ تے روئی
گل بی بی نے روضے نوں رو رو کے لگایا اے

اے نانا میرے ہتھ تے اے داغ نے رسیاں دے
مینوں قیدی ایناں کر کے نو میل ٹرایا اے

دربار وچ بیٹھے نے جہڑے چور فدق دے
میں سمجھ گئی ہاں نانا ایناں مینوں ستایا اے

آئی نانا میں جس ویلے دربار شرابی دے
میں نادِ علی پڑھ کے بابے نوں بلایا اے

پتھراں دے ملے تحفے توقیر میری کیتی
ہر موڑ تے رُک رُک کے میں خطبہ سنایا اے

نوحہ

توقیر

ب شریف زادی قیداں لئی رہ نہ جائے
ل جاوے سرتوں چادر ایسا نہ وقت آوے
جس بی بی دی آمد تے بکھی دی پر نہ مارے
اج اوس دے آون تے سج گئے بازار سارے
اوہ شام دی گلیاں وچ راہ کیویں بناوے
ہنے تے سون والی راتاں نوں اٹھ کے روئے
اں چوں سیک نکلے کناں چوں خون چوئے
از سن شمر دی کناں نوں پئی لکاوے
غربت دی انتہا سی سیداں دے پاک گھر تے
ٹڑیا سی قافلہ جدا ہتے شام دے سفر تے
کوشش سی اے سیاہ دی عابد نہ چین پاوے
ن رات کیوں نہ روئے اکھیاں چوں لہو بہاری
ھٹ جاوے درد کیویں مکئے کیویں بیماری
ے جرم بہن جس دی تھاں تے جھڑکاں کھاوے

اِک کال کوٹھڑی چوں آواز سی اے آندی
سجاد ویر میں کوں اے رات بہوں ڈراندی
آجا کہ بہن تیری زنداں چہ مر نہ جاوے
سجاد دی کمر تے امت ظلم پئی کردی
مظلوم تیری بچڑی زنداں وچ پئی مردی
شبیرؑ تیرا کنبہ زینبؑ کیویں بچاوے
توقیر کر دا ماتم اجڑی ہوئی زینبؑ دا
تکمیل کیتا جس نے ہے دین سوہنے ربّ دا
تھیلے جیندے دا صدقہ اسلام دی بقا اے

نوحہ

رنگے کیوں شام وچ آیاں ہائے زہرہ دیاں جائیاں
سیاں نوں جدو بھائیں لگیاں بیبیاں دین دہائیاں
اکبرؑ غم وڈ وڈ کھاوے ویرن مینوں نظر نہ آوے
ویرن تیرے درد وچھوڑے کیتا وانگ سودائیاں
م نے جدو وار جلایا اکبرؑ دا دل باہر نوں آیا
یاں ویکھ کے لاش اکبرؑ دی سر وچ مٹیاں پائیاں
کھوہ کے دُر معصومہ دے ہائے منہ تے طمانچے مارے نے
چھوٹے چھوٹے ہتھاں دے وچ ظالماں رسیاں پائیاں
ں توں بعد کی ویلا آیا سُن لے ویرن آماں جایا
بُدی وی کنڈتے ظالماں سُرخ لکیراں لائیاں
تنگ بازار نے شام دے رہا گلیاں دے وچ گرمی اے
کوفی شامی عورتاں رل کے قیدی دیکھن آئیاں
رے عرش فرش دے والی پانی دے اج ہین سوالی
می سب کلمہ گو بھل گئے رب دیاں بے پروائیاں

نوحہ

(عاشق علی)

اُٹھ ویکھ تے سہی زہرہؑ جایا میں شام دی قید نبھا آیاں
میں تیری شہادت نوں ویرن خطبے پڑھ کے رنگ لا آیاں
میں تیرے ظالم قاتلوں توڑ دو کفن کیویں منگدی ویرن
مجبور ہاں تیری بچڑی نوں اک چولے وچ دفنا آیاں
کُل نبیاںؑ دا سلطان نبیؐ میں تیرے دین دے صدقے وچ
بھر جایاں دے برقعے نالے کبراءؑ دا تاج لٹا آیاں
اے حق باطل دی جنگ آہی کوئی شاہی دا جھگڑنہ ہی
درباراں تے بازاراں وچ باغی دی بہن سڈا آیاں
تصویر تیری دی نانا سائیں میں ہور تے خدمت نہیں کیتی
پھول چن چن سہرے قاسمؑ دے اکبری قبر تے پا آیاں

نوحہ

(تنویر)

احمدؐ کے نواسے کا جو پیغام نہ ہوتا
اسلام کا دنیا میں کہیں نام نہ ہوتا

قربانیِ شبیر پہ ملتی نہ گواہی
مقتل میں جو اصغرؑ کا لہو عام نہ ہوتا

سر پیٹتے بازاروں میں روتے نہ عزادار
زینبؑ کا سرِ کھلا سرِ عام نہ ہوتا

زینبؑ تیرے خطبوں نے ہلائے ہیں کلیجے
تو قید نہ ہوتی تو کوئی کام نہ ہوتا

شبیرؑ اگر نیزے پہ قرآن نہ پڑھتے
کونین میں اللہ کا پیغام نہ ہوتا

امت کو محمدؐ کے گھرانے سے نہ ملتی
اسلام کی تاریخ پہ الزام نہ ہوتا

تنویر اگر بنتِ علی شام نہ جاتی
مظلوم کا یوں ذکر کبھی عام نہ ہوتا

نوحہ

اے غیرتِ مریم تیرا بازار میں جانا
نہ بھول سکے گا اسے تا حشر زمانہ
آہ زینبؑ و کلثومؑ کی چھنتی ہیں ردائیں
جاؤ ارے لوگو میرے غازی کو بلانا

تو دخترِ زہراؑ ہے نواسی ہے نبیؐ کی
سر ننگے تیرا شام کے بازار میں جانا
کنیز یتیمان جو گری لاش پہ رو کر
کہتا ہے ستمگر لاشے پہ آنسو نہ بہانا

اب خاک پہ سوتے گی سکینہؑ تیری کیسے
تھا تو نے سکھایا اسے سینہ پہ سُلانا
مر جائے جو شوہر تو پناہ دیتے ہیں بھائی
کبریٰؑ کہاں جاتے نہ رہا کوئی ٹھکانہ

اٹھتی نہیں ہا اے تیری لاش علی اکبرؑ
تھا تو نے ہی بیٹے میرے لاشے کو اٹھانا
جس در پہ سلامی دیا کرتے تھے شبیرؑ
رک جاؤ مسلمانو وہی گھر نہ جلانا

نوحہ

زینبؑ کے لٹ جانے کا جس دل میں غم نہیں
اُس دل پہ کبریا کا ہوتا کرم نہیں

ستر قدم کا فاصلہ سیّد کی قتل گاہ
زینب کے حوصلے کی نہیں کوئی انتہا
رکھتی ہے دید بھائی پہ ہلتے قدم نہیں

آیا شام کا بازار تو گھبرا کے پردہ دار
پوچھا سکینہ بی بی نے زینب سے بار بار
منزل بازارِ شام کیوں ہوتی ختم نہیں

مت مارو مجھ کو کوفیو بابا میرا علیؑ
اماں میری بتول ہے نانا میرا نبیؐ
باغی کی بہن کہتے ہو آتی شرم نہیں

پہنچا بازارِ شام میں بیٹا شبیرؑ کا
منظر جو دیکھا شام کا عابدؑ نے خون بہا
کنبہ رسولؐ پاک کا سر پہ ردا نہیں

چرچہ تھا جس کی شادی کا ہونا تھا جسکا بیاہ
ہاتے ستمگروں نے رلایا خاک میں ملا
قاسمؑ کے ٹکڑے کر دیئے سالم بدن نہیں

مالک تھے عرش فرش کے کوثر تھا جن کا جام
ہائے یہ کیسے وقت میں آیا ہے امتحان
رن میں پڑے شبیرؑ ہیں تن پہ کفن نہیں

نوحہ

(چاند)

علی کے شہر کوفہ میں تھی زینب بے ردا آئی
محمدؐ کی نواسی ہے نہ امت کو حیا آئی
رہے عباس نہ قاسم نہ شکلِ مصطفےٰ لوگو
علی اصغر کو ہائے تیر بن کے قضا آئی
لبِ فرات پیاسے کٹ گئے ہائے والیٔ کوثر
نبیؐ کی آل کے بس کام غازی کی وفا آئی
ہوئے عونؑ و محمدؑ جب قدا دین محمدؐ پر
شکر تیرا میرے اللہ لب زینبؑ دعا آئی

لگے چھڑ محمد کی نواسی کو عرش کانپا
نبھانے قیدامت کی ہے زینب بے خطا آئی

آویزاں ہیں سرنیزوں پر جو قربان ہوگئے دین پہ
بیمار کربلا کے واسطے کیسی سزا آئی

جو تھی کوفے کی شہزادی بنی قیدی وہ امت کی
چمن میں مرتضےٰ کے ہے سقیفے کی ہوا آئی

سکینہ کا در زنداں مزا کس طرح بھولے
جیسے دم گھٹنے سے لوگو زنداں میں قضا آئی

جو وارث چادر تطہیر بھی محتاج ہے پردے کو
چھپائے بالوں سے چہرہ بہ غیرت مصطفےٰ آئی

بھرے دربار میں اے چاند پڑھ کے خطبے معصومہ
حسین ابن علی کی ہے شہادت بچا آئی

نوحہ

(اثرؔ)

ہجومِ عام میں زہراؑ کی بیٹی بے ردا آئی
لبِ سجاد پر آئی تو مرنے کی دعا آئی

یہ کیسا انقلاب آیا کہ دربارِ شرابی میں
خدایا سر برہنہ دخترِ مشکل کشا آئی

وہ اجڑی ماں نہ کیوں راتوں کو اٹھ اٹھ کر کرے ماتم
قضا کی گود میں جو چاند سا اصغرؑ سُلا آئی

بلا کے دشت میں راہوں میں زنداں کے اندھیروں میں
مسلسل فاطمہ زہراؑ کے رونے کی صدا آئی

مسلمانوں نے دیکھا ننگے سر آلِ محمدؐ کو
نہ دل میں خوف ہی آیا نہ آنکھوں میں حیا آئی

علی کی لاڈلی اٹھارہ بھائیوں کی بہن زینبؑ
علیؑ کے شہر میں ہوکر اسیرِ اشقیا آئی

یہ استقبال تھا کوفے کی شہزادی کا کوفے میں
کہ بھر کر پتھروں سے جھولیاں قومِ جفا آئی

سرِ دربار آیا قیدیوں میں نامِ زینبؑ کا
دلِ زینبؑ سے یا عباس غازی کی صدا آئی

پسر مارے گئے دونوں ردا بھی چھن گئی سر سے
یہی دولت تھی زینبؑ کی جو بھائی پر لٹا آئی

پڑا تھا دھوپ میں بھائی کا بے گور و کفن لاشہ
رسن پہنے ہوئے زینب غریب و بے نوا آئی

بھرے گھر کی تباہی کربلا میں دیکھی زینبؑ نے
نکل کر کربلا سے ہر قدم پر کربلا آئی

زبان سے ہائے بابا کہہ کے جان دیدی سکینہ نے
سرِ شہ دیکھ کر بچی کو زندان میں قضا آئی

دیارِ شام میں مرتی رہی تشہیر ہو ہو کر
اگر زندہ وطن میں آئی بھی زینبؑ تو کیا آئی

حرم کے ساتھ راہوں میں لہو سجاد روتے تھے
تماشا دیکھنے نانا کی امت جا بجا آئی

وطن سے جب چلی کنبہ تھا سارا ساتھ زینبؑ کے
بہتّر تربتیں صحرا کے دامن میں بنا آئی

وطن میں جا کے زینبؑ نے کہا روضے پہ نانا کے
کمائی آپ کی ساری میں جنگل میں لٹا آئی

یہ حالت تھی کہ صغرا نے کسی کو بھی نہ پہچانا
مدینے میں رہا ہو کر جو آلِ مصطفےٰؐ آئی

ضعیف و ناتواں جس نے اثرؔ عابد کو کر ڈالا
وہ دربارِ شقی تھا جس میں زینبؑ بے ردا آئی

نوحہ

(اختر)

امتِ صاحبِ معراج کو قرآن ملا
آلِ احمد کو مگر شام کا زندان ملا

خلد کی مالک و مختار نبیؐ کی بیٹی
تجھکو رونے کے لئے گوشۂ ویران ملا

کتنے احسان ہیں اسلام پہ ابوطالب کے
اسکی اولاد کو کیا بدلۂ احسان ملا

تیز رفتار کوئی حُرّ جری سا نہ ہوا
قافلہ والوں سے منزل کے قریں آن ملا

قتلِ شبیرؑ کا پُرسہ بھی کسی نے نہ دیا
گرچہ عابدؑ کو ملا جو بھی مسلمان ملا

قاصدِ صغراؑ نے اکبرؑ کو تڑپتے دیکھا
ہائے کس حال میں مہمان سے مہمان ملا

قاتلانِ شہِ مظلوم کے زمرے میں ہمیں
کوئی قاری تو کوئی صاحبِ قرآن ملا

جل بجھی آگ تو خیموں کی جگہ اے اختر
اہلِ اسلام کو جلتا ہوا قرآن ملا

نوحہ

جب کبھی غیرتِ انسان کا سوال آتا ہے
بنتِ زہراؑ تیرے پردے کا خیال آتا ہے

درمیان لاشوں کے تنہا نظر آتے ہیں حسین
جبکہ عاشور کے سورج پہ زوال آتا ہے

موت کس سوچ میں ہے، لاشۂ اکبر پہ کھڑی
کیا پیغمبرؐ کی جوانی کا خیال آتا ہے

یہ علمدار کا بیٹا ہے کہ پانی جو ملے
جا کہ بیمار کی زنجیر پہ ڈھال آتا ہے

حق زہراؑ تیرے چھن جانے کا افسوس نہیں
پر گواہوں کی شرافت کا خیال آتا ہے

نیام میں رہنے دو تلوار حسین ابن رسول
موت کی بات کو اصغر تیرا ٹال آتا ہے

نوحہ

(اخترؔ)

زینبؑ اسیرِ رنج و الم شام آ گئی
عابدؑ کے رُک رہے ہیں قدم شام آ گئی

نیزے پہ سر بلند ہوا سر حسینؑ کا
گردن ہوئی یزید کی خم شام آ گئی

بالوں سے منہ کو ڈھانپ لے اے بانو
اکبرؑ کے گیسوؤں کی قسم شام آ گئی

زینبؑ ہجومِ عام سے کرنے لگی خطاب
باطل کا کھل رہا ہے بھرم شام آ گئی

چہرے پہ قیدیوں کے لکیریں ہیں خون کی
تاریخ ہو رہی ہے رقم شام آ گئی

باطل کے اقتدار کا سورج ہوا غروب
اے بانیانِ ظلم و ستم شام آ گئی

عابد کے آنسوؤں میں شفق ڈوبنے لگی
اے کاروانِ اہلِ حرم شام آگئی

آنکھوں میں پھر رہی ہے وصیت رسولؐ کی
اے وارثانِ لوح و قلم شام آگئی

عابدؑ کے آنسوؤں سے نیا باب کر رقم
تاریخِ انقلابِ امم شام آگئی

رانڈوں کا دھیان کبھی بیمار کا خیال
زینبؑ ہے اور سینکڑوں غم شام آگئی

اختر پھر اٹھ رہا ہے جنازہ رسولؐ کا
تازہ ہوا بتول کا غم شام آگئی

نوحہ

زینب ہے سر برہنہ چراغوں کو بجھاؤ
اے کلمہ پڑھنے والو نہ بازار سجاؤ

سُن لو یہ آ رہی ہیں اذانوں کی صدائیں
زہرا کی بیٹیوں کے نہیں سر پہ ردائیں
یہ اجرِ رسالت ہے مسلمانو بتاؤ

کتنے ہی درد لے کے چلی کربِ بلا سے
رنگ لال ہوا بالوں کا امت کی جفا سے
پتھروں سے نہ مارو یوں ستم لوگو نہ ڈھاؤ

مظلوم کی بیٹی پہ یتیمی کا یہ عالم
بہلاتے طمانچوں سے رہے بی بی کو ظالم
معصومہ ہے پیاسی اسے پانی تو پلاؤ

روتا ہے لہو عابدِ بیمار کو دیکھو
ہاتے طوق و رسن قافلہ سالار کو دیکھو
زخمی ہے زیادہ نہ یوں زنجیر ہلاؤ

مصداق پر یدُ اللہ نواسی ہے نبی کی
حسنین کی ہمشیر ہے بیٹی ہے علی کی
کچھ خوفِ خدا لوگو کرو پردہ بناؤ

نوحہ

زینب کے اجڑنے کے آئے ہیں زمانے
بی بی تیری عظمت کو یہاں کوئی نہ جانے
یارب میری جھولی کو اجڑنے سے بچالو
ظالم میرے اصغر پہ لگا تیر چلانے

مارے ہیں تمانچے تو میرے بال بھی نوچے
جاتی ہوں میں دریا پہ چاچا کو دکھانے
معصومہ نے پوچھا کہ پھوپھی یہ تو بتاؤ!
کیوں لوگ آرہے ہیں خیموں کو جلانے

شبیر کے لاشے پہ نہ روئی جو نہ پیٹی
روٹھے ہوئے بھائی کو وہ آئی ہے منانے

نوحہ

ردا ہے سر پہ نہ بھائی کا سر پہ سایہ ہے
الٰہی خیر ہو بازارِ شام آیا ہے

وہ جس کی شادی کا سامان ہی نرالا تھا
وہ جس کو ماں نے بڑی منتوں سے پالا تھا
کہاں سے خون کی مہندی لگا کے آیا ہے

وہ جس کے پھول نشانِ رضائے یزداں تھے
وہ سہرا مادرِ قاسم میں جس کے ارماں تھے
ستمگروں نے اسے خاک میں ملایا ہے

سکینہ کہتی تھی سر پیٹ کر کوئی جاؤ
کیوں غازی روٹھ گیا ہے اسے مناؤ
لبِ فرات سے خالی عَلَم کیوں آیا ہے

خلیل دیکھ کے ہوئے زبانِ حیرت سے
نہ جانے کیسی ضعیفی میں دشتِ غربت سے
حسین لاشۂ اکبر اٹھا کے لایا ہے

اب ایسے حال میں بھائی میں کیا کروں یہ بتا
ہیں سر برہنہ اِدھر دخترانِ شرم و حیا
اُدھر یزید نے دربار میں بلایا ہے

نوحہ

برباد ہوئی نہ کیونکر یارب تیری خدائی
بے پردہ نبی زادی دربار میں جو آئی
بولی سکینہ اصغر تیری قسم مجھکو
پانی نہیں پیا ہے تیرے واسطے میں لائی
رُخسار پر گرا خون سینے سے اُگل کے
اکبر کے لب پر ہچکی جب آخری تھی آئی
اب آبھی جاؤ بابا سینے لگا لو مجھ کو
کئی دن گزر گئے ہیں مجھے نیند ہی نہ آئی
گرتا علم جو دیکھا سر پیٹ شاہ بولے
زینب میری کمر کو گیا توڑ تیرا بھائی
عابد گرے تڑپ کر ہوا خون منہ سے جاری
شاید کسی ظالم نے زنجیر ہے ہلائی
عون و محمد کے ہیں بے آسرا دو لاشے
بابا نے کفن ڈالا نہ ماں ہی رونے آئی
صغرا کہے نہ رو کر رونے سے مجھ کو لوگو
بچھڑے کسی بہن کا مانگو دُعا نہ بھائی
خوشیاں رہیں ادھوری اک بیوہ ماں کی ساری
خود موت بن کے مہندی قاسم کے ہاتھ آئی

نوحہ

(اسلم)

وطن میں بے وطن زینب اسیرِ کربلا آئی
در و دیوار سے زہراؑ کے رونے کی صدا آئی

تڑپ کر روضۂ سرور پر کی فریاد زینب نے
اٹھو بابا مجھے دیکھو میں ویرانے بسا آئی
قیامت تھی شہیدِ کربلا پر صبحِ عاشورہ
مگر سجاد پر وہ شامِ محشر سے سوا آئی

اٹھا لائے ہیں لاشہ سیدِ سجاد زنداں سے
رہا ہو کے سکینہ قید سے آئی تو کیا آئی؟
خدا جانے طمانچے کس قدر مارے ہیں ظالم نے
کہ پھر تاریک زنداں سے نہ بابا کی صدا آئی

گرا تھرا کے سر عباس کا کیوں نوکِ نیزہ سے
کہیں کیا زینبِ دلگیر محرومِ ردا آئی
نگاہ پاس نے ڈھونڈا بہت عباس غازی کو
ہجومِ عام میں جب دخترِ خیر النساء آئی

دلِ سجاد سے پوچھے کوئی تشہیر کی چوٹیں
جسے تقدیر شہرِ شام کی گلیاں دکھا آئیں

اٹھا کر خاک سر میں ڈال لی زہرا نے راہوں کی
بناتی نقشِ عابد کی جہاں زنجیرِ پا آئی

جگر میں درد اٹھتا ہے کہ اٹھنے بھی نہیں دیتا
ہوائیں شامِ صغرا کو نہ جانے کیا سنا آئیں

یہ کس کا گھر اجڑ کر رہ گیا یارب مدینے میں
یہ کس کے آنسوؤں میں بھیگ کر بادِ صبا آئی

برستے ہیں علی کی بیٹیوں پر ہائے کیوں پتھر
یہ پابند کس جرم میں آلِ عبا آئی

کٹا جس دین کی خاطر سرِ سبطِ نبیؐ یوسف
اُسی کے واسطے زینب کہاں تک بے ردا آئی

نوحہ

(ناصر)

بھائی کی شہادت سے پریشان ہے زینب
خیام جلے بے سروسامان ہے زینب
اسلام کی تاریخ میں سرخی سے قلم ہے
شبیر کے افسانے کی تو جان ہے زینب
کہتا ہے لعین کون ہے بیعت سے گریزاں
آئی تھی صدا غیرتِ عمران ہے زینب
امت نے قتل ناطق قرآن کا کیا ہے
تفسیروں کی جنگل میں نگہبان ہے زینب
یہ حکم دیا شامیوں کو اہلِ جفا نے
نذرانے کرو پیش کہ مہمان ہے زینب
شاہ کہہ گئے ہر دور میں تبلیغ خدا ہو
ہے فرض تیرے نانا کا فرمان ہے زینب

سر ننگے تیرا شام کے بازاروں میں جانا
اسلام پہ یہ آپ کا احسان ہے زینب
کہتی ہے پھوپھی رو نہ لہو درد کے خالق
عابد تیری غیوری پہ قربان ہے زینب
ناصر کہا امت نے خدک مل نہیں سکتا
یہ اسکے عوض شام کا زندان ہے زینب

نوحہ

(ناصر)

احمد کے گھرانے پہ کیسا یہ ستم لوگو
بے پردہ نبی زادی حیران ہیں ہم لوگو
بے شیر معصوموں پر کوئی تیر چلاتا ہے
مشرک نہ یہودی ہو پھر کون ہو تم لوگو
دُر چھینے سکینہ کے نہ قید میں مر جاتی
فرمان نبی سن کر دیتے جو قلم لوگو

مل جاتی جو اجازت غازی کو لڑائی کی
جلتے نہ کبھی خیمے اللہ کی قسم لوگو

اکبر کی جوانی کے ارمان رہے باقی
لیلیٰ سے کوئی پوچھے برچھی کا ظلم لوگو

نو میل سفر ہاتے زینب کا وہ سر ننگے
عابد کو رُلاتا ہے یہ درد پیہم لوگو

زخمی ہے بدن سارا بازو بھی نہیں تن پر
سقائے سکینہ کا گرتا ہے علم لوگو

آئیں گے چچا لیکر دریا سے ابھی پانی
دل میں یہ سکینہ کے کیسے ہیں بھرم لوگو

خوشنودی زہرا ہے ناصر یہ عزاداری
جنت کا ہے پروانہ شبیر کا غم لوگو

نوحہ

ہائے شامِ غریباں ہائے شامِ غریباں
دن ڈھل گیا ہے لوگو گھر جل گیا ہے لوگو
زینب اجڑ گئی ہے

لُوٹا ہے ظالموں نے زہرا کے گلستاں کو
دیکھو لگے طمانچے ننھی سی اک جاں کو
بے آسرا سکینہ بھائی پدر بھی چھینا
زینب اجڑ گئی ہے

دامن کسی کا دیکھو آتش سے جل رہا ہے
لوگو یہی سکینہ اصغر سے جو جدا ہے
بھائی کسی کا بچھڑا گلشن علی کا اجڑا
زینب اجڑ گئی ہے

زینب کے سر سے دیکھو چادر بھی چھین لی ہے
بیمار ایک جاں کو کیسی سزا یہ دی ہے
عابد بھی رو رہا ہے دامن بھگو رہا ہے
زینب اجڑ گئی ہے

آیا سوار کوئی خیموں میں اک جحاب میں
پوچھا بتول زادی تو کون ہے نقاب میں
بولے علی نہ گھبرا یہ کیا ہوا ہے بتلا
زینب اجڑ گئی ہے

رو کر کہا یہ زینب نے ہم لٹ گئے ہیں بابا
میدانِ کربلا میں ہم مٹ گئے ہیں بابا
کیا کیا ستم ہوا ہے کیا کیا ظلم ہوا ہے
زینب اجڑ گئی ہے

نوحہ

(ذکی)

زہرا کی وہ فاتح بیٹی غم سے نہ گھبرانے والی
بن چادر اسلام کی خاطر گھر سے باہر جانے والی

نام نہ پوچھو سر پیٹو گے کام کی عظمت سے پہچانو
کون ہے بیڑا پار لگا کر ساحل پہ مر جانے والی

گھر کے اندر ہولے ہولے چلنا پھرنا سیکھ رہی ہے
پیروں نو نو میل مسلسل پیدل چل کر جانے والی

کس کو خبر تھی دیس پرائے جا کے بسیرا بھی کریگی
ہر منزل پر سبطِ نبی کے ساتھ برابر جانے والی

نوحہ کی خیرات ذکی کو اپنے ورسے بھیج رہی ہے
ماتم کی شہزادی بن کر خالق کے گھر جانے والی

نوحہ

رو کے کہنے لگی مقتل میں گئی جب زینب
مرنے والو تمہیں پاتیں گی کہاں اب زینب

بھائی عباس وفاتم نے جو دکھلائی ہیں
جا کے اماں سے کرے گی وہ بیاں سب زینب

علی اصغر تجھے پاتیں گی کہاں اب بانو
علی اکبر تمہیں ڈھونڈیں گی کہاں اب زینب

کون اٹھکر مجھے راتوں کو تسلی دے گا
زلف والے تجھے روئے گی جو ہر شب زینب

آپ کی قبر پہ آنے میں قیامت کیا تھی
ننگے سر بلوۂ اعداء میں گئی جب زینب

نوحہ

احساس دلاتا ہے زینب تیری غربت کا
دم خوب بھرا بی بی بھائی کی محبت کا
بیٹوں کو فدا کر کے شکرانہ بجا لائیں
چلتا ہے پتہ اس سے زینب تیری عظمت کا
پامال ہوا لاشہ فرزند پیمبر کا
امت نے دیا شاید یہ اجر رسالت کا
بھیجا تھا سکینہ نے پانی نہ چچا لائے
احساس نہیں باقی اب پیاس کی شدت کا
جب سے گئے بابا ویران مدینہ ہے
باقی ہے سہارا اک نانا تیری تربت کا
جھولے سے گرے اصغر کہرام ہے خیموں میں
بچے کو خیال آیا بابا کی رفاقت کا
دفنا چکے اصغر کو اب کوئی نہیں باقی
اندازہ کرے کوئی شبیر کی حالت کا

نوحہ

(اثرؔ)

عجیب یاس کے عالم میں زہرا جائی ہے
برہنہ سر ہے نہ بیٹے ہیں اور نہ بھائی ہے

کہاں کی پیاس وہ بے کل تھا تیر کھانے کو
قضا کی گود میں اصغر کو نیند آئی ہے

رباب کہتی تھی اصغر تجھے کہاں ڈھونڈوں
امام نے تیری تربت کہاں بنائی ہے

جواں بیٹے کا دم ہچکیوں میں اٹکا ہے
ضعیف باپ نے کس دل سے لاش اٹھائی ہے

وطن میں بھائی کا تھا انتظار صغرا کو
خبر نہ تھی علی اکبر نے برچھی کھائی ہے

کہا یہ لاشۂ عباس پر شہِ دیں نے
تمہاری موت نے میری کمر جھکائی ہے

جفا طمانچوں کی شاید ہوئی سکینہ پر
چچا کی لاش جو دریا پہ تھرتھرائی ہے

سکینہ روتی ہے لپٹی ہوئی شہ دین سے
اسے یقین ہے کہ بابا سے اب جدائی ہے
رسول آ گئے اے شمر پیٹتے روتے
یہ کس کے حلق پہ تو نے چھری چلائی ہے

جلے خیام چھینی چادریں بنے قیدی
یہ کیسی شام ہے جو بیکسوں پہ آئی ہے
جو ایک دن میں بہتّر کی سوگوار ہوئی
رسول زادی ہے زینب فلک ستائی ہے

پڑا ہے دھوپ میں سید کا بیکفن لاشہ
علی کی بیٹی کے حصے میں بے ردائی ہے
پھوپھی کے حال پہ سجاد خون روتے ہیں
جگر میں آگ یہ تشہیر نے لگائی ہے

بتاؤ کو فیو کس جرم میں نبی زادی
تمہاری قید میں دشتِ ستم سے آئی ہے
سیاہ پوش ہے کعبہ حسین کے غم میں
خدا نے بھی صفِ ماتم اثر بچھائی ہے

نوحہ

سر پیٹ کر زینب نے یہ دی رن میں دہائی
مارا گیا شبیر مجھے موت نہ آئی
سجاد لئے آتے ہیں ہاتھوں پہ جنازہ
اور مل گئی زنداں سے سکینہ کو رہائی
زینب بھرا گھر لے کے مدینہ سے چلی تھی
کوئی تو نہ بچے نہ بھتیجے تھے نہ بھائی
زہرا کو بھی بلوایا گیا تھا سرِ دربار
زینب مگر آئی تو بڑی شان سے آئی

نوحہ

(نثار)

علی کے شہر کوفے میں سماں زینب کیا آیا
کجا برقعہ شریعت کا ردا کا بھی نہیں سایا
جنازہ جس کی مادر کا اُٹھا تھا پردہ شب میں
زمانہ اس کی بیٹی کو سربازار لے آیا

کہا رو کے سکینہ نے چچا مسلم دہائی ہے
وہ دیکھے پھر مجھے ظالم طمانچے مارنے آیا
درازی منزلوں کی ریت کے تپتے ہوئے رستے
انوکھا ساربان ہے بیڑیاں پہنے ہوئے آیا

کہا سجاد سے زینب نے رو کے کچھ تو بتلاؤ
نجف سے لیکر چادر کیوں میرا بابا نہیں آیا
سجے ہیں بام و در کوفہ میں آمد ہے اسیروں کی
تماشہ آلِ احمد کا مسلمان دیکھنے آیا
وہ خطبہ تھا کہ ہیبت چھا گئی دربار سارے پر
علی کی شیر دل بیٹی کو حیدر سا جلال آیا

جہاں بابا کی شاہی تھی اسی دربار میں زینب
نثار آتی برہنہ سر پہ کیسا انقلاب آیا

نوحہ

سورج سے ذرا کہدو پردے میں چلا جائے
زینب کی اسیری کا فسانہ کہا جائے
دریا کے کنارے پر پہرے تھے لعینوں کے
کونین کے والی کو پانی نہ دیا جائے
اے ثانیِ زہرا منہ بالوں سے چھپا لینا
تطہیر کی چادر کو جب چھین لیا جائے
یہ حکم امامت تھا دریا پہ رہے غازی
پہنے ہوئے زنجیریں بیمار چلا جائے
دریا کا کنارہ ہو قبضے میں تیرے ظالم
اور سبطِ محمد کو پانی نہ دیا جائے
اللہ رے قیامت ہے کربل کے بیابان میں
قاسم کا جواں لاشہ پامال کیا جائے
سوچا یہ ستمگر نے شبیر کو تڑپا کر
تربت میں محمد کو بے چین کیا جائے

نوحہ

کیوں حیا آتی نہیں تم کو مسلمانو
بے ردا شام چلی کون ہے پہچانو

منہ ہے سورج نے چھپایا ایسی توقیر بھی ہے
شان میں ان کی گواہ آیت تطہیر بھی ہے
جن کو بازاروں میں لے آئے ہو نادانو

سب مسلمان تھے قائم تھی مسلمانی بھی
تقویٰ و زُہد بھی پانی کی فراوانی بھی
پھر کیوں دریا پہ بھی پیاسے رہے مہمانو

وہ جو بن بابا کے سینے پہ نہ سوتی تھی کبھی
کیسے غش کھاتی تھی زندان میں صدا روتی رہی
تم ہی کہہ دو اے ذرا شام کے زندانو

لختِ حیدر کا ہے سرِ طشت میں لایا کیوں گیا
سر برہنہ سرِ دربار بلایا کیوں گیا
کس نے نیزوں پہ چڑھایا تمہیں قرآنو

پہن کے طوق و رسن کیسے سوئے شام گئی
کیسے اونٹوں سے تھی گرتی رہی اولادِ نبی
تم نے دیکھا ہی تو ہوگا ارے ویرانو

آلِ احمد کو تماشا نہ بناؤ لوگو
للہ کچھ خوف کرو پردہ بناؤ لوگو
تم فضیلت کو نبی زادی کی کیا جانو

نوحہ

کوفے کے رہنے والو میلہ نہ تم بنا لو
زہراؑ کی بیٹیاں ہیں اے کلمہ پڑھنے والو
ہے شام میں چراغاں اور وقتِ شام بھی ہے
زینبؑ ہے سر برہنہ لوگو دوپٹے بچھا لو

دکھ نہ دیو دکھی کو دکھ بانٹ لو دکھی کا
زنجیر کی بجاتے شانہ ذرا ہلا لو
آؤ سکینہؑ آؤ اکبرؑ کا سر ملا ہے
غیور بھائی جان کو کانوں کا دکھ سنا لو

اُف مار کر طمانچے کہتا تھا اک کمینہ
اے لاڈلی بچا کی عباسؑ کو بُلا لو
بیمار ناتواں ہے صدموں سے نیم جاں ہے
غش آ کے گر نہ جائے آ کر ذرا سنبھالو

مدنی یہ تین بچے چلاتے ہائے پانی
آیا جواب طنزاً کوثر سے ہی منگا لو
غش کر گیا ہے شاید مارو نہ تازیانے
اب کربلا نہیں ہے پانی ذرا پلا لو

غم کھا کے مر نہ جائیں شہزادیاں تمہاری
بستی کا نام کیا ہے اس راز کو چھپا لو
پاؤں ہیں ڈگمگاتے عابد ہیں لڑکھڑاتے
مسلم ہیں مسکراتے دیکھو زمانے والو

نوحہ

بھولا ہے نہ بھولے گا تا حشر زمانہ
دربارِ یزیدی میں تیرا خطبہ سنانا
تیرے پردے پہ قربان تیرے بھائی کے صدقے
آتا ہے جسے دین پہ گھر بار لٹانا
شبیرؑ نے یہ درس زمانے کو دیا ہے
آگے کسی ظالم کے کبھی سر نہ جھکانا
حرملؔ یہ تیرا جرم کبھی چھپ نہیں سکتا
پانی کے عوض تیر سے اصغر کو سلانا
شبیرؑ کی عظمت ہے یہ شبیر کی جرأت
مقتل سے جو اکبر کے لاشے کو اٹھانا

نوحہ

(لعل)

مظلوم بے وطن میرا مولا رضا ہے
ہائے جس کو زہر لوگو مسلمان نے دیا ہے

سب آنکھیں کرو بند دہائی ہے دہائی
اک بی بی عزادار یہاں شام سے آئی
لپٹی ہے جنازے سے نہیں سر پہ ردا ہے

آئے ہیں جنازے پہ نبی شاہِ امم بھی
کلثوم رقیہ بھی ہے معصوم رقم بھی
وہ بی بی ہے کربل میں جلی جس کی عبا ہے

مامون عباسی کی عنایت ہے یہ لوگو
ہائے آلِ پیمبر کی اطاعت ہے یہ لوگو
سیدوں سے ذرا دیکھو یہ امت کی وفا ہے

روتے ہیں فرشتے بھی زمین اور زمان بھی
ہائے لوح و قلم عرش بریں کون و مکان بھی
خیر النساء کے لعل کے ماتم کی صدا ہے

نوحہ

(سردار)

زندان سے کاظمؑ کو ملی کیسی رہائی
زنجیر بھی ہیں تن پہ اور ساتھ سپاہی
دے کون خبر جا کے شبِ ہیں رضا کو
بابا کو تیرے کس نے ہائے زہر پلائی

سیدؑ نے کئی سال رکوع میں ہیں گزارے
رو رو کے یہ زندان بھی دیتا ہے گواہی
غربت کا یہ عالم ہے مظلوم کی میت
مزدوروں نے کاندھوں پہ زندان سے اٹھائی

یارب کوئی پردیس میں مر جائے نہ قیدی
میت پہ نہ بیٹا ہے بہن اور نہ بھائی
بے گور و کفن لاش تھی بغداد کے پُل پر
لٹتی رہی بے جرم ہی زہراؑ کی کمائی

پابند سلاسل رہی میت نہ کسی کی
یہ ساتویں مظلوم نے ہے رسم نبھائی

تاریکیٔ زندان میں کہا مولا نے رو کر
پھیکی ہے زہر نے میری آنکھوں کی بینائی
کاٹے کوئی زنجیر تو پھر غسل و کفن ہو
دیتی رہی میت پہ زہرا یہ دہائی

بغداد میں سادات پہ جو ظلم ہوتے ہیں
ہر دور کی تاریخ یہ دیتی ہے گواہی
ہائے کانپ اٹھی میت کاظمؑ کی کفن میں
جب شام سے رونے کو نبیؐ زادی ہے آئی

گزری ہے ظلم سہتے کاظم کی جوانی
افسوس مسلمانوں کو حیا پھر بھی نہ آئی
مظلوم کو ہم روئیں تو سردار مسلمان
کافر ہمیں کہتے ہیں سقیفہ کے سپاہی

نوحہ

(اعجاز)

مومنو! اک حشر پھر برپا ہوا ماتم کرو
ساتواں رکنِ ہدایت گر گیا ماتم کرو

چل بسا باب الحوائج ہم کو روتا چھوڑ کر
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا ماتم کرو

یہ وہی پچیسویں[۲۵] ماہِ رجب ہے دوستو
فاطمہ کا چاند جب گہنا گیا ماتم کرو

زہر کی تکلیف سے تڑپے ہیں مولا تین روز
یاد کر لو مجتبیٰ کا واقعہ ماتم کرو

آ رہا ہے در پہ زنداں کے محبوں کا ہجوم
ابنِ جعفر قید ہی میں چل بسا ماتم کرو

خواب میں کہتے رہے ظالم سے حیدر بار بار
میرے بچے کی ہے آخر کیا خطا ماتم کرو

قید خانے سے رہا کرتے کہ یہ معصوم ہے
پر کسی صورت نہ مانا تیرِ جفا ماتم کرو

پاؤں سے میت کے کوئی بیڑیاں تو کاٹ دے
رونے والو! ظلم کی ہے انتہا ماتم کرو
ان کا تو جشن ولادت تک منا سکتے نہیں
یوں کہ وہ ہوتے ہیں ایام عزا ماتم کرو
وے کے ایذائیں آئمہ پہ ستم ڈھائے گئے
زہر قاتل ہو کہ وہ تیغ جفا ماتم کرو
کربلا والوں کا غم اعجاز پونجی ہے میری
بس زبان پر ہے یہی اک تذکرہ ماتم کرو

نوحہ

(لالؔ)

پایاں کیوں زنجیراں نے
ہائے بابا پاک رضا دا
چند زہراؑ دا کفن وے وچ وی
ویکھو ظالم بھیج سپاہی کیتی اے تدبیر اے
وانگو سید سجاد جے شاہ کوں پائے آن زنجیر اے
ریا چودہ سال اسیر اے بدر منیر اے
وچ پردیساں لایاں انج تعزیراں نے

جیں سید کوں زہر پلائی کلمہ گو کوں یاد اے
کیوں اجڑی سین حمیدہ لوگو دچ بغداد اے
جداں سر دچ مٹیاں پاتیاں زہرا جاتیاں
لاش تے آکے رو پیاں تقدیراں نے

لوگو ستواں نائب نبیؐ دا کھو جبی قید دچ آیا
جیندی میت کوں ہائے مزدوراں آکے پل توں چایا
انج ظلم تے امتی تل گئے اتھرو ڈول گئے
کل نبیاں دے کیتے وین ہمشیراں نے

چھینواں لال بتول دا ہا ہائے جیندی رُد کہانی
ہائے ٹک گئی قید دچ ہے جیندی پاک جوانی
رو رو کے نوک قلم دی قسم علم دی
میت کوں تک کے کیتیاں تحریراں نے

نوحہ

سب مل کے عزادارو زہرا کی دُعا لو
شبیر کے غم کو تم سینے میں بسا لو
ہمشکلِ پیمبر ہے ارمان ہے زینب کا
بھیا میرے اکبر کو دولہا تو بنا لو

اک رات کے بیاہے کا پامال ہوا لاشہ
بہتے ہوئے اس خون سے مہندی کو سجا لو
دیکھی نہ گئی شاہ سے بے شیر کی میت جب
عباس تم ہی آکر مولا کو سنبھالو

ہے عالمِ غربت اور سجاد نے فرمایا
پھوپھی ذرا بالوں سے چہرے کو چھپا لو
پابندِ رسن زینب حیرت ہے مسلمان پر
تطہیر کی وارث ہے نظروں کو جھکا لو

جلتے ہوئے خیموں سے زینب کی صدا آئی
للہ امامت کو ظالم سے بچا لو
روتی ہوئی زندان میں کہتی تھی سکینہ یہ
بابا میرے بابا تم سینے پہ سُلا لو

نوحہ

آج قبر مصطفےٰ پہ اک ہجوم عام ہے
آ گئی زینب مدینے میں بپا کہرام ہے
جھک گئے ہیں نوجوان کی لاش پر رن میں حسین
کیا علی اکبر کے ہونٹوں پر کوئی پیغام ہے
نامہ بر کو لاش بیٹے کی دکھا کر بولے شاہ
یہ ہے صغرا کی تمنا جس کا اکبر نام ہے
کہتی تھی فضہ چھینی جاتی ہے زینب کی ردا
یا علی آؤ مدد کرنا تمہارا کام ہے
اپنے سایہ سے بھی شرماتی تھی جو بی بی سدا
آج اس کا سر کھلا ہے اور ہجوم عام ہے
بے ردا زینبؑ ہے سورج آج کیوں چھپتا نہیں
وہ مدینہ تھا نبی کا یہ دیار شام ہے
کربلا کے واقعہ کو اک مدت ہوگئی
سید سجاد کی آنکھوں میں اب تک شام ہے

نوحہ

(لال)

تبلاؤ مسلمانو خاتونِ قیامت کو ہاتے کس نے ستایا ہے
کلمہ گو نہیں تھے کیا جنہوں نے کربلا میں خیموں کو جلایا ہے

تاریخ اٹھارہ تھی یہ جیٹھ مہینہ تھا
شبیر کے چہرے پہ کیا سرخ پسینہ تھا
یہ پسینہ نہیں لوگو اصغر کا لہو ہے جو حرمل نے بہایا ہے

میدانِ کربلا میں دیکھو خلیل آکر
روتے ہیں نبی سارے آنسو بہا بہا کر
مظلوم کربلا نے کڑیل جواں کا لاشہ ہاتھوں پہ اٹھایا ہے

قرآن کے حافظوں کی دیکھو یہ ردائیں ہیں
زہرا کی بیٹیوں کی ہاتے لوٹی ردائیں ہیں
تطہیر کی وارث کو دربارِ شرابی میں بے پردہ بلایا ہے

ہاتے لالِ مصطفےٰ کو کہتے رہے جو باغی
کائنات میں دکھادے ایسا کوئی نمازی
سجدے میں سر کٹا کے نیزے پہ چڑھ کر جس نے قرآن سنایا ہے

نوحہ

(نثار)

سایہ نہ اٹھے باپ کا اولاد کے سر سے
آتی ہے سکینہ کی صدا خیمے کے در سے
خط آیا ہے صغرا کا اسے جا کے لے آؤ
شبیر نے یوں رو کے کہا لاشہ پسر سے
اصغر کے لگا تیر تو ماں پیٹ کے بولی
اے کاش اتر جاتی میں صدقہ تیرے سر سے
دفنا چکے اصغر کو اٹھے جھاڑ کے دامن
اور قبر کو دیکھا کئے حسرت کی نظر سے
رُخ جانب دریا کیا زینب نے پکارا
عباس ہے لُٹ جانے کو چادر میرے سر سے
اصغر نے زبان خشک ادھر ہونٹوں پہ پھیری
پیغام قضا لے کے چلا تیر اُدھر سے
اس روز جو نکلے تھے سقیفہ کی کمان سے
عاشور کے دن تیر وہ شبیر پہ برسے

جس طرح اٹھے خیمہ زینب سے خدایا
اٹھے نہ جنازہ یوں بہتر کا کسی گھر سے

ٹکڑے تنِ قاسم کے اٹھا کر چلے شبیر
خون بہنے لگا خلد میں شبر کے جگر سے

اب کس نے جلائے ہیں نثار آ کے یہ خیمے
پھر شعلے اٹھے احمد مختار کے گھر سے

نوحہ

سارا چمن اداس کلی بھی کھلی نہیں
روئیں نہ گر جو موت ہے زندہ دلی نہیں

یہ درد کوئی پوچھے جنابِ بتول سے
اپنے پدر کی جسکو وراثت ملی نہیں

اصغر کو ایک بوند جو پانی نہ مل سکا
کم ظرف یہ فرات ہے دریا دلی نہیں

اصغر کا عزم پوچھئے حرمل کے تیر سے
گردن جھکی رہی ہے ذرا سی ہلی نہیں

ہم جی رہے ہیں دور مدینہ حسین کے
گر ماتمِ حسین نہیں زندگی نہیں

کرتے رہیں حسین کا ماتم یہ آفتاب
یہ خارجی معاملہ ہے داخلی نہیں

سب بیبیاں تو آپ کی پردہ نشیں رہیں
پر دخترِ رسول کو چادر ملی نہیں

سُن تو ظہیر کی غمِ شبیر ہے نجات
کہنا نہ پھر حضور شفاعت ملی نہیں

نوحہ

جتنے مسلمانوں نے گھر سبطِ پیمبر کا جلایا
بے ردا ثانیِ زہرا کو بازاروں میں پھرایا

آ گیا خالی علم مولا علمدار کا لوگو
گر گیا خالی جو تھا جام سکینہ نے اٹھایا

پاؤں میں چھالے پڑے آنکھوں سے تھا خون جاری
تازیانہ جو اٹھا پُشت پہ بیمار کے آیا

تھی جو مصداق مسلمانوں یُرِیدُ اللہ کی
لالؔ بالوں سے اسی بی بی نے چہرے کو چھپایا

اتری محمل سے جو بیمار کی غیرت شرفا
قبرِ مرسل کی ہلی عرش کو لرزا آیا

نوحہ

(اختر)

ویران ہے مدینہ آباد کربلا ہے
گلشن میں ہے اداسی جنگل بسا ہوا ہے

قرآں کے حافظوں نے مارا ہے شاہِ دیں کو
کچھ حاجیوں نے ملکر کعبہ گرا دیا ہے

اصغر کی لاش ہے یہ ام رباب دیکھو
اسلام کو جگا کر معصوم سو گیا ہے

فضہ سے کوئی پوچھے اتنی مصیبتوں کی
زہرا سے ابتدا تھی زینب پہ انتہا ہے

کتنی حقیقتوں سے پردے اٹھے ہوئے ہیں
کس نے کہا کہ زینب بے میں بے ردا ہے

فریاد کر رہی ہے کس درد سے سکینہ
عباس نامور کا لاشہ تڑپ رہا ہے

زین العبا نے اختر اس دکھ بھرے جہاں میں
ہر زخم کھا کے جینا آسان کر دیا ہے

نوحہ

کربلا کے بن میں کوئی قافلہ لوٹا گیا
اے عزیزو خاندانِ مصطفیٰ لوٹا گیا

ہوتی ہے ماں کو تمنا نوجوان دولہا بنے
امِ لیلیٰ کا وہ ارمان بے خطا لوٹا گیا

فاطمہ کی بیٹیوں کا آسرا عباسؑ تھے
زینبؑ و کلثومؑ کا وہ آسرا لوٹا گیا

عصرِ عاشور کو دو بچے عطش سے مرگئے
نہر پہ پیاسوں کے دل کا مدعا لوٹا گیا

گیارہویں شب روشنی دیکھی تو زینبؑ نے کہا
ظالمو لوٹو گے اب کیا گھر بھرا لوٹا گیا

بولی صغراؑ بیبیوں کی گودیوں کو دیکھ کر
بیبیو ننھا سا وہ غنچہ بھی کیا لوٹا گیا

شام کے زنداں میں آکر مرگئی بنتِ حسینؑ
ماں پھوپھی بہنوں کے دل کا آسرا لوٹا گیا

یا خدا لوٹا نہ جاتے کوئی کنبہ اس طرح
جس طرح زہراؑ کا کنبہ جا بجا لوٹا گیا

حلّے جنت کے خدا نے بھیجے ہیں جس کے واسطے
پیرہن تک اس شہِ مظلوم کو لوٹا گیا

نوحہ

کس طرح آلِ محمد پر ستم کرتے رہے
اور وہ دین کو بچانے کیلئے مرتے رہے

دخترِ مسلم نے پوچھا رازِ دستِ مہرباں
شاہ کی آنکھوں سے پھر تو اشکِ غم بہتے رہے

لوکِ نیزہ پر تڑپ جاتا تھا سر عباس کا
پتھروں پر جب بیمار کے قدم پڑتے تھے

کُند خنجر تھا رواں اور گردنِ شبیر تھی
ابنِ حیدر شکر کا سجدہ ادا کرتے رہے

اصغرِ بے شیر نے جب تیر سے پانی پیا
تیر میں الجھا گلا شاہ دیر تک تکتے رہے

ہائے وہ شعلے بھڑکنا مصطفٰے کی آل پر
کس طرح بیچارگی میں آگ سے لڑتے رہے

طوق کا بارِ گراں اور پاؤں میں زنجیر تھی
ظلم کی تاریخ عابد صبر سے لکھتے رہے

بے سر و سامانی ہائے زینب و کلثوم کی
لٹ گیا گھر بار سارا اور نہ پردے رہے

داستانِ پُرغم ہے ناصر شام کے بازار کی
بے ردا سیدانیوں پر کلمہ گو ہنستے رہے

اس طرح گوہر غریباں کو سجایا شاہ نے
لاکے لاشوں کو نگینوں کیطرح جھڑتے رہے

کسطرح صحرا میں لُوٹا کارواں شبیر کا
دیکھ کر معصوم بچے عمر بھر ڈرتے رہے

نوحہ

ڈوبی ہوئی لہو میں پیاسوں کی داستان ہے
دشمن ہوتے مسلمان بے درد آسماں ہے

اصغر کی بے بسی پر پتھرا گئی فضائیں
خون رو رہا ہے پیکان سہی ہوئی کمان ہے

بانو سنبھال لینا اکبر کی لاش جا کر
شبیر اکیلے ہیں میت بھری جواں ہے

بے گور و بے کفن ہیں آلِ نبیؐ کی لاشیں
تفسیر رو رہی ہے قرآن رو رہا ہے

اکبر کا حال جا کے اے نامہ بر نہ کہنا
دم توڑ دے گی صغرا بیمار ناتواں ہے

شاید تڑپ تڑپ کے اصغرؑ نے جان دی ہے
بکھرا گئی ہیں آنکھیں نکلی ہوئی زبان ہے

جکڑی ہوئی رسن میں بنتِ رسولؐ نکلی
محمل نہیں میسر ہمراہ ساربان ہے

نوحہ

آبِ زم زم سرد ہے خاکِ شفا کے سامنے
ہاتھ پھیلاتے ہیں کعبہ کربلا کے سامنے

چند آنسو بھی نہیں ہیں دامنِ کردار میں
دوستو کیا لیکے جاؤ گے خدا کے سامنے

دیکھئے آغوش میں ام البنین کے لال کو
آئینہ رکھا ہوا ہے مرتضیٰ کے سامنے

کیوں بڑھی آتی ہو ہم کو بے سہارا جان کر
مشکلو چلو مشکل کشا کے سامنے

پھینک کر چلو سے پانی دی صدا عباس نے
موجِ دریا کچھ نہیں میری وفا کے سامنے

کرتے ہیں تلوار کی دھاروں پہ ماتم شاہ کا
ہم جلاتے ہیں چراغ اپنا ہوا کے سامنے

دی صدا ماں نے مدد کرنے کو آؤ یا علیؑ
گردنِ اصغرؑ ہے تیرِ حرملا کے سامنے

مل کر اصغرؑ کا لہو چہرے پہ بولے شاہِ دیں
حشر میں جاؤں گا یونہی مصطفےٰ کے سامنے

لاش پر بیٹوں کی زینب کر تو سکتی تھی فغاں
فرض آجاتا تھا لیکن مامتا کے سامنے

نوحہ

جو کہ مصروف سلام شہدا رہتا ہے
وہ رہتا نہیں پر نام سدا رہتا ہے

شمر کہتا تھا یہی ماں ہے علی اکبرؑ کی
جسکا اک ہاتھ کلیجہ پر دھرا رہتا ہے

آن کر خواب میں عابدؑ سے پوچھا شاہ نے
بیٹا احوال تیرا قید میں کیا رہتا ہے

آن کر ہندہ کی بیٹی نے سکینہ سے کہا
سر تیرا کس لئے اے بہنا کھلا رہتا ہے

رو کے وہ بولی یتیموں کی نشانی ہے یہی
کرتا بے وارث بچوں کا پھٹا رہتا ہے

شام جب ہوتی ہے اونٹوں سے اترتے ہیں حرم
پر سر شاہ تو نیزے پہ چڑھا رہتا ہے

ہے یہ شرمندگی پانی کے نہ پہنچنے کی
نیزے پر بھی سر عباس جھکا رہتا ہے

کربلا میں مجھے اے سبط نبیؐ یاد کرو
یہ دبیر آپؑ کا مصروف دعا رہتا ہے

نوحہ

(ظہیر)

سبطِ رسولِ پاکؐ پہ کیا کیا ستم ہوئے
جتنے کئے شمار مگر پھر بھی کم ہوئے

تھمتے رہے وفا کی کہانی کی انتہا
عباس تیرے ہاتھ بھی اسی میں قلم ہوئے

اتنی بڑی عنایت بنتِ رسولؐ ہے
مظلومِ کربلاؑ کے عزادار ہم ہوئے

تھے نور و نار میں کتنے ہی فاصلے
حُرِّ جری چلے تو فقط دو قدم ہوئے

ہوگئی ہمیں زیارتِ سلطانِ کربلا
جب ہم ظہیرؔ راہیِ ملکِ عدم ہوئے

نوحہ

ستم ہے روحِ پیمبرؐ کا دل دُکھایا گیا
بلا کے دشت میں مسلمان کا گھر جلایا گیا

رسولِ پاکؐ کے روضے پہ روشنی نہ رہی
چراغِ فاطمہ زہراؑ کا جب بجھایا گیا

حسینؑ کہتے تھے عباسؑ لو خبر میری
جوان بیٹے کا لاشہ نہ جب اٹھایا گیا

زبان ہونٹوں پہ اصغرؑ پھرا کے لوٹ چلے
سوالِ آب پہ تیرِ ستم چلایا گیا

حسینؑ تیغوں کے نیچے نماز کر کے ادا
رسول پاکؐ کی امت کو بخشوایا گیا

برہنہ سر ہوئی گلزار کس لئے زینبؑ
اسیرِ شام کو ہے در بدر پھرایا گیا

نوحہ

(اختر)

ان بیٹیوں کا رتبہ پوچھے کوئی خدا سے
جن بیبیوں کے بیٹے گزرے ہیں کربلا سے

اے شیر خوار ماں کو کر لے سلام آخر
تجھکو بلا رہے ہیں تیرے لہو کے پیاسے

مقتل میں ہر مجاہد کہتا تھا ہاتھ اٹھا کر
جینا تیری رضا سے مرنا تیری رضا سے

صغرا نے اس بھروسے ہر قافلے کو دیکھا
شاید کوئی مسافر آیا ہو کربلا سے

کوفے کے پاس آکر کہتی ہے شہزادی
کوئی گلہ نہیں ہے اس شہر بے وفا سے

اختر کو اِس جہاں میں اختر کو اُس جہاں میں
کوئی کمی نہیں ہے مولا تیری دُعا سے

نوحہ

(یوسف)

سر کٹا کر صبر میں کی انتہا شبیرؑ نے
دین کی خاطر رضا کر دی فدا ہمشیرؑ نے

بن کے نوحہ کربلا میں آ گیا صغراؑ کا خط
حشر برپا کر دیا صغراؑ تیری تحریر نے

نہر پہ عباس کا لاشہ تڑپ کر رہ گیا
کھائے جب منہ پہ طمانچے دختر شبیرؑ نے

خون سے آغوش بھی تر ہو گئی شبیرؑ کی
اور ماں کو بھی رُلایا حرملا کے تیر نے

لٹ گئیں صحرا میں آکر فاطمہ کی بیٹیاں
سر چھپا رکھا تھا جن کا چادرِ تطہیر نے

منزلِ صبر و رضا پر تھی نگاہِ انبیاء
کھینچی جب اکبرؑ کے سینے سے سناں شبیرؑ نے

نوجوانی میں ضعیفی کا یہ عالم الامان
ڈالا خم ایسا کمر میں طوق نے زنجیر نے

حشر مقتل میں بپا ہے دو صدا عباس کو
نیزہ اکبرؑ کے لگا تھامی کمر شبیرؑ نے

نوحہ

(نثار)

کلمہ گو لاتے ہیں کیا آلِ پیمبرؐ کے لئے
برچھی اکبرؑ کے لئے تیر اصغرؑ کے لئے

حضرت یعقوبؑ تو روتے تھے یوسفؑ کو فقط
سید سجادؑ روتے ہیں بہتّر کے لئے

ایک امانت جان کر شبیر نے منہ پر ملا
دے گئے اصغرؑ نشانی خونِ مادر کے لئے

زہر دامن کے لئے آئے فی سبیل اللہ حسینؑ
چھوٹا سا لختِ جگر تیر ستمگر کے لئے

بند آنکھیں خون بھرا کرتا گلا ٹوٹا ہوا
تاب لاسکتی کہاں ماں ایسے منظر کے لئے

لڑکھڑاتے آرہے ہیں وہ کمر تھامے امام
ٹھہر جا جانِ علمدارؑ دم بھر کے لئے

چھوٹی چھوٹی بیٹیوں والو سنو بے رحم نے
چیر ڈالے کان بھی دو دانے گوہر کے لئے

مدّعی قرآن سنّت اور سیرت کے نثار
گھر نبیؐ کے آگئے زہراؑ کی چادر کے لئے

نوحہ

(انور)

پانی کا بند کرنا کس قوم میں روا ہے
آلِ نبیؐ کو پیاسا کس نے ذبح کیا ہے

مارے شمر نے بابا منہ پر میرے طمانچے
بنتِ حسینؑ تڑپی میرے در بھی کھینچتا ہے

زینبؑ سے کوئی پوچھے کیسے مری سکینہؑ
زندان میں تھی اکیلی دم جس کا گھٹ گیا ہے

اٹھا ہے شورِ ماتم خیموں میں پھر یہ کیسا
شبیرؑ ایک لاشہ گٹھڑی میں لا رہا ہے

عباسؑ باوفا نے کیسی وفا دکھائی
بازو کہیں پڑے ہیں لاشہ کہیں پڑا ہے

ماری کسی نے برچھی نیزہ کسی نے مارا
دم توڑتا ہے بیٹا اور باپ دیکھتا ہے

بے وارثوں کے گھر بھی ظلم جلا رہے ہیں
غش میں پڑا ہوا بیمارِ کربلا ہے

کوئی مارتا ہے پتھر لوٹے کوئی ردائیں
آلِ رسولؐ انورؔ آفت میں مبتلا ہے

نوحہ

وہ بڑی شان سے مہمان جو بلائے گئے
بوند پانی کے لئے دشت میں ترسائے گئے

بھوکے پیاسے ہیں محمد کے نواسے مظلوم
ایک تیری جان پہ سینہ تیروں کے برسائے گئے

تیری معصوم سکینہؑ کو طمانچے مارے
تازیانے تیرے بیمار کو لگوائے گئے

علی اصغرؑ نے زبان کھولی جو پانی کے لئے
تیر سے پیاس بجھی خون میں نہلائے گئے

چھینی زینبؑ کی ردا تجھکو نہ پہنایا کفن
سر کھلے بلوے میں پھر تیرے حرم لائے گئے

اب کوئی اور ستم بھی ہے اسیروں کے لئے
برچھیاں کھائی گئیں بازو بھی کٹوائے گئے

یہ جہاں حشر تلک روتا رہے گا ساحل
ہائے کیوں آلِ محمدؐ پہ ستم ڈھائے گئے

نوحہ

(محب)

تنہا سرِ مقتل وہ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے
افسوس درِ خیمہ پہ ہمشیر کھڑی ہے
کیوں چاند سرِ دشتِ بلا ڈوب رہا ہے
کیا غیرتِ مریم کی ردا سر سے چھینی ہے
دریا کو کبھی اور کبھی بالی سکینہ کو
جلتے ہوئے خیموں کا دھواں دیکھ رہی ہے
سجاد سے کہنا ذرا ہوش سنبھالے
دربارِ یزیدی میں رسن بستہ پھوپھی ہے
کیوں خانۂ زہراؑ پہ مسلماں ہیں آتے
امت کیا بھلا قولِ نبیؐ بھول گئی ہے
معصومۂ کونینؑ کی آہوں کا اثر ہے
دنیا میں جو ماتم کی صدا گونج رہی ہے
اے معرکۂ کرب و بلا تو ہی بتا دے
یہ کس لئے گردن شبیر کٹی ہے
کیا کوئی بھلا اسکو محب روک سکے گا
زہراؑ کی دعا نوحہ گری سینہ زنی ہے

نوحہ

عصیاں نہیں یہ ماتم کرتے رہے ہیں سارے
اس فرض میں شامل ہیں اللہ کے نبی سارے

روتا فرات بھی ہے بچوں کی تشنگی پر
پانی سے پیٹتے ہیں عباس کو کنارے

میں دیکھوں کس طرح سے کرتے نہیں ہو ماتم
کڑیل جوان کا لاشہ ہو سامنے تمہارے

بے گور و کفن ہوں کنبے تیرے کی لاشیں
خیمے جلا کے تیرے کوئی چادریں اتارے

پابند رسیوں میں زہرہ کی بیٹیاں تھیں
ہم کیوں نہ سر کو پیٹیں عابد کو کوڑے مارے

احسان حسینؑ کا ہے ذبح عظیم بن کر
قربان کر کے اپنے ہے بچا دیئے تمہارے

نجفی حسینی ماتم مومن کی عبادت ہے
کرتی ہیں حور و غلماں کرتے ہیں چاند تارے

نوحہ

(نثار)

کوئی توقیرِ اہلبیت کی جانی نہیں جاتی
حدیثِ مصطفیٰ تو ہے مگر مانی نہیں جاتی

خدایا زینب دلگیر پر غربت میں کیا گزری
وطن والوں سے اب صورت بھی پہچانی نہیں جاتی

علی اکبر خبر تک بھی نہ آکے کرو گے اسیروں کی
پھوپھی سے بھتیجوں کی خاک اب چھانی نہیں جاتی

نبی کے بعد ایسا برباد کیا امت نے
کہ اب تک فاطمہ کے گھر کی ویرانی نہیں جاتی

کہا صغرا نے یارب خیر ہمشکلِ پیمبر کی
کئی راتوں سے نوابوں کی پریشانی نہیں جاتی

لبِ دریا تڑپ کر جان ہی عباس نے دیدی
جواں سے مشک اب خیمے میں بے پانی نہیں جاتی

نوحہ

(تنویرؔ)

دین کو زندہ و جاوید بنانے کیلئے
تیرا ایثار شہ کرب و بلا کافی ہے

حُرؑ یہ کہتا تھا سنو غور سے اے شمر شقی
کیا ہوا اگر نہ مجھے دولت و جاگیر ملی
بال کھولے گی میری لاش پہ جب بنت علی
میں گناہ گار ہوں زہراؑ کی دعا کافی ہے

دیکھکر فوج ستمگر کو یہ زینبؑ نے کہا
بھائی تو بھی تو کوئی اپنا مددگار بلا
مجھے کچھ غم نہیں اس بات کا سیدؑ نے کہا
میری امداد کو غازی کی وفا کافی ہے

سوچا است نے کہ احمد کی نشانی نہ رہے
زندہ مظلوم رہے ظلم کے بانی نہ رہیں
ہے یہاں کوئی آج فاتحہ دیتا بھی نہیں
دشمنِ دین پہ لعنت کی سزا کافی ہے

یہی تنویر کی ہے تجھ سے دعا شاہ زمن
وہ زمین دیکھو جہاں لٹ گیا زہرا کا چمن
لاش تیری رہی جس خاک پہ بے گور و کفن
میری بخشش کو وہی خاکِ شفا کافی ہے

نوحہ

مجرئ خلق میں ان آنکھوں نے کیا کیا دیکھا
پر کہیں سبطِ پیمبر سا نہ آقا دیکھا
میں نے دیکھا علم شاہ کو آلودہ خون
میں نے نیزے پہ سرِ دلبرِ زہرہ دیکھا
میں نے دیکھا علی اصغر کا گلہ خون میں تر
میں نے عباس کو ریتی پہ تڑپتا دیکھا
ایک گٹھری شہہ دیں پشت پہ لائے اُسمیں
میں نے ٹکڑے ہوتے قاسم کا سراپا دیکھا
ہائے کیوں ہو نہ گئیں کوڑہ کہ ان آنکھوں نے
قید خانے میں سکینہؑ کا جنازہ دیکھا
جا کے زینبؑ نے مدینے میں کہا صغرا سے
کہوں کس منہ سے کہ پردیس میں کیا کیا دیکھا
ظلم ہے مجرئ سجادؑ نے کیا کیا دیکھا
گھر لٹا قید ہوئے باپ کا لاشہ دیکھا

نوحہ

شالا جگ دنیا تے انج نہ نکھڑے سانگا بھین بھرا دا
جینویں نکھڑیا بھین توں دگیر ویلے لوگو حسنؑ زہرا دا

آیا وچ خیمے دے انج فرزا دا لال اے
ماں کوں ہتھ نہیں لبدے پتر دے ہندیاں والے
تک گھنڈڑی دے وچ سہرا موت دی ردیتی اے
چاکے حسن رضا دے جگر دے ٹکڑے آیا پتہ صغرا دا

آندی رتی اے عونؑ دی امڑی ویرنوں رو کے
ڈینڈا کیویں چن ویران غربت دے ہو کے
میں دیواں علم عباس دی بھین رقیہؑ نوں
نقشہ بدل دکھاواں جنگ دا اج جے ہوئے حکم بھین دا

آدھا سید بھین اجڑی نوں گل نال لا کے
کیویں آئیں خیموں باہر کڑیاں پا کے
احساس کیتا اے سورج تینڈے پردے دا
کیویں تک سی عابدؑ بن وچ لٹنا تینڈی پاک ردا دا

بی بی چم کے گل ویرن دا اے فرمایا
توں نہ فکر کریں مینڈی امڑی دا جایا
میں خطبے پڑھدی ولیاں شام دے موڑاں تے
نانے پاک دے دین نوں رنگ لا دلیاں وعدہ اھون دی ماں دا
ماں کوں کرن سلام اخیری اکبرؑ آیا
امِ لیلیٰؑ سین نے پتر کو رو فرمایا
میں سال اٹھارہ بچڑا تینکوں سڈیا نہیں
کیڑی آس تے وقت گزاریسی اکبرؑ تیری اجڑی ماں دا

○

نوحہ

(اثر)

آؤ مل کے کریے ماتم مظلوم کربلا دا
بچڑا اے فاطمہ دا محبوب اے خدا دا
دنیا نوں چھڈ دے دیلے فرماگئی اے زہراؑ
ضامن رہ تے گا غازی زینب تیری ردا دا
وچ شام کڑیاں پاکے انج خطبہ پڑھیا زینبؑ
ہو چاک گیا پردہ ملعون بے حیا دا
زینبؑ دا مان غازی عباسؑ باوفا سی
پابند ہوگیا اے ہتے بادشاہ وفا دا
روضے رسول جاکے صغرانے کھولے وال اے
اکبر ملا دے بابا واسطہ شاہ کربلا دا
غازی دا علم گھر گھر لہرائے گا حشر تک
ہے اثرؔ خونِ اکبرؑ تے سین دی ردا دا

نوحہ

فضہؑ تیری عظمت نوں ساڈا سلام اے
حسنین دی ماں آکھن کیسا مقام ہے
صبشہ دی تو شہزادی سفراں چہ رُل کے موتی
سیداں دے ناویں لائی زندگی تمام ہے
بھک پیاس کٹ دی رہی زینبؑ دے پیار کیتے
حاضر تیرے لئی بی بی ہنجواں دا جام اے
فضہؑ دی کنڈ دے ادھلے زینب اے دین پایا
آ دیکھو ذرا غازی کنج بلوائے عام ہے
پتھراں دے مین چہ فضہؑ شامیاں نو آکھے
جہڑا سانگ تے چڑھیا اے حق دا امام ہے
فضہؑ دے سر دا جس دم پتھراں طواف کیتا
بسم اللہ پڑھدی رہ گئی کیسی غلام ہے
سب قیدیاں دا ناواں اک وار بولیا اے
زینبؑ دے نال ہر جاہ فضہ دا نام ہے
باقرؑ سجادؑ قاسمؑ ہتھیں کھڈائے سارے
زینبؑ دے نال رُل کے ہائے دیکھی شام ہے

شاہی نوں وار چھڈیا زینبؑ دی بن کے نوکر
ملیا نہ ساری زندگی پل دی آرام ہے
سجاد آکھے دادی زہراؑ نے بہن صدیا
کئی مرتبے اے تیرے کیتا احترام ہے
اختر سجاد رو رو ڈگیا بے ہوش ہو کے
فضہ دے جد مرن دا ملیا پیغام ہے

نوحہ

(نثار)

پیاسے دی کلی جان اُتے پئے مینہ وسدے نے تیراں دے
امت نے پردے لٹ لئے نے شبیر دیا ہمشیراں دے
جد حُر شبیرؑ دے کول آیا شاہ دوزخ توں آزاد کیتا
مظلوم دی نظرِ کرم ویکھو رُخ موڑ دتے تقدیراں دے
عباسؑ دے مرن دی خبر آئی کہیا زینبؑ اج میں اجڑ گئی
غش کھا گئی جس دم نظر آئی وچ مشک پر دئی تیراں دے
میں قاسمؑ نوں پرنایا نہ اکبرؑ نوں سہرا لایا نہ
افسوس میں صغرا نہ لائی ہتھ مہندی تیرے ویراں دے

مہمان تے پانی بند کیتا ایہو اجرِ رسالت خوب دِتا
ہر پاسیوں زہرا دے چن تے چھا بادل گئے شمشیراں دے

سر سجدے وچ شبیر دا سی اتے خنجر شمر لعیں بے پیر دا سی
مظلوم نماز ادا کیتی وچ وسدیاں پتھراں تیراں دے

اصغر نے کجھ دی بولیا نہ پر ظالم دا ہتھ ڈولیا نہ
انج جگ دنیا تے نہ ویکھے گل ٹٹ دے بال صغیراں دے

آکول نانی دے بہندی اے صغرا سلمہ نوں کہندی اے
میں اجڑی دا نہ ویر آیا بھینیاں نوں مان نے ویراں دے

لٹ پے گئی خیمے سڑ گئے نے سر نیزیاں اتے چڑھ گئے نے
کسے درخیمے دل نیکیا نہ کہیہ حال ہوئے دگیراں دے

کوئی ظلم کرن توں ٹلدا نہیں کوئی ظالم دا ہتھ روکدا نہیں
ہتھ رسیاں دے وچ بندھ گئے نے بے وارث بے تقصیراں دے

کوفے تے شام دے راہواں وچ اہناں سونہیاں پاک فضاواں وچ
جھنکار اجے وی آندی اے سجاد دیاں زنجیراں دے

اٹھ منگ نثار جو چاہیدا ہتھ پھڑ کچکول گدائی دا
در مل جائے زہرا جائی دا پا ہاڑے وانگ فقیراں دے

نوحہ

(ناصر)

دین نبی دا روشن کیتا لہو دے دیوے بالے
ظلم دی حد یزید کیتی کیتا صبر حسینؑ کمال اے
اکبر دل دا حال سنایا بیٹھا خاک تے زہرہؑ جایا
کڈھ برچھی دیکھی سید آیا دل برچھی دے نال اے
گل وچ طوق تے بیڑیاں پاتیاں رب دیاں بے پرواہیاں
ریت تتی تے عابد ٹریا پیراں پے گئے چھالے
صغراؑ نوں اے خواب سی آیا اکبرؑ مار مکایا
خاک پھوپھی دے سر وچ دیکھی تن تے کپڑے کالے
پتھر مارے شامیاں سارے زخمی ہو گئے بال اے
ویرن مریاں باہواں کپیاں کون یتیم سنبھالے
وارث مر گئے خیمے سڑ گئے سر سانگاں تہ چڑھ گئے
شام نوں جاندیاں زینبؑ آکھے ویرن رب حوالے
صبر حسینؑ دا ویکھیا اللہ لے معصوم نوں چلاّ
ظالم دے اک تیر نے کیتا اصغرؑ دا کی حال اے
اک آنسو دی قیمت ڈاڈی ناصر قسمت ساڈی
مومن پہنچ کے کوثر اتے بھر بھر پین گے پیالے

نوحہ

(نثار)

لشکراں وچ بہن نوں اک جان ڈسدی ویر دی
منگدیاں نے خیر ہر ماں زینبؑ دل گیر دی
وِسدا سی بھرپور دیہڑا
کھا گئی کس دی نظر
ہو گئی برباد بستی کس
طرح شبیرؑ دی

جیہڑے ہاشم دے محلہ
کل اجے سُن رونکاں
او تھے اج فریادِ صغراؑ دی
کلیجہ چیر دی

کس طرح ٹردا بھلا
او ذوالجناح لے با وفا
پیر دلدل دے پکڑ بیٹھی
سی دھی شبیر دی

منزلاں دچ لاڈلی
نوں نہیند کیویں آگئی
اوتے ہے عادی خدایا
سینۂ شبیرؑ دی

صاحبِ غیرت مسلمان
بھول نہیں سکدے نثارؔ
نیچاں دا دربار پیشی
وارث تطہیر دی

نوحہ

الوداع اے غمِ شبیر منانے والے
اربعیں ختم ہوا اشک بہانے والے

فاطمہ دیتے ہیں پرسہ عزادار تمہیں
پیٹ کر سینہ و سر بزم میں آنے والے

وقت اسلام پہ آیا تو نہ کام آیا کوئی
لٹ گئے ہائے محمدؐ کے گھرانے والے

بھائی کا سر جو تھا نیزے پہ بہن رسی میں
ہائے دیکھا کئے کس دل سے زمانے والے

گر کے اونٹوں سے مرے راہ میں لٹنے کے
قید ہو کر جو چلے شام کو جانے والے

کس طرح تو نے سکینہ کو رکھا تربت میں
طوق و زنجیر کا اے بار اٹھانے والے

ایک ہے شام میں تو ایک کربلا کے بن میں
ہے سکینہ نہ کوئی سینے پہ سلانے والے

قید سے چھٹ کے بہن آئی اٹھ اے بھائی
اپنی ماں جائی کا دکھ درد دکھانے والے

کس طرح دفن کئے تو نے بہتر لاشے
ہائے اے گور غریباں کے بنانے والے

التجا راہی کی ہے فاطمہ زہرا ہو قبول
پرسہ دیتے ہیں جو بہ رلانے والے

نوحہ

(اعجاز)

اے زمینِ کربلا کے چاند تا رو الوداع
فاطمہ کی جان حیدر کے پیارو الوداع
آئے تھے جب کربلا میں پورا کنبہ ساتھ
گھر لٹا کے جا رہے ہو دل فگارو الوداع

خون بھرا شبیرؑ کا کرتہ دکھانے کے لئے
قبر پہ نانا کی جاؤ سوگوارو الوداع
اصغر و اکبر کو جب پوچھے گی صغرا اس گھڑ
کس طرح تسکین دو گے بے سہارو الو

کیا خبر مر جائیں یا زندہ رہیں اگلے برس
چھوڑ کر روتا ہمیں جاؤ سدھارو الوداع
قید سے چھوٹے تو نانا کی لحد پہ جاؤ
منتظر صغرا ہے جاؤ اب سدھارو الو

کشتیٔ امت بچا لی موجِ خوں میں ڈوب کر
ہو تم ہی تو بحرِ ہستی کے کنارو الوداع
تم نے خوں دے کر بچایا ہے سفینہ دین
پیاس میں سر دینے والو غم کے مارو ا

کربلا کے لاج رکھ لی غیرتِ اسلام کی
بیدیہ اسلام کے روشن منارو الوداع
کس شجاعت سے لڑے علی و محمد مرحبا
الوداع اے بنتِ حیدر کے دلارو الوداع

السلام اے جادۂ حق کے شہید و السلام
بن حیدر کے بہتر جانثارو الوداع
حلقِ اصغر چادر کلثوم و زینب کو سلام
تین دن کے بھوکے پیاسو غم کے مارو الوداع

م مدینے جا کے اب صغرا کو دوگے کیا جواب
ے شہید کربلا کے سوگوارو الوداع
کٹ گئے عباس کے بازو چھدا اکبر کا دل
اب کوئی باقی نہیں اے بے سہارو الوداع

لھائے بچی نے طمانچے جل گئے خیمے تمام
ربدر تم کو پھرایا غم کے مارو الوداع
ہے یہی اک التجا نواب غلام عباس کی
پھر بھی اگلے سال آنا غم گسارو الوداع

دُعا

برائے مومنین !

اے ربِّ جہاں پنجتنؑ پاک کا صدقہ
اس قوم کے دامن کو غمِ شبیرؑ سے بھر دے

بچوں کو عطا کر علی اصغرؑ کا تبسم
بوڑھوں کو حبیب ابنِ مظاہر کی نظر دے

ہر قم سن کو بلے ولولۂ عونؑ و محمدؑ
ہر ایک جواں کو علی اکبر کا جگر دے

ماؤں کو عطا کر شہِ ذی جاہ کا سلیقہ
بہنوں کو سکینہؑ کی دعاؤں کا اثر دے

جو پردۂ زینبؑ کی عزادار ہیں مولا!
محفوظ رہیں ایسی خواتین کے پردے

مولا تجھے زینبؑ کی اسیری کی قسم ہے
بے جرم اسیروں کو رہائی کی خبر دے

جو دین کے کام آئے وہ اولاد عطا کر
جو مجلسِ شبیرؑ کی خاطر ہو وہ گھر دے

مفلس پہ زر و لعل و جواہر کی ہو بارش
مقروض کا ہر قرض ادا غیب سے کر دے

غم کوئی نہ دے ہم کو سوائے غمِ شبیرؑ
شبیرؑ کا غم بانٹ رہا ہے تو ادھر دے

عُشّاقِ اہلبیت علیہم السلام کی دُعا

(سیّد شبیہ الحسن صاحب شبیہ زیدی)

الٰہی! عاشقانِ مصطفٰے کو کامرانی دے
الٰہی! طالبانِ مرتضٰے کو شادمانی دے

الٰہی! عشق ہو ہم کو سدا آلِ محمدؐ سے
نہ ہوں ہم منحرف اک ذرہ اپنے راہِ مقصد سے!

ہمارے بازوؤں کو قوّتِ حیدرؑ عطا کر دے
ہمیں تسبیحِ زہراؑ کی محبت اور تمنا دے

ہمیں عشقِ حسنؑ کی دولتِ بیدار بھی دیدے
حسینی عزم اور عبّاسؑ کا کردار بھی دیدے

جنابِ سیّد سجّادؑ کے ہم نام لیوا ہیں
علومِ باقریؑ پر جان و دل سے ہم تو شیدا ہیں

الٰہی! جعفرِ صادقؑ کے صدقے میں کرم فرما
ہر اک مشکل میں ان کے نام سے تسکینِ غم فرما

الٰہی! موسیٰ کاظمؑ کی الفت بخش دے ہم کو
امام ثامنؑ و ضامن کی دولت بخشدے ہم کو

الٰہی! جذبۂ پاکِ تقیؑ ہو اپنے سینے میں
نقیؑ کی اُلفتِ معصوم ہو اپنے خزینے میں

الٰہی! عسکریؑ کا نام ہو اپنی زبانوں پر
کہ ہم کو فخر ہے آلِ نبی کی داستانوں پر

ظہورِ منتظرؑ سے عالمِ فانی بدل جائے
الٰہی! ساری دُنیا کی ستم رانی بدل جائے

محبانِ علیؑ کو دہر میں بیدار فرمادے
کہ جذبِ آلِ احمدؐ سے ہمیں سرشار فرمادے

فاتحِ خیبر

مجموعۂ مناجات

مرتبہ

سیّد مہدی حسینی

ناشر

رحمت اللہ بک ایجنسی

بالمقابل بڑا امام باڑہ، کھارادر، کراچی ۷۴۰۰